عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم

مقالہ برائے ایم اے علوم اسلامیہ تخصص فقہ اسلامی

مقالہ نگار

زاہدہ پروین

رول نمبر: J.5907636

مکان نمبر: 14

مصریال کینٹ، راولپنڈی

نگران مقالہ

ڈاکٹر ضیاء الحق

چیئرمین شعبہ اسلامک لاء

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

شعبہ اسلامک لاء

کلیہ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

سیشن: 2003ء

بسم الله الرحمن الرحيم

FOR WORDING SHEET

The thesis entitled: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم submitted by Zahida Parveen in partial fulfillment of the requirement for Master's Degree in Islamic studies has been completed under my guidance and supervision. I am satisfied with the quality of students research work and allowed her to submit her thesis.

Signature: ______________________

Dr. Muhammad Zia-ul-Haq

Chairman

Department of Islamic law

Faculty of Arabic & Islamic Studies

Allama Iqbal Open University

Islamabad.

DECLARATION

I am Zahida Parveen Roll No. J.5907636 a student of M.A Islamic Studies in Allama Iqbal Open University, Islamabad do hereby solemnly declare that the thesis entitled: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم is submitted in partial fulfillment in M.A Islamic Studies degree, my original work and has not been for obtaining any degree from this or another university or institution.

Signature: Zahida Parveen

Zahida Parveen

APPROVAL SHEET OF THE COMMITTEE

Title of thesis: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم

Name of Students: Zahida Parveen

Accepted by the Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, for partial fulfillment of requirements of Master Degree in Islamic Studies.

VIVA VOCE COMMITTEE

Chairmanm: ____________________

External Evaluation: ____________________

Internal Evaluator: ____________________

Dated: 5-04-04

انتساب

والدین کے نام جن کی تائید میری کامیابی کی ضمانت ہے

مشمولات

ABSTRACT

زیر تحقیق مقالہ ''عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم'' کے موضوع پر لکھا گیا ہے جو کہ مقدمہ، چار ابواب، نتائج تحقیق، سفارشات اور فہرس مصادر و مراجع پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں موضوع تحقیق کا پس منظر، موضوع تحقیق کی ضرورت واہمیت، موضوع کا تعارف، موضوع تحقیق کا بنیادی مسئلہ، فرضیہ تحقیق، تحقیق کے مقاصد، اسلوب تحقیق، خاکہ تحقیق، زیر تحقیق موضوع کی افادیت اور چند اہم مصادر مراجع کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب اوّل میں فقہی تعلیم کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جس میں تعلیم کا مفہوم، فقہ کا مفہوم، فقہی تعلیم کی ضرورت واہمیت اور عورت کے لیے فقہی تعلیم کا دائرہ کار پر بحث کی گئی ہے۔

باب دوم میں طہارت سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جس میں وضو اور حیض سے متعلقہ مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

باب سوم عبادات سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کے ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن میں براہ راست عورت کو تعلیم دی گئی ہے۔

باب چہارم معاملات و مناکحات سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم پر بحث کی گئی ہے۔ اس باب میں بیع، یعنی عورتوں کی خرید و فروخت اور نکاح وطلاق سے متعلقہ مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

نتائج تحقیق میں مقدمہ میں اٹھائے گئے مسائل کا جواب دیا گیا ہے۔ نیز مقدمہ میں قائم کیے گئے درست فرضیے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ تحقیق سے حاصل شدہ نتائج پر عمل درآمد کے لیے حکومتی اداروں کو سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔ فہرس، مصادر و مراجع میں حوالہ کے طور پر آنے والی تمام کتب کی تفاصیل درج کی گئی ہے۔

اظہار تشکر

بے پناہ حمد وثناء ہو۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جس کی رحمت وتحفظ مجھے ہر لمحے گھیرے ہوئے ہےاور ہزاروں درود وسلام ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین پر جن کی صحبت مسلمانوں کا فخر ہے۔اس کے بعد میں شکر گزار ہوں۔اپنے والدین کی جن کی مدد تعاون اور دعاؤں کے بغیر شاید میں یہ مراحل تعلیم مکمل نہ کرسکتی۔

میں اپنے محترم سپروائزر ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کی بھی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مقالے کی تکمیل میں ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود انہوں نے مسودہ کی ترتیب وتدوین کے سلسلے میں نہایت محبت وشفقت سے میری رہنمائی فرمائی۔میں سمجھتی ہوں کہ اگر ان کی مدد اور رہنمائی میسر نہ ہوتی تو شاید میں یہ مقالہ نہ لکھ سکتی۔

اپنے اساتذہ میں سے جناب فضل اللہ صاحب اور جناب عبدالحمید خان عباسی صاحب کی بھی شکر گزار ہوں۔جنہوں نے ایم اے علوم اسلامیہ کے ہر مرحلہ میں میری رہنمائی کی اور میں نے جن لائبریریوں سے استفادہ کیا خاص طور پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سٹاف ممبران کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے متعلقہ کتب کی فراہمی میں میری ہر ممکن مدد کی۔ان کے علاوہ میں پروفیسر ذوالفقار صاحب کی بھی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے مقالہ کو پایہ تکمیل پہنچانے میں میری ہر طرح سے مدد کی اور میں محبوب عالم صاحب کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے تحقیقی مقالہ کی کمپوزنگ کی ذمہ داری نہایت احسن طریقے سے انجام دی۔

زاہدہ پروین

راولپنڈی

مقدمہ

(تعارف تحقیق)

مقدمہ

(تعارف تحقیق)

1۔ موضوع تحقیق کا پس منظر (Back ground of the Topic)

تاریخ عالم مختلف ادوار کے انسانی معاشروں میں ''عورت'' پر ظلم وستم کی داستانوں سے لبریز ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ انسان (مرد)عورت کونفرت کی نگاہوں سے دیکھتا تھااوراپنی نسل میں شمار کرنے سے عارمحسوس کرتا تھا۔'' تو بے جانہ ہوگا۔اسی لیےعورت سے جانوروں کی طرح سلوک کرنا' بچیوں کو زندہ درگور کرنا' جوان عورت کو''ستی کی رسم'' کی نذر کرنا' معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔عورت کوان پستیوں سے نکال کر بذریعہ تعلیم معاشرے کاایک اہم فرد کادرجہ دلوانے میں اسلام کانہایت اہم کردار ہے۔عورت کو ماں' بہن' بیوی اور بیٹی کارتبہ دیااوران کی ہر حیثیت کے لحاظ سے حقوق اور ذمہ داریوں کاتعین کیا۔اسی بناء پرآج عورت کومعاشرے کی ایک اہم اکائی شمار کیاجاتا ہے۔

2۔ زیرتحقیق موضوع کی ضرورت واہمیت (Importance of the Topic)

دورحاضر میں دنیا بھرکی حکومتوں اورفلاحی انجمنوں نے یہ شوروغوغا بپا کررکھا ہے کہ'' عورت کی تعلیم وتربیت اوراس کے حقوق'' ان کی کوششوں کے رہین منت ہیں۔نیزعورت کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کرعلم کی روشنی کا چراغ انہوں نے دکھایا ہے۔حالانکہ ان کے بلند بانگ دعوؤں میں حقیقت کودور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔اس لیےضرورت اس امرکی ہے کہ اسلام کی اس سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کومنظرعام پرلایا جائے۔اسی ضرورت کے پیش نظر''عہدنبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم'' کوایم۔اے علوم اسلامیہ کےمقالہ کے لیےموضوع تحقیق بنایا گیا ہے۔

3۔ موضوع کا تعارف: (Introduction of the Topic)

زیر تحقیق موضوع میں ''عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم'' پر بحث کی گئی ہے۔ جو کہ عمومی تعلیم سے اگلا درجہ ہے چونکہ فقہی تعلیم میں انسان کی شعوری اور عملی میدان میں عورت کو جن بنیادی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان ہی مسائل کو اس مقالہ میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ مثلاً طہارت، عبادات، معاملات اور مناکحات (نکاح وطلاق) وغیرہ۔

4۔ موضوع تحقیق کا بنیادی مسئلہ (Problem of the research)

زیر تحقیق موضوع کا بنیادی مسئلہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

i فقہی تعلیم سے کیا مراد ہے؟

ii عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم کے لیے کیا کوششیں ہوئیں؟

iii طہارت سے کیا مراد ہے۔ عورت کو اس سلسلہ میں کیا تعلیم دی گئی؟

iv عبادات سے کیا مراد ہے۔ عورت کو اس سلسلہ میں کیا تعلیم دی گئی؟

v معاملات سے کیا مراد ہے۔ عورت کو اس سلسلہ میں کیا تعلیم دی گئی؟

vi مناکحات سے کیا مراد ہے۔ عورت کو اس سلسلہ میں کیا تعلیم دی گئی؟

5۔ فرضیہ تحقیق (Hypothesis of the research)

زیر تحقیق موضوع کے لیے درج ذیل فرضیات قائم کیے گئے ہیں:

i عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔

ii عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ ان فرضیات کو نتائج تحقیق کی روشنی میں پرکھا جائے گا اور درست فرضیے کی نشاندہی کی جائے گی۔

6۔ تحقیق کے مقاصد (Objectives of the research)

اس تحقیق کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

i تعلیم کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کرنا۔

ii فقہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کرنا۔

iii طہارت (وضو، حیض) کے مسائل بیان کرنا۔

iv عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج) کے مسائل بیان کرنا۔

v معاملات (بیع) کے مسائل بیان کرنا۔

vi مناکحات (نکاح وطلاق) کے مسائل بیان کرنا۔

7۔ اسلوب تحقیق (Method of the research)

دوران تحقیق درج ذیل نکات کو اسلوب تحقیق کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

i مقالہ کو چار ابوب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک باب کو خصوصی نام دیا گیا ہے۔

ii ہر باب کو پہلے فصول اور پھر مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

iii بحث کے اندر کی تقسیم کو پہلے عدد 1-2-3 اور پھر الف۔ب۔ج کی ترتیب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

iv دوران تحقیق آنے والی قرآنی آیات واحادیث اور اصطلاحات کی لغوی تشریح کا حوالہ حاشیہ میں دیا گیا ہے۔

v مقالہ کے تمام ابواب میں قرآن وسنت کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

vi حاشیہ میں حوالہ کے اندراج کے لیے پہلے مصنف کا نام پھر کتاب، پھر جلد اور صفحہ کی ترتیب کو اختیار کیا گیا ہے جب کہ فہرست مصادر و مراجع میں کتاب کی تمام تفاصیل درج کر دی گئی ہیں۔

vii حوالہ کے اندراج میں اختصار کے لیے جلد (Slashe) ''/'' اور صفحہ کے لیے ''ص'' کی علامت کو اختیار کیا گیا ہے۔

viii دوران تحقیق قرآنی آیات کو بریکٹ ﴿ ﴾ اور احادیث کو ( ) اور فقہاء و معاصر علماء کے اقوال کو Commas میں ظاہر کیا گیا ہے

xi ایک صفحہ پر ایک کتاب کا دوبارہ حوالہ آنے پر مصنف کے نام کے بعد ''م۔ن'' کی علامت اختیار کی گئی ہے۔ جس سے مراد ''مصدر نفسہ'' ہے۔

x فقہی معلومات بنیادی کتب فقہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

8۔ خاکہ تحقیق (Synopsis of the research)

زیر تحقیق مقالہ کو مقدمہ (تعارف و تحقیق) چار ابواب، نتائج تحقیق و سفارشات اور فہرس المصادر والمراجع میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مقدمہ (تعارف و تحقیق)

باب اوّل: فقہی تعلیم کا تعارف

فصل اوّل: تعلیم کا تعارف

پہلی بحث: تعلیم کا مفہوم

دوسری بحث: فقہ کا مفہوم

فصل دوم: فقہی تعلیم کی ضرورت واہمیت

پہلی بحث: فقہی تعلیم کی ضرورت

دوسری بحث: فقہی تعلیم کی اہمیت

فصل سوم: عورت اور فقہی تعلیم

پہلی بحث: فقہی تعلیم کے لیے قرآن وسنت میں تاکیدات

دوسری بحث: فقہی تعلیم کا دائرہ کار

9۔ زیرِ تحقیق موضوع کی افادیت

بلاشبہ اسلام کے ذخیرہ کتب میں زیرِ تحقیق موضوع کے مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔لیکن ان کتب میں یہ مسائل بکھرے پڑے ہیں۔اس مقالہ میں ان بکھرے ہوئے مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ جو تھوڑے وقت میں قاری بہت زیادہ معلومات اخذ کرسکتا ہے اور خصوصی طور پر خواتین اس مقالہ سے زیادہ مستفید ہوں گی۔

10۔ مصادر و مراجع کی چند اہم کتب

تحقیقی مقالہ میں جن بنیادی مصادر و مراجع سے مواد لیا گیا۔ان میں قرآن مجید' تفاسیر' کتب احادیث' لغات اور معاصر علماء کی کتب شامل ہیں۔ان میں سے چند اہم کتب حسب ذیل ہیں۔

i القرطبی (م: 671ھ/1273ء) کی الجامع لاحکام القرآن

ii البخاری (م: 256ھ/870ء) کی الجامع الصحیح

iii المسلم (م: 261ھ/875ء) کی الجامع الصحیح

iv احمد بن حنبل (م: 241ھ/855ء) کی المسند

v ابن ماجہ (م: 273ھ/887ء) کی السنن

vi ابوداؤد (م: 275ھ/889ء) کی السنن

vii الترمذی (م: 279ھ) کی السنن

viii ابن منظور (م: 711ھ/1311ء) کی لسان العرب

ix الجرجانی (م: 816ھ/1413ء) کی التعریفات

آخر میں اس بات کا اقرار اور اظہار ضروری ہے کہ یہ تحقیق ایک چھوٹی سی کاوش ہے جس میں غلطی اور خطاء کا بہت امکان ہے۔ مقالہ میں جو بھی درست بات ہے وہ تو سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور مہربانی کا نتیجہ ہے اور جو خطا ہے یا کمی رہ گئی ہے وہ میری کم علمی اور کوتاہی ہے۔ لہذا معلوم ہونے پر میں اسکی درستگی اور اصلاح کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش اور محنت کو قبول فرمائیں۔ لغزشوں اور خطاؤں کو معاف کرتے ہوئے میرے لیے اسے دنیا و آخرت میں سعادت و کامیابی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

وما توفیقی الا باللہ العظیم

زاہدہ پروین

راولپنڈی

باب اوّل

فقہی تعلیم کا تعارف

فصل اوّل: تعلیم کا تعارف

پہلی بحث: تعلیم کا مفہوم

1۔ لغوی مفہوم

علم کا مادہ بنیادی طور پر ع ل م سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز کا ادراک، جاننا، معرفت حاصل کرنا، یقین کرنا، تصدیق کرنا(1)

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ یہ باب تفعیل کا صیغہ ہے۔ عربی زبان میں باب تفعیل کا استعمال بطور فعل متعدی ہوتا ہے۔ (2)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(i) ﴿ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَآء کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُم عَلَی المَلٰئِکۃ فَقَالَ اَنبِو نِی بِاَسمَآءِ ھٰؤلَآءِ اِن کُنتُم صٰدقِین ﴾(3)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ''

اس آیت کریمہ میں لفظ علم کا مطلب سکھانا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(ii) ﴿ اَلَم یَعلَمُوآ اَنَّ اللّٰہ یعلمُ سِرَّھُم وَ نَجوٰھُم وَاَنَّ اللّٰہَ علّٰم الغُیُوب ﴾(4)

ترجمہ: کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔

1۔ لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ، مادہ (عَلَمَ)، ص:527

2۔ ابراھیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، مادہ (عَلَمَ)، ص:624/1

3۔ البقرۃ:31

4۔ التوبۃ:78

(iii) ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴾(1)

ترجمہ: رحمٰن نے قرآن سیکھا۔انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

2۔ اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں علم کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

(i) " العلم يقال لا دراك الكلى و المركب و المعرفة تقال لا دراك الجزئى او البسيط"(2)

ترجمہ: کہ علم مرکب اور کلی ادراک ہے اور معرفت جزئی یا مختصر ادراک ہے۔

کہا جاتا ہے۔

"عرفت الله 'دو ن علمته"(3)

ترجمہ: میں نے اللہ کو پہچانا بغیر اسے جانے ہوئے۔

(ii) "و يطلق العلم على مجموع مسائل و اصول كلية تجمعها جهة واحدة"(4)

اور علم کا کلمہ تمام مسائل اور کلی اصول پر اطلاق کرتا ہے جو ایک جہت سے جمع ہو گئے ہوں۔

مختصر یہ کہ کسی چیز کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے اس کا تعارف ہی اس شئے کا علم کہلاتا ہے۔

1۔ الرحمٰن:1-4

2۔ ابراہیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، مادہ (عَلَمَ)، ص 624/1

3۔ ابراہیم مصطفیٰ۔م۔ن۔ص:624/1

4۔ ابراہیم مصطفیٰ۔م۔ن۔ص:624/1

3۔ تعلیم کے مفہوم کے بارے میں مختلف آراء:

تعلیم کے مفہوم کی ادائیگی کے سلسلہ میں ماہرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔جن میں سے چند آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

الف: قدیم مسلم مفکرین کی آراء:

قدیم مسلم مفکرین کے نزدیک علم کسی حقیقت کے ادراک اور معرفت کا نام ہے۔جس میں اللہ و رسول کی معرفت' دنیا و آخرت کی معرفت سرفہرست ہے۔اس لیے وہ علم کو ایمان اور اعمال کا مظہر گردانتے ہیں۔اگر کوئی آدمی ان صفات سے متصف نہ ہو تو وہ جاہل اور گنوار ہی شمار ہوتا ہے۔تعلیم سے متعلق چند قدیم مسلم مفکرین کی آرا حسب ذیل ہیں۔

I امام ابوحنیفہؒ

''جس شخص کو علم نے معاصی و فواحش سے باز نہ رکھا اس سے زیادہ زیاں کار کون ہوگا۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''جو شخص علم دنیا کے لیے سیکھتا ہے علم اس کے دل میں جگہ نہیں پکڑتا''(1)

امام صاحب کا ایک اور قول ہے:

''جو شخص علم دین میں گفتگو کرے اور اس کو یہ خیال نہ ہو کہ ان باتوں کی باز پرس ہوگی وہ مذہب اور خود اپنے نفس کی قدر نہیں کرتا۔''(2)

آپ کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک آدمی پڑھا لکھا ہو لیکن خدا کے خوف سے خالی ہو' فکر آخرت سے عاری ہو اور معاصی اور خواہش سے اجتناب کرنے والا نہ ہو تو وہ جاہل ہے۔

II امام غزالی

نبوت کے بعد اشرف و افضل علم تعلیم ہے۔لوگوں کو مہلک عادتوں اور بری خصلتوں سے بچانا اور عمدہ اخلاق اور سعادت کی راہ بتانا ہے اور تعلیم سے مراد بھی یہی ہے۔''تعلیم انسانی معاشرے کی بالغ ارکان کی جدوجہد ہے۔جس سے آنے والی نسلوں کی نشوونما اور تشکیل زندگی ان کے نصب العین کے مطابق ہوتی ہے''۔(3)

1۔ جمیل احمد' تذکرہ حضرت امام ابوحنیفہ' ص108-107

2۔ جمیل احمد' م۔ن۔ص107-108

3۔ غزالی' امام' احیاء علوم الدین (مذاق العارفین) مترجم محمد حسن' 19/1

III ابن خلدون

ابن خلدون نے تعلیم کے بارے میں نہایت اچھوتا نظریہ بیان کیا ہے۔ان کے خیال میں تعلیم حاصل کرنا ہر فرد کا فطری تقاضا ہے۔ان کا قول ہے کہ تعلیم کا مقصد غور و فکر کو کام میں لا کر انسان کو حقائق سے روشناس کرانا ہے یعنی تعلیم کا بڑا مقصد ان کے نزدیک علم معرفت اور علم حقیقت کا حاصل کرنا ہے۔(1)

ب: معاصر علماء کی آراء:

I شاہ ولی اللہؒ

علم انسان کی اصلاح اور اس میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کرتا ہے۔علم ہی سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم کی بدولت وہ کامیاب زندگی گزارتا ہے۔مسلمانوں کی حالت سدھانے اور انہیں دنیا میں ممتاز قوم کی حیثیت سے متعارف کروانے کے لئے تعلیم نہایت ضروری ہے۔(2)

II مولانا مودودیؒ

مولانا مودودی تعلیم کی افادیت کے متعلق اظہار خیال فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ تعلیم کا اولین مقصد معرفت الٰہی کا حصول ہے تاکہ انسان کی جبلی صلاحیتوں کی اس طرح نشو و نما کی جائے کہ وہ معاشرے کے لئے مفید اور کارآمد ہو سکے اور انسانی زندگی مین پاکیزگی اور فلاح کا ذریعہ بن سکے۔(3)

III سر سید احمد خان

''جو قوتیں خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں۔ان کو تحریک دینا اور شگفتہ و شاداب کرنا انسان کی تعلیم ہے۔''(4)

1۔ ابن خلدون، مقدمہ، ص:323-322/2

2۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، (مترجم عبدالرحیم)، 128-127/1

3۔ محمد حسین، سید مودودی کے تعلیمی نظریات، ص:69-71

4۔ محمد اسماعیل پانی پتی، مقالات سرسید (تعلیمی، تربیتی اور معاشرتی مضامین) ص:15/7

IV علامہ اقبال

علامہ اقبال زندگی گزارنے کے لئے حصول علم کو ضروری قرار دیتے ہیں۔لیکن وہ ایسی تعلیم کے سخت خلاف ہیں جو انسان کی ضروریات کو تو پورا کرے لیکن روح کی بالیدگی کو نظر انداز کردے (1)۔علامہ اقبال کہتے ہیں۔''تعلیم ایک ایسا ہمہ گیر عمل ہے جو انسان کی طبعی قوتوں کی نمو کرے اور اسے دین کے دائرے میں رکھے۔''(2)

ج: غیر مسلم مفکرین کی آرا:

I ارسطو

ارسطو کی رائے میں تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو معاشرہ کو متوازن بناتا ہے۔یہ ایک دورخی عمل ہے جس کی وجہ سے ذہن اور جسم دونوں کی نمو ہوتی ہے۔(3)

II جان اسٹورٹ مل

''تعلیم صرف ان باتوں کا احاطہ نہیں کرتی جو ہم فطرت کے کمال سے قریب تر ہونے کی بنا پر واضح مقصد کی خاطر اپنے لئے کرتے ہیں یا دوسرے ہمارے لئے کرتے ہیں۔اپنے وسیع تر مفہوم میں اس کی حدود بہت وسیع ہیں۔انسانی کردار اور صلاحیت پر پڑنے والی ان چیزوں کے بالواسطہ اثرات بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔جن کے فوری مقاصد بالکل ہی دوسرے ہوتے ہیں۔''(4)

1۔ محمد احمد صدیقی،اقبال کے تعلیمی نظریات،ص:190

2۔ محمد احمد صدیقی م۔ن،ص:176

3۔ محمد یاسین،تعلیم اور عناصر تعلیم،ص:13

4۔ خورشید احمد،نظام تعلیم،ص 17

III ڈاکٹر پارک

"تعلیم راہنمائی یا مطالعہ سے علم حاصل کرنے اور مہارت اختیار کرنے کا عمل یا فن ہے۔"(1)

تعلیم وہ مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے نئی نسلوں کی اخلاقی اور ذہنی نشوونما بھی ہوتی ہے اور وہ اپنے عقائد وتصورات اور تہذیب و ثقافت کی اقدار بھی اس سے اخذ کرتے ہیں۔ یہ محض تدریس ہی کا کام نہیں بلکہ اس کے ذریعے ایک قوم آگہی حاصل کرتی ہے اور یہ عمل اس قوم کو تشکیل دینے والے افراد کے احساس وشعور کو نکھارنے کا ذریعہ ہے۔(2)

IV جان ملٹن

"میرے نزدیک مکمل اور شریفانہ تعلیم وہ ہے جو انسان کو حالت جنگ وامن میں اپنی اجتماعی زندگی کے فرائض دیانت، مہارت اور عظمت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے تیار کرتی ہیں۔"(3)

V جان ڈوی

ماہر تعلیم جان ڈوی اور اس طرح کے دوسرے دانشوروں کے نزدیک تعلیم معاشرے میں اجتماعی فرائض احسن طریقے سے ادا کرنے کی اہلیت اور شعور پیدا کرنے کا نام ہے تاکہ معاشرہ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن رہ سکے۔(4)

VI مسٹر وائٹ ہیڈ

مغربی مفکر "مسٹر وائٹ ہیڈ" تعلیم کا مفہوم بیان کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

1۔ تعلیم معلومات کو استعمال میں لانے کے فن کو کہتے ہیں۔

2۔ تعلیم کا کام یہ ہے کہ وہ طالب علم کو جزئیات کے ذریعے مجموعی شے کو دیکھنے میں مدد دے۔

3۔ بہترین تعلیم وہ ہے جس میں آسان آلات کے ذریعے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جاسکیں۔(5)

مندرجہ بالا آراسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان اس دنیا میں جس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے وہ تعلیم کے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔

1۔ خورشید احمد، نظام تعلیم، ص: 18,17

2۔ خورشید احمد، م۔ن، ص: 18

3۔ خورشید احمد، م۔ن، ص: 17

4۔ جان ڈوی، جان ڈوی کا فلسفہ تعلیم، ص: 55,56

5۔ مسٹر وائٹ ہیڈ، مقاصد تعلیم، (مترجم سید محمد تقی)، ص: 54,40

دوسری بحث: فقہ کا مفہوم

1۔ لغوی مفہوم

لغت میں فقہ کے معنی ''سمجھ بوجھ'' کے ہیں۔(1)

یہ لفظ علم کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ علم محض جاننے کو کہتے ہیں اور فقہ سمجھ بوجھ کر حقیقت سے پوری طرح واقف ہو کر جاننے کو کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ لفظ متعدد بار آیا ہے۔ مثلاً

I۔ ﴿ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴾(2)

ترجمہ: اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔

II۔ ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ﴾(3)

ترجمہ: اور جتنی چیزیں ہیں سب اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہی ہیں مگر تم لوگ اس کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

1۔ ابن منظور، لسان العرب، ص:522/13

الرازی، مختار الصحاح، ص:213/1

الجرجانی، التعریفات، ص:216/1

2۔ التوبة:87

3۔ بنی اسرائیل:44

III ﴿ قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ ﴾(1)

ترجمہ: وہ بولے: اے شعیبؑ ہم نہیں سمجھتے بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے۔

IV ﴿ يَفْقَهُوا قَوْلِيْ ﴾(2)

ترجمہ: کہ وہ سمجھیں میری بات

V ﴿ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ﴾(3)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں۔

VI ﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ ﴾(4)

ترجمہ: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے جو دین میں سمجھ حاصل کریں۔

یہ لفظ حدیث میں بھی کئی موقعوں پر آیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ کے حق میں دعا فرمائی تھی۔

I (اللّٰهم عَلِّمهُ الكتاب)(5)

ترجمہ: اے اللہ: ابن عباسؓ کو کتاب (قرآن) کی تعلیم دے

II (من يرد اللّٰه به خيراً يفقهه فى الدين)(6)

ترجمہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

1۔ ھود:91

2۔ طٰہٰ:28

3۔ الانعام:25

4۔ التوبۃ:122

5۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (اللھم علمه الكتاب) حدیث نمبر75، ص:41/1

6۔ الترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ، باب اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقهه فی الدین، حدیث نمبر2645، ص:57/3

ابتدائی دور میں تفقه فی الدین کو وسیع معنوں میں لیا جاتا رہا اور اس سے دین کی جملہ حکمتوں اس کی مصالح اور اس کے مختلف علوم سے مناسبت مراد لیا جاتا تھا۔ چنانچہ امام غزالی نے تفقه فی الدین کے مفہوم میں درج ذیل امور کو شامل کیا ہے۔

i آفات نفسانی کی باریکیوں کی پہچان

ii ان اشیاء کی معرفت جو عمل کو فاسد بنا دیتی ہیں۔

iii راہ آخرت کا علم

iv اخروی نعمتوں کی طرف غایت درجے کا رجحان

v دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی طاقت

vi دل پر خوف الٰہی کا غلبہ (1)

اس طرح ابتدائی دور میں ''فقہ'' کا مفہوم قریب قریب وہی تھا جو قرآنی اصطلاح حکمت کا ہے جسے قرآن حکیم بہت دولت (خیر کثیر) قرار دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ و من یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا﴾ (2)

ترجمہ: اور جسے حکمت مل گئی اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔

1۔ امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ص 27، بحوالہ احیاالعلوم الدین

2۔ البقرہ:36

2۔ اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں عملی احکام کے علم کو فقہ کہا جاتا ہے۔ علامہ جرجانی نے فقہ کی تعریف درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔

"هو العلم بالا حكام الشرعية العلمية المكتسب من ادلتها التفصيلية"(1)

ترجمہ: فقہ شریعت کے ان عملی احکام کا علم ہے جنہیں تفصیلی دلائل سے اخذ کیا گیا ہو۔

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں فقہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

"الفقه علم بالمسائل الشرعية"(2)

ترجمہ: مسائل شرعیہ کے جاننے کا نام "علم الفقہ" ہے۔

مختصراً یہ کہ علم فقہ ان تفصیلی قواعد کا علم ہے جو قرآن وحدیث اور دوسرے تفصیلی دلائل کے ذریعہ اخذ کیے گئے ہیں۔

1۔ الجرجانی، التعریفات، ص:216/1

2۔ وهبة الزحيلى، الفقه الاسلامى وادلته، ص:16/1

3۔ مجلة الاحكام العدلية، ص:28/1

3۔ فقہی احکام کی تقسیم

قدیم فقہی کتب میں فقہی احکام کوحسب ذیل ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

I عبادات

وہ امور جواللہ اوراس کے بندوں کے مابین ربط وتعلق اورزندگی کے میدان میں خاص قسم کی پالیسی اورزاویہ نگاہ کاتعین کرتے ہیں۔

II معاملات

مالیاتی اورمعاشرتی معاہدات ومعاملات ازقسم خرید وفروخت، ہبہ، عاریت اجارہ وغیرہ

III مناکحات

نسل انسانی کی بقاء اور معاشرے کی سماجی قدروں کی احیاء کے لیے جوقوانین بنائے گئے ہیں۔مثلاً نکاح، طلاق، عدت، نسب، ولایت وغیرہ

IV عقوبات

جرائم اوران کی سزائیں جن کی پھر کئی قسمیں ہیں۔مثلاً حدود، تعزیرات، قصاصات مثلاً چوری، قتل، زنا، قذف اور دوسری جرائم کی سزائیں وغیرہ۔

V مخاصمات

عدالتی چارہ جوئی، عدالتی مسائل اورعدالتی طریق کارنیز فیصلہ دینے کے اصول وغیرہ۔

VI حکومت وخلافت

قومی اوربین الاقوامی معاملات، صلح وجنگ کے احکام، محاصل وغیرہ کی تفصیلات، ان کو ''احکام السیر'' اور ''احکام السلطانیہ'' وغیرہ کے تحت مدون کیا گیا ہے۔

قوانین کا مجموعہ ایک دن میں معرض وجود میں نہیں آیا بلکہ اس کی تدریج وتدوین صدیوں میں عمل میں آئی ہے اوراس کے موجودہ مقام تک پہنچانے میں ہزاروں لوگوں نے کاوشیں کی ہیں۔جن کے جانے بغیر اس علم کی اہمیت و وقعت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔''(1)

1۔ امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ص39,38

فصل دوم: فقہی تعلیم کی ضرورت واہمیت

پہلی بحث: فقہی تعلیم کی ضرورت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(مَن یردِ اللّٰہ بہ خیراً یُفَقِّہُ فی الدِین)(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

دین ہی دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا طریقہ اور آخرت میں اللہ کی رضا کے حصول اور اس کی ناراضی سے نجات کا واحد ذریعہ ہے تو جو شخص دین کا علم حاصل نہ کرے۔ دین کے مزاج اور اس کی روح کو نہ جانے تو وہ ہر خیر سے محروم ہے کیونکہ اس کے جانے بغیر نہ اسلام کے احکام پر صحیح عمل کرنا ممکن ہے اور نہ وہ اپنے مقصد پیدائش کا حق ادا کر سکتا ہے۔(2)

اللہ کے نزدیک انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾(3)

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

یعنی زندگی گزارنے کے جو طریقے اور جو راہیں میں نے بتادی ہیں صرف انہیں راستوں پر چلیں، تو ہر انسان پر واجب ہو گیا یہ جاننا کہ عبادت کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے، یہ جانے بغیر وہ اپنے دنیا میں آنے کا مقصد ہی پورا نہیں کر سکتا۔

انسان کی پوری زندگی اگر قرآن وسنت کے مطابق ہو وہ عبادت ہے اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی کے ہر معاملے میں کس طرح عمل کرنا چاہیے یہ علم فقہ سے معلوم ہوتا ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من یرداللّٰہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین، حدیث نمبر 71، ص:39/1

2۔ منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، ص 40

3۔ الذریات:56

دوسری بحث: فقہی تعلیم کی اہمیت

1۔ قرآن پاک اور فقہی تعلیم

فقہ کا فن عقلی علوم وفنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اس کی بنیادیں موجود ہیں۔قرآن پاک کے ساتھ علم فقہ کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔قرآن میں جگہ جگہ تدبر، تفکر، تعقل، شعور وادراک کی دعوت عام ہے۔چند ایک قرآنی آیات حسب ذیل ہیں۔

I ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾(1)

ترجمہ: پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی ہوتی جو دین میں فہم وبصیرت پیدا کرتی اور (جب تعلیم وتربیت کے بعد) وہ اپنے گروہ میں واپس جاتی تو لوگوں کو جہل وغفلت کے نتائج سے ہشیار کرتی تاکہ لوگ برائیوں سے بچیں۔

II ﴿ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ ءَايَتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾(2)

ترجمہ: ''جس طرح میں نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں میری آیات سناتا ہے۔تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔''

III ﴿ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾(3)

ترجمہ: اور اگر وہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اختیار والے لوگوں کی جانب لوٹائے تو وہ اسے جان لیتے جو ان میں سے استنباط کرتے ہیں۔

IV ﴿ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَآءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾(4)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو بڑی دولت عطا کی گئی۔

1۔ التوبۃ:122

2۔ البقرۃ:151

3۔ النساء:83

4۔ البقرۃ:269

V ﴿ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾(1)

ترجمہ: اوراس بات کی عقل اہل علم ہی رکھتے ہیں۔

VI ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾(2)

ترجمہ: آپ ان سے پوچھیں کہ کیا علم والے اور جاہل برابر ہیں۔

VII ﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾(3)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا تا کہ تم لوگوں سے بیان کرو۔ جو ان کی طرف اترا اور تا کہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔

VIII ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ ﴾(4)

ترجمہ: اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری تا کہ اللہ کے سکھائے ہوئے کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

IX ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ﴾(5)

ترجمہ: پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا اور پڑھئے کہ آپ کا رب عزت والا ہے جس نے سکھایا ہے انسان کو قلم کے ساتھ اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

X ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾(6)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو تعلیم عطا ہوئی ہے۔ درجات بلند کرے گا۔

XI ﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾(7)

ترجمہ: اگر تم کو علم نہ ہو تو اہل تعلیم سے پوچھ لیا کرو۔

1۔ العنکبوت:43

2۔ الزمر:9

3۔ النحل:44

4۔ النساء:105

5۔ العلق:1۔5

6۔ المجادلۃ:11

7۔ النحل:43

XII ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾(1)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

XIII ﴿قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾(2)

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اے پروردگار تو میری تعلیم میں اضافہ فرما۔

XIV ﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا﴾(3)

ترجمہ: ان کے پاس دل ہے مگر تفقہ سے خالی ہیں۔

XV ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾(4)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں۔

XVI ﴿اَمْ عَلٰى قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا﴾(5)

ترجمہ: یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

XVII ﴿وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾(6)

ترجمہ: ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئی ہیں اس لئے وہ نہیں سمجھتے۔

XVIII ﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾(7)

ترجمہ: یعنی ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر فضیلت عطا کی ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

XIX ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾(8)

ترجمہ: یعنی اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعہ سے اپنی رضا چاہنے والوں کو زندگی اور سلامتی کے طریقے بتاتا ہے۔

درج بالا آیات مبارکہ میں علم کی ضرورت و اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کے مطابق علم سے ہی انسان، انسانیت کی بلندیوں پر پہنچتا ہے اور علم کے بغیر وہ حیوان مطلق ہے جسے دین و دنیا کی خبر نہیں ہے۔

1۔ فاطر: 28
2۔ طٰہٰ: 114
3۔ الاعراف: 179
4۔ البقرۃ: 7
5۔ محمد: 24
6۔ التوبۃ: 87
7۔ الاعراف: 52
8۔ المائدہ: 15-16

2۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہی تعلیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے بھی فقہی تعلیم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ چند احادیث حسب ذیل ہیں۔

I (من یرداللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین)(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

II (ان رجالا یاتو نکم من اقطارالا رضین یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستو صلوابھم خیرا)(2)

ترجمہ: زمین کے مختلف حصوں سے لوگ تمہارے پاس دین میں تفقہ و بصیرت حاصل کرنے آئیں گے۔ جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ میری وصیت ہے۔

III (فرب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ)(3)

ترجمہ: بہت سے فقیہ تو ہیں جن کی طرف منتقل کررہے ہیں۔ وہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور بہت سے فقہ کے محافظ حقیقۃ فقیہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

IV (فقیۃ واَحِد اَشَدُّ علیٰ الشیطین من الف عابد)(4)

ترجمہ: ایک فقیہ ایک ہزار عابدوں کی نسبت شیطان پر زیادہ سخت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہ کی تعلیم انتہائی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوب و مقصود چیز یہ ہے کہ ہر عمل سوچ سمجھ کر شعوری طور پر کیا جائے اگرچہ وہ کم ہی ہو۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من یرداللّٰہ بہ خیر الفقھہ فی الدین، حدیث :71، ص:39/1

2۔ الترمذی، سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم، حدیث نمبر 2655، 119/3

3۔ الترمذی، م۔ن۔ کتاب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، حدیث 2656، ص 60/3

4۔ الترمذی، م۔ن، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر 2682، 153/3

فصل سوم: عورت اور فقہی تعلیم

پہلی بحث: فقہی تعلیم کے لیے قرآن وسنت میں تاکیدات

1۔ قرآن پاک میں تاکید

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے آنے سے قبل اہل عرب اور آزادی کی زندگی گزار رہے تھے، زندگی کے بارے میں وہ نہ تو کوئی سنجیدہ اور ٹھوس فکر رکھتے تھے اور نہ ہی اس بحث میں پڑنا چاہتے تھے۔ ان کی ساری جدوجہد اس مادی دنیا اور اس کی آسائشوں کے لیے وقف تھی۔ وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس دنیا سے ماروا بھی کچھ حقیقتیں ہیں۔ اسلام نے ان کے سامنے زندگی کا ایک ایسا فلسفہ پیش کیا جس میں اخلاقی پابندیاں تھیں۔ جائز وناجائز، حلال وحرام کے ضابطے تھے۔ عذاب وثواب اور جنت ودوزخ کا تصور تھا۔ خدا اور اس کے رسول کا اقرار اور ان کی فرمانبرداری کی تعلیم تھی۔ اس فلسفہ کو آہستہ آہستہ جب وہ قبول کرنے لگے تو اسلام نے اس کی بنیاد پر ایک معاشرے کی تعمیر شروع کر دی اور ابھی یہ معاشرہ تعمیر ہو ہی رہا تھا کہ خدا کا حکم نازل ہوا کہ اگر باہر کی کوئی عورت اس معاشرے کا جزو بننا چاہے تو اس سے حسب ذیل اصول اخلاق اور قوانین کی پابندی کا عہد لیا جا ہے۔(1)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾(2)

ترجمہ: اے نبی! جب مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لیے تمہارے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ نہ تو کسی کو شریک ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ جانتے بوجھتے کسی پر بہتان باندھیں گی، نہ تمہارے کسی معروف حکم کی نافرمانی کریں گی تو تم ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو، بلاشبہ اللہ بخشنے والا ہے۔

1۔ جلال الدین، عورت اسلامی معاشرہ میں، ص105

2۔ الممتحنہ:12

اس آیت میں دین کے جن اصولوں کی پابندی کا عہد عورتوں سے لیا گیا ہے اس سے مرد مستثنیٰ نہیں ہیں کیونکہ ان کا تعلق جتنا خانگی زندگی سے ہے اس سے کہیں زیادہ گھر سے باہر کی زندگی سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے اصول وکلیات کے احترام کا مطالبہ مرد ہی سے نہیں ہے بلکہ یہی مطالبہ عورت سے بھی ہے۔ اس مطالبہ کی تکمیل کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہوتا کہ وہ یہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات ومسائل میں اس کی کیا ہدایات ہیں۔ عورت کی تعلیم گاہ اور تربیت کا مقام اس کا اپنا گھر ہے۔ اس لئے شریعت نے والدین اور شوہر کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اس کو حق و باطل میں تمیز کرنا سکھائیں اور اس کو غلط روی سے بچائیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ يَآ يُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾(1)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے ''اہل'' کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اس کا ذریعہ سوائے تعلیم وتربیت کے اور کوئی نہیں ہے یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ''اہل'' سے مراد اصطلاحاً بیوی ہی ہوتی ہے۔

قرآن مجید ازدواج مطہرات ؓ کو بعض معاشرتی احکام دینے کے بعد کہتا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾(2)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی ان آیات کو جن کی تلاوت تمہارے گھروں میں ہوتی ہے اور حکمت کو۔

یعنی ذرا سوچو تو سہی کہ جس علم وحکمت کے شب وروز تمہارے گھروں میں چرچے ہوتے ہیں۔ اس کا کیا تقاضا ہے۔ خدا پر ایمان اور محاسبہ آخرت کا یقین کس طرز زندگی کا مطالبہ کرتا ہے؟

2۔ احادیث پاک میں تاکید

کتب احادیث میں بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں۔ ...یں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فقہی تعلیم کے حصول کی تلقین کی ہے۔ آپ کو عورتوں کی تعلیم وتذکیر کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ اگر کسی وقت احادیث پاک میں تاکید محسوس فرماتے کہ آپ اپنی بات ان (خواتین) کے گوش گزار نہیں کر سکے ہیں تو دوبارہ ان کے قریب پہنچ کر وعظ وتلقین فرماتے۔ ایک عید کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں۔

1۔ التحریم:6 2۔ الاحزاب:34

(فَظَنّ انّه لم يسمع النّسا فوعظهنّ و امرهنّ بالصدقة)(1)

ترجمہ: آپ کو خیال ہوا کہ آپ عورتوں کو اپنی بات نہیں سنا سکے تو آپ نے دوبارہ ان کو نصیحت کی اور صدقہ و خیرات کا حکم دیا۔

''عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ؐ کے دربار میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے (اس وجہ سے ہم استفادہ نہیں کر پاتیں) لہذا آپ ہمارے لئے الگ ایک دن مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپ ؐ ایک دن متعین کر کے ان کے پاس تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔''(2)

مالک بن حویرث ؓ کہتے ہیں کہ ہم چند نوجوان حضور ؐ کی خدمت میں دین سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے بیس دن رہے۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں گھر جانے کی جلدی ہے فرمایا:

1۔ (ارجعو الی' اهليكم' فاقيموا فيهم وعلموهم و امروهم)(3)

ترجمہ: جاؤ اپنی بیوی بچوں کی طرف اور ان ہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان کو عمل کا حکم دو۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تذکیر کی اس خدمت پر اپنے کسی نمائندہ کو مامور فرماتے۔

2۔ (عن ام عطية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة جمع نساء الانصار فى بيت فارسل الينا عمر بن الخطاب ؓ فقام على الباب فسلم علينا فرد دنا عليه السلام ثم قال: انا رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكن و امرنا بالعيدين ان نخرج فيهما الحيض' و العتق ولا جمعة علينا' و نهانا عن اتباع الجنائز)(4)

ترجمہ: ام عطیہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ؐ نے (ہم) انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ہمارے پاس عمر بن خطاب ؓ کو نصیحت کے لیے بھیجا۔ انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ کے واسطے سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم عیدین میں نوجوان اور حیض والی خواتین کو بھی عیدگاہ لے چلیں اور یہ کہ ہم پر جمعہ فرض نہیں ہے اور یہ کہ آپ ؐ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا ہے۔''

1۔ البخاری'الجامع الصحیح' کتاب العلم'باب عظة الامام النساء و تعلیمن' حدیث نمبر98' ص:49/1

2۔ جلال الدین 'عورت اسلامی معاشرہ میں'ص111

3۔ البخاری'م۔ن۔ کتاب الاذان 'باب الاذان ' للمسافرین الخ 'حدیث نمبر 205'ص:226/1

4۔ ابو داود' السنن کتاب الصلوة باب خروج النساء فی العبد ' حدیث نمبر1139' ص 296/1

اسلام نے عورت کے اندر علم کی جو پیاس پیدا کردی تھی اس کی تسکین ان چند عام ذرائع سے نہیں ہو رہی تھی۔ اس لیے کبھی کبھی حضورؐ ان کو استفادہ کے لیے علیحدہ مواقع بھی عطا فرماتے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے:

3۔ (قالت النساء للنبی : غلبنا علیك الرجال' فاجعل لنا یوما من نفسك 'فوعدهن یوما لقیهن فیه' فوعظهن وأمرهن)(1)

ترجمہ: عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپؐ کے دربار میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے (اس وجہ سے ہم استفادہ نہیں کر پاتیں) لہٰذا آپ ہمارے لیے الگ ایک دن مقرر کیجئے۔ آپؐ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کرلیا اور اس دن آپ عورتوں سے ملے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فکری و عملی اعتبار سے اس پس افتادہ صنف کو آگے بڑھانے کی مختلف پہلوؤں سے ترغیب دلائی اور اس سلسلہ میں بے پایاں ثواب کی بشارت سنائی ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

4۔ (من عال ثلاث بناتِ فأ دبهن وزوجهن و أحسن الیهن فله الجنة)(2)

ترجمہ: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی' ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا' ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔''

اس کا تعلق والدین سے ہے۔

شوہر سے متعلق آپ نے فرمایا:

5۔ (ثلاثة لهم أجران رجل كانت عنده امة یطؤها' فادبها فأحسن تأ دیبها' وعلمها فأحسن تعلیمها ثم أعتقها فتزوجها فله اجران)(3)

ترجمہ: تین قسم کے آدمی ہیں جن کو دوگنا اجر ملے گا۔ ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جس کے پاس کوئی باندی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے' تعلیم دے اور بہتر تعلیم دے' پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کرلے۔''

بعض اوقات آپ نے مردوں کو قرآن مجید کے خاص خاص حصوں کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی بیویوں کو ان کی تعلیم دیں۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں میں ایمانیات اور اصول دین سے بحث کی گئی ہے۔ ان کے متعلق آپ نے فرمایا:

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب العلم' باب هل یجعل للنساء یوم علیٰ حدة فی العلم 'حدیث نمبر101 'ص:50/1

2۔ ابو داؤد'السنن'کتاب الادب 'باب فضل من عال یتما'حدیث نمبر5147'ص:338/4

3۔ البخاری' م۔ن۔' کتاب العلم 'باب تعلیم الرجل أمته و أهله'حدیث نمبر97'ص:48/1

6۔ (ان اللّٰہ ختم سورۃ البقرۃ بایتین اعطیتھما من کنزۃ الذی تحت العرش فتعلموھن و علموھن نساء کم)(1)

بلاشبہ اللہ نے سورۃ البقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو مجھ کو اس مخصوص خزانہ سے دی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ پس تم خود بھی اس کو سیکھو اور اپنی بیویوں کو بھی سکھاؤ۔

آپؐ نے صرف اتنی بات کافی نہیں سمجھی کہ عورت دین کے اصول و مبادی سے واقف ہو جائے بلکہ آپؐ نے اس کے لیے کتابی تعلیم کو بھی ضروری خیال کرتے تھے تاکہ اس کے علم کے ذرائع صرف کان ہی نہیں بلکہ آنکھ بھی ہو اور اس کے خیالات کے محافظ دماغ کے ساتھ کتاب کے اوراق بھی رہیں' شفاء بنت عبداللہؓ کہتی ہیں ایک دن میں حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا:

(الاتعلمین ھذہ رقیۃ النملۃ کما علمتھا الکتابۃ)(2)

ترجمہ: جس طرح تم نے ان کو کتابت سکھائی ہے کیا اس طرح مرض نملہ(3) کی دعا نہیں سکھاؤ گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلے کتابت سکھا چکی تھیں۔

ان احادیث مبارکہ سے عورتوں کی فقہی تعلیم کی ضرورت واہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

1۔ الدارمی، کتاب فضائل القرآن ' باب فصل اوّل سورۃ البقرہ'آیۃ الکرسی'حدیث 3267' ص:907/2

2۔ احمد بن حنبل 'المسند ' کتاب الطب ' باب فی الرقی' ص372/6

3۔ چیونٹیوں کے کاٹنے سے جو مرض ہو جاتا ہے

دوسری بحث: فقہی تعلیم کا دائرہ کار

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے آنے سے قبل اہل عرب بے قیدی اور آزادی کی زندگی گزار رہے تھے' زندگی کے بارے میں وہ نہ تو کوئی سنجیدہ اور ٹھوس فکر رکھتے تھے اور نہ اس بحث میں پڑنا ہی چاہتے تھے۔ ان کی ساری جدوجہد اس مادی دنیا اور اس کی آسائشوں کے لئے وقف تھی۔ وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس دنیا سے ماروا کچھ حقیقتیں ہیں۔ اسلام نے ان کے سامنے زندگی کا ایک ایسا فلسفہ پیش کیا۔ جس میں اخلاقی پابندیاں تھیں۔ جائز و ناجائز اور حلال وحرام کے ضابطے تھے۔ عذاب وثواب اور جنت ودوزخ کا تصور تھا۔ خدا اور اس کے رسول کا اقرار اور ان کی فرمانبرداری کی تعلیم تھی۔ اس فلسفہ کو آہستہ آہستہ جب وہ قبول کرنے لگے تو اسلام نے اس کی بنیاد پر ایک معاشرہ کی تعمیر شروع کر دی اور ابھی یہ معاشرہ تعمیر ہو رہا تھا کہ خدا کا حکم نازل ہوا کہ اگر باہر کی کوئی عورت اس معاشرہ کا جزو بننا چاہے تو اس سے حسب ذیل اصول اخلاق اور قوانین کی پابندی کا عہد لیا جائے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾(1)

ترجمہ: ''اے نبی! جب مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لیے تمہارے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ نہ تو کسی کو شریک ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گے اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ جانتے بوجھتے کسی پر بہتان باندھیں گی۔ نہ تمہارے کسی حکم کی نافرمانی کریں گی تو تم ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو بلاشبہ اللہ بخشنے والا ہے۔''

اس آیت میں دین کے جن اصولوں کی پابندی کا عہد عورتوں سے لیا گیا ہے ان سے مرد مستثنیٰ نہیں ہیں کیونکہ ان کا تعلق جتنا خانگی زندگی سے ہے اس سے کہیں زیادہ گھر سے باہر کی زندگی سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے اصول وکلیات کے احترام کا مطالبہ مرد ہی سے نہیں ہے بلکہ یہی مطالبہ عورت سے بھی ہے اور اس مطالبہ کی تکمیل کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو تا کہ وہ یہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات ومسائل میں اس کی کیا ہدایات ہیں اور وہ

1۔ الممتحنہ:12

ان کوکس طرح حل کرتا ہے؟ چنانچہ اسی آیت میں اس سے جن باتوں کا اقرار لیا گیا ہے۔انمیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ اور کسی معروف حکم میں رسول کی نافرمانی نہیں کریںگی ۔ یہ بظاہر ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن معاشرہ کے اندر اس کو انتہائی ذمہ دار اور جواب دہ بنا دیتا ہے اور مجبور کرتا ہے کہ قدم قدم پر وہ رسول خدا کی مخالفت سے بچے اور آپ کی رضا ڈھونڈے۔رسول اکرمؐ کے دور مبارک کا ذکر ہے کہ عورتوں کے اندر احکام دین معلوم کرنے کی ایسی تڑپ پیدا ہوگئی تھی کہ وہ شب و روز اس کے لیے بے چین رہتی تھیں اور اس تلاش وجستجو میں جو دشواریاں پیش آتیں وہ ان کو مایوس یا بددل نہ کرتیں بلکہ ہر عقدہ ان کے سمندِ شوق کے لیے تازیانہ کا کام دیتا۔

انصار کی عورتوں کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"نِعمَ النِّساءُ الا نصار لم یکن یَمنَعهُنَّ الحَیَاءُ اَن یَتَفَقَهنَ فِی الدِینِ"(1)

ترجمہ: انصار کی عورتیں بھی بہت خوب تھیں۔دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلہ میں حیا اور شرم ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

اس دور کی خواتین اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کتنی گہرائی اور دقتِ نظر سے کرتی تھیں۔اس کا اندازہ آپ حضرت عائشہؓ کے ان الفاظ سے کر سکتے ہیں۔

"کانت تنزل علینا الا یة فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تحفظ حلالها و حرامها و امرها زواجرها ولا تحفظها"(2)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں بتائے ہوئے حلال وحرام اور امر و نہی کو حفظ کر لیتے گو اس کے الفاظ کو ازبر نہ کریں۔

جمعہ اور عیدین کے خطبوں کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو دین کی تعلیمات سے واقف کرایا جائے۔شریعت نے عورت کے لیے ان میں شرکت کو ضروری نہیں قرار دیا' کیونکہ اس سے بعض اوقات نفع سے زیادہ ضرر کا امکان ہوتا ہے۔علاوہ ازیں اس سے خانگی زندگی کے متاثر ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔لیکن عام حالات میں شریعت نے عورت کو ایسے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی ہے۔

1۔ المسلم 'الجامع الصحیح'کتاب الحیض 'باب استحباب استعمال المغتسلة من الحیض فرصة من مسك فی موضع الدم 'حدیث 61'ص:60/1

2۔ ابن عبربة' العقد الفرید'ص: 276/1

ام عطیہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

(لیخرج العواتق و ذوات الخدوراؤقال:العوتق و ذوات الخدور شك أيوبُ والحيض و يعتزل الحيض المصلی 'و یشھد ن الخیرو دعوۃ المؤمنین قالت فقلت لھا: آلحیض قالت: نعم الیس الحائض تشھد عرفات' و تشھد کذ'او تشھد کذا)(1)

ترجمہ: بالغ اور پردہ نشین خواتین کو جو حالت ایام میں نہ ہوں عیدگاہ چلنا چاہیے۔ البتہ جن عورتوں کے ایام ہوں وہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی اور خیر اور مومنوں کی دعا میں شریک ہوں گی (حدیث روایت کرنے والی خاتون کہتی ہیں) میں نے ام عطیہؓ سے کہا کیا حیض والیاں بھی شریک ہوں گی؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! کیا وہ عرفات اور دیگر فلاں فلاں مواقع پر حاضر نہیں ہوتیں۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علمی و عبادتی مجالس میں خواتین بڑے ہی ذوق و شوق کے ساتھ خاصی تعداد میں شریک ہوتی تھیں۔ خولہ بنت قیس الجھنیتہؓ حضورؐ کی بلندی آواز کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں:

(کنت اسمع خطبة رسولؐ الله یوم الجمعة النافی موخرالنساء)(2)

ترجمہ: جمعہ کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اچھی طرح سنتی تھیں۔ حالانکہ میں عورتوں میں سب سے آخر میں ہوتی۔

ان مواقع پر عورتوں کی شرکت کسی میلہ یا تفریحی مجلس میں شرکت کی نوعیت نہیں رکھتی تھی بلکہ وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی تھیں۔

حارثہ بن نعمان کی ایک صاحبزادی فرماتی ہیں:

(ماحفظت (ق) الامن فی رسول الله یخطب بها کل جمعة)(3)

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی سے سن کر سورۃ ق یاد کی ہے جسے آپ ہر جمعہ کو (لوگوں کے تذکیر کے لیے) خطبہ میں پڑھتے تھے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کی تعلیم و تذکیر کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ اگر کسی وقت آپؐ محسوس فرماتے کہ آپ ان کے گوش گزار نہیں کر سکے ہیں تو دوبارہ ان کے قریب پہنچ کر وعظ و تلقین فرماتے۔ ایک عید کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب العیدین 'باب إذالم یکن لھاجلباب فی العید'حدیث نمبر 937' ص:333/1

2۔ طبقات ابن سعد ' ص:217/8

3۔ المسلم'الجامع الصحیح' کتاب الجمعة 'باب تخفیف الصلاۃ و الخطبة 'حدیث 51' ص595/2

(فظن انه لم یسمع النساء فوعظهن و ذکرهن و امرهن بالصدقة)(1)

آپ کو خیال ہوا کہ آپ عورتوں کو اپنی بات نہیں سنا سکے تو آپ نے دوبارہ ان کو نصیحت اور صدقہ وخیرات کا حکم دیا۔

اس سلسلہ میں ابن جریجؒ نے عطاء تابعی سے دریافت کیا:

"أتریٰ حقّا علی الامام ذالك ویذکّرهنّ"

ترجمہ: کیا آپ کے خیال میں امام پر عورتوں کی تذکیر ضروری ہے؟

انہوں نے جواب دیا:

" انه الحق علیهم و مالهم الایغعلونه"(2)

ترجمہ: بلاشبہ یہ ان پر لازم ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ وہ اس کا التزام نہ کریں۔

اسلام نے عورت کے اندر علم کی جو پیاس پیدا کر دی تھی اس کی تسکین ان چند عام ذرائع سے نہیں ہو رہی تھی۔ اس لئے کبھی کبھی حضورؐ ان کو استفادہ کے لیے علیحدہ مواقع بھی عطا فرماتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے:

(قالت النساء للنبی: غلبنا علیك الرّجال، فاجعل لنا یوماً من نفسك، فوعدهنّ یوماً لقیهن فیه، فوعظهن وأمرهنّ)،(3)

ترجمہ: عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپؐ کے دربار میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے (اس وجہ سے ہم استفادہ نہیں کر پاتیں) لہذا آپ ہمارے لئے الگ ایک دن مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپؐ ایک دن متعین کر کے ان کے پاس تشریف لے گئے اور وعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔

اس نوعیت کا ایک واقعہ حضرت حذیفہؓ کی بہن سے بھی منقول ہے:

(قالت خطبنا رسول الله فقال یا معشر النساء مالکن فی الفضة ماتحلین امانه لیس منکن امرا لا علّی ذهباً تظهره الا عذبت به)(3)

1۔ البخاری ،الجامع الصحیح ،کتاب العیدین،باب خروج الصبیان إلی المصلی، حدیث 932، 331/1

2۔ البخاری ، م-ن ،کتاب، کتاب العلم ،باب هل یجعل للنساء یوم علیٰ حدة فی العلم، حدیث 101، ص:50/1

3۔ احمد بن حنبل ،مسند احمد ،ص:257/6

ترجمہ: کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔اے گروہ خواتین تمہیں چاندی کے زیورات میں رغبت کیوں نہیں ہے کہ اس کو استعمال نہیں کرتی ہو۔سن لوتم میں سے جو عورت بھی سونے کے زیورات پہن کر نمود و نمائش کرتی پھرے گی اس کو عذاب دیا جائے گا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تذکیر کی اس خدمت پر اپنے کسی نمائندے کو مامور فرماتے۔

(عن ام عطیہؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم لما قدم المدینة جمع لنساء الانصار فی بیت فارسل الینا عمر بن الخطابؓ، فقام علی الباب فسلم علینا، فرد دناعلیہ السلام ثم قال:أنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم، الیکن، و أمرنا با لعیدین أن نخرج فیھما الحیض و العتق، ولا جمعة علینا، و نھانا عن اتباع الجنائز)(1)

ترجمہ: ام عطیہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے (ہم) انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ہمارے پاس عمر بن خطابؓ کو نصیحت کے لیے بھیجا۔انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ہم نے سلام کا جواب دیا۔اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ کے واسطے سے یہ معلوم ہوا کہ حضورؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم عیدین میں نوجوان اور حیض والی خواتین کو بھی عید گاہ لے چلیں اور یہ کہ ہم پر جمعہ فرض نہیں ہے۔یہ کہ آپؐ نے ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا ہے۔

عورت کی تعلیم گاہ اور تربیت کا مقام اس کا اپنا گھر ہے۔اس لیے شریعت نے والدین اور شوہر کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اس کو حق و باطل میں تمیز کرنا سکھائیں اور اس کو غلط روی سے بچائیں۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴾ (2)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے "اہل" کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اس کا ذریعہ سوائے تعلیم و تربیت کے اور کوئی نہیں ہے۔یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ "اہل" سے مراد اصلاً بیوی ہی ہوتی ہے۔

مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں کہ:

1۔ ابوداوٗد السنن، کتاب الصلاة باب خروج النساء فی العید، حدیث نمبر1139، ص 296/1

2۔ التحریم:6

ہم چند نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دین سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے بیس دن رہے۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں گھر جانے کی جلدی ہے تو فرمایا:

(ارجعو إلى أهليكم، فأقيموا فيهم و علمو هم و مروهم)(1)

ترجمہ: جاؤ اپنی بیوی بچوں کی طرف اور ان ہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان کو عمل کا حکم دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کو لکھتے ہیں:

"علّموا نساء کم سورة النّور۔"(2)

ترجمہ: اپنی بیویوں کو سورہ النور کی تعلیم دو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فکری و عملی اعتبار سے اس پس افتادہ صنف کو آگے بڑھانے کی مختلف پہلوؤں سے ترغیب دلائی اور اس سلسلہ میں بے پایاں ثواب کی بشارت سنائی ہے۔

آپ کا فرمان ہے:

(من عامل ثلاث بنات فاد بهن وزوجهن واحسن اليهن فله الجنة)(3)

ترجمہ: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی۔ ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا۔ ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

(ثلاثة لهم اجران: رجل كانت عنده أمة يطؤها، فادبها فأحسن تأديبها، وعلمها فأحسن تعليما، ثم اعتقها فتزوّجها، فله أجران)(4)

ترجمہ: تین قسم کے آدمی ہیں جن کو دوگنا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کے پاس کوئی باندی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے۔ تعلیم دے اور بہتر تعلیم دے۔ پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب الاذان للمسا فرین الخ، حدیث نمبر 605، ص: 226/1

2۔ القرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ص: 158/1

3۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فضل من عال یتیما، حدیث نمبر 5147، ص 338/4

4۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امة امته و أهله، حدیث نمبر 97، ص 48/1

اس حدیث کی رو سے ایک ثواب کا مستحق وہ شخص بھی ہوگا جو آزاد بیوی کی تعلیم و تربیت میں کوشاں ہے۔ کیونکہ وہ حدیث کے ایک پہلو کی تکمیل کر رہا ہے۔

ایک مرتبہ نبی صلی الہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا جو مفلس و نادار تھا۔لیکن قرآن کی چند سورتوں کا عالم تھا اور اس سے کہا کہ مہر کے عوض اپنی بیوی کو یہی چند سورتیں سکھا دو۔ (1)

گویا آپ نے عورت کو یہ حق دیا کہ دولت علم کے عوض مال کی شکل میں حاصل ہونے والے سرمایہ سے دست بردار ہو جائے۔

بعض اوقات آپ نے مردوں کو قرآن مجید کے خاص خاص حصوں کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی بیویوں کو ان کی تعلیم دیں۔ مثلاً: سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں میں ایمانیات اور اصول دین سے بحث کی گئی ہے۔

ان کے متعلق آپ نے فرمایا:

(ان اللہ ختم سورہ البقرہ با یتین اعطیتھما من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموھن و علموھن نساء کم)(2)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے سورہ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو مجھ کو اس مخصوص خزانہ سے دی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ پس تم خود بھی اس کو سیکھو اور اپنی بیویوں کو بھی سکھاؤ۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوشش فرماتے کہ آپؐ کی حلقہ اثر میں رہنے والی خواتین دین کی بنیادی تعلیمات سے بے خبر نہ رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی فرماتی ہیں:

(أن النبی کان یعلمھا فیقول" قولی حین تصبحین: سبحان اللہ و بحمدہ، لاقوۃ الا باللہ، ماشاء اللہ کان، ومالم یشألم یکن، أعلم أن اللہ علی کل شیی قدیر، وأن اللہ قد أحاط بکل شیی علما)(3

ترجمہ: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعلیم دیتے تھے جب تو صبح کرے تو یہ کہہ پاکی ہے اللہ کی اور اس کی تعریف (بھلائی کی) قوت اسی کے ذریعہ مل سکتی ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ یہ بات تو جان لے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر، حدیث نمبر 4799، ص: 1956/5

2۔ الدارمی، السنن، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورہ البقرہ و آیۃ الکرسی، حدیث 3267، ص: 907/2

3۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب مایقول إذا أصبح، حدیث نمبر 5075، ص 319/4

آپؐ نے صرف اتنی بات کافی نہیں سمجھی کہ عورت دین کے اصول ومبادی سے واقف ہو جائے' بلکہ آپؐ نے اس کے لیے کتابی تعلیم کو بھی ضروری خیال فرمایا تا کہ اس کے علم کا ذریعہ کان ہی نہیں بلکہ آنکھ بھی ہو اور اس کے خیالات کے محافظ دماغ کے ساتھ کتاب کے اوراق بھی رہیں۔

شفا بنت عبداللہ کہتی ہیں کہ:

ایک دن میں حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔

(الا تعلمين هذا رقية النملة كما علمتها الكتابة)(1)

ترجمہ: جس طرح تم نے ان کو کتابت سکھائی ہے کیا اس طرح ان کو مرضِ نملہ کی دعا نہیں سکھاؤ گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلے کتابت سکھا چکی تھیں۔

یہ ارشادات محض ترغیبی اور اخلاقی نوعیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ ان ہی کے پیچھے ضابطہ اور قانون کی زبان بول رہی ہے۔

آٹھویں صدی کے مشہور مالکی عالم علامہ ابن الحاجؒ لکھتے ہیں:

" فلو طلبت المراة حقها فی امر دینها من زوجها ورفعته الی الحاکم وطالبته بالتعلیم لامر دینها لان ذالك لها امابنفسه او بواسطة اذنه لهافی الخروج انی ذالك لوجب علی الحاکم جبره علی ذالك کما یجبره علی حقوقها الدنیویة اذان حقوق الدین اکدواولیٰ۔"(2)

ترجمہ: اگر عورت دین کے معاملہ میں اپنا حق شوہر سے طلب کرے اور معاملہ حاکم کے پاس لے جائے اور اپنی دینی تعلیم کا اس سے تقاضا کرے۔ کیونکہ اس کا یہ حق ہے کہ یا تو شوہر خود ہی اس کو تعلیم دے یا اس کو گھر سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے۔ تو حاکم پر ضروری ہے کہ وہ شوہر کو اس مطالبہ کی تکمیل پر مجبور کرے جس طرح وہ دنیوی حقوق کے سلسلہ میں کرتا ہے۔ کیونکہ دینی حقوق زیادہ موکد اور زیادہ اہم ہیں۔

1۔ ابوداؤد' السنن' مسند امام احمد' کتاب الطب' باب فی الرقی' مسند امام احمد' ص:372/6

2۔ اابن الحاج' المدخل' ص:277/2

امام فخر الدین حسن بن منصور حنفی المتوفی 295ھ نے اپنے مشہور فتاوے میں کسی قدر تفصیل سے بحث کیجے کہ عورت پر دین کا جاننا کب فرض ہوتا ہے اور کب سنت و استحباب کے درجہ میں رہتا ہے اور اس معاملہ مین وہ کس حد تک شوہر کے حکم کی پابند ہے اور کہاں اس کو شوہر کی مخالفت کا حق ہے؟

فرماتے ہیں:

" واذا ارادت المرأة ان تخرج الى مجلس العلم بغير اذن الزوج يريكن لها ذلك فان وقعت لها نازلة فسألت وهو جها وو عالم فاخبرها بذالك ليس لها ان تحرج بغير اذنه وان كان الزوج جاهلا رسال عالما عن ذلك فكذالك وان متنع الزوج عن السوال كان لها ان تخرج بغير اذنه لان طلب العلم فيما يحتاج اليه فرض علىٰ كل مسلم و مسلمة فيقدم على حق الزوج وان لم يقع لها نازلة وارادت ان تخرج الىٰ مجلس العلم لتعلم مسائل الصلوٰة والوضوء فان كان الزوج يحفظ تلك المسائل ويذكر لهاذالك ليس لها ان تحرج بغير اذنه فان كان الزوج لايحفظ المسائل فالا ولىٰ له ان ياذن لها بالخروج فان لم ياذن فلاشيئى عليه"(1)

ترجمہ: اگر عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی علمی مجلس میں شریک ہونا چاہے تو اس کو اس کا حق نہیں ہے لیکن جب کوئی مسئلہ اس پر آن پڑے تو وہ اپنے شوہر سے دریافت کرے گی۔ اب اگر شوہر عالم ہو اور وہ خود ہی اسے مسئلہ بتادے یا جاہل ہو اور دوسروں سے تحقیق کر کے اس کو اطلاع دے دے تو اس کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے لیکن شوہر تحقیق کر کے اس کو نہ بتائے تو وہ بلا اجازت بھی کسی علمی مجلس میں جا کر دریافت کر سکتی ہے کیونکہ طلب علم مسلمان مرد اور عورت دونوں پر فرض ہو جاتا ہے جب کہ وہ اس کے محتاج ہوں اس لیے ایسی حالت میں طالب علم کو شوہر کے حق پر مقدم رکھا جائے گا۔ اگر عورت کو کوئی متعین مسئلہ تو درپیش نہ ہو لیکن وہ نماز اور وضو (وغیرہ) کے مسائل سیکھنے کے لئے کسی علمی مجلس میں شریک ہونا چاہے' اگر شوہر ان مسائل کو جانتا ہو اور وہ اسے سکھا بھی رہا ہو تو اسے گھر سے نہیں نکلنا چاہیے۔ جب تک کہ شوہر اس کو اجازت نہ دے اگر خود شوہر کو ان مسائل کا علم نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ وہ اس کو علمی مجلسوں میں شرکت کی اجازت دے (اور کوئی مصلحت مانع ہو تو شوہر کو اس کا بھی حق ہے کہ) وہ اس کو باہر جانے کی اجازت نہ دے اور اس سے شوہر پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔

1۔ قاضی خان' الفتاویٰ 'ص 443/1

اسلام تعلیمات کے گہرے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ شریعت عورت کو علم کے استفادہ وافادہ میں تمام معاشرتی سہولتیں بہم پہنچانا چاہتی ہے تا کہ اس کے فکری ارتقاء میں ماحول کوئی رکاوٹ نہ بننے پائے۔

یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جو شخص اپنی باندی کو تعلیم و تربیت دے گا اور پھر اس کو آزاد کر کے شادی کرے گا تو اس کو دو اجر ہیں۔اس حدیث پر غور کیجئے۔آپ نے لونڈی کی صرف تعلیم و تربیت ہی پر یہ بشارت نہیں دی ہے بلکہ اس کے استحقاق کے لیے ضروری قرار دیا کہ اس کے پاؤں سے غلامی کی زنجیر کاٹ دی جائے جو اس کو آزادانہ تگ ودو کی اجازت نہیں دیتی۔

آدمی کے ذہنی ارتقاء میں ماحول کی موافقت اور تعلیمی سہولتوں سے کہیں زیادہ خود اس کی اپنی کوششوں کا دخل ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک اپنی فکری صلاحیتوں کو کام میں لاتا ہے اور اپنی معلومات سے نئے نئے نتائج اخذ کرنے اور نئی نئی حقیقتوں کے دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔شریعت نے جہاں عورت کے فکری معیار کو بلند کرنے کے لیے خارج میں ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ وہاں اس کے ذہن و فکر کی اندرونی صلاحیتوں کو بھی ابھارنے کی سعی کی ہے۔تا کہ قدرت نے خود اس کے اندر فکر و نظر کی جو مخفی قوتیں رکھی ہیں ان سے وہ فائدہ اٹھا سکے۔

قرآن مجید ازواج مطہرات کو بعض معاشرتی احکام دینے کے بعد کہتا ہے:

﴿وَاذكرنَ مَا يُتلىٰ فِي بُيُو تِكُنَّ من آيٰتِ اللهِ وَالحِكمة﴾(1)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی ان آیات کو جن کی تلاوت تمہارے گھروں میں ہوتی ہے اور حکمت کو۔

یعنی ذرا سوچو تو سہی کہ جس علم و حکمت کے شب و روز تمہارے گھروں میں چرچے ہوتے ہیں یعنی اس کا کیا تقاضا ہے؟ خدا پر ایمان اور محاسبہ آخرت کا یقین کس طرز زندگی کا مطالبہ کرتا ہے؟

احادیث میں اس قسم کی کوششیں بہت ہی واضح انداز میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر ہم دو واقعات درج کرتے ہیں۔

ایک عورت نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔لیکن موت نے اس کو اس کی مہلت نہ

1۔ الاحزاب:34

دی۔کیا میں اس کی جانب سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے جواب دیا ’’حجی عنہا ارائت لو کان علیٰ امك دین الکت قاضیۃ اقضوا اللّٰہ فاللّٰہ احق بالوفاء۔‘‘

ترجمہ: ہاں اس کی جانب سے حج کر‘غور کر اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا نہ کرتی۔پس اللہ کے جن احکام کو ادا نہیں کیا گیا ہے ان کو ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے کہیں زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کا قرض پورا کیا جائے۔

حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ نے دریافت کیا۔اگر عورت خواب میں جنسی لذت محسوس کرے تو کیا اس پر غسل واجب ہوجاتا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا ہاں! بشرطیکہ اس کو احتلام ہو۔اس پر ام سلمہؓ نے پوچھا۔کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟(یہ سوال اس لئے پیدا ہوا کہ عورت کو اس کی نوبت بہت کم آتی ہے) آپؐ نے فرمایا۔

’’نعم فیم یشبہا ولدہا‘‘

ترجمہ: ہاں پھر کیسے بچہ اس سے مشابہ ہوتا ہے۔

غور کیجئے! اس ایک جملہ کے ذریعہ حضورؐ نے ام سلمہؓ کے ذہن کو کتنے مسائل کی طرف موڑ دیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں پڑھنے کی طرح لکھنا بھی عام ہو چکا تھا اور وہ تحریر کے اصول و آداب سے اس حد تک واقف ہو چکی تھیں کہ ان کے لئے خط و کتابت کرنے اور مختلف مسائل و معاملات کو قلمبند کرنے میں کوئی زحمت نہیں پیش آتی تھی۔اس کا اندازہ ذیل کے دو واقعات سے کیا جاسکتا ہے۔

ربیع بنت معوذؓ کہتی ہیں کہ ہم چند عورتوں نے اسماء بنت مخرمہؓ سے عطر خریدا اور جب انہوں نے عطر ہماری شیشیوں میں بھر دیا تو کہا:

’’اکتبن لی علیکُنَّ حقّی‘‘(1)

ترجمہ: تمہارے ذمہ جو واجب الادا رقم ہے وہ مجھے لکھواؤ۔

عائشہؓ بنت طلحہؓ ‘حضرت عائشہ کی بھانجی تھیں۔حضرت عائشہؓ سے تعلق اور ان کے علم و فضل کی بناء پر مختلف علاقوں سے لوگ ان کو خطوط اور ہدیے روانہ کرتے تھے‘ حضرت عائشہؓ سے ان خطوط اور تحفوں کا ذکر کیا تو فرمایا خطوط کا جواب بھی دو اور ہدیہ کے عوض ہدیہ بھی بھیجو۔(2)

1۔ ابن الحاج‘ المدخل‘ ص:215/1

2۔ ابن سعد‘ الطبقات‘ ص:220/8

باب دوم

طہارت سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

فصل اوّل: وضو سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: وضو کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1. وضو کی تعریف

''لغت کی رو سے اس لفظ کے معنی خوبی اور پاکیزگی کے ہیں۔(1) شریعت کی اصطلاح میں وضو سے مراد خاص خاص اعضا مثلاً چہرہ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ پر خاص طریقے سے پانی کا استعمال کرنا ہے۔''(2)

2. قرآن مجید میں وضو کا حکم

نماز پڑھنے کے لئے سب سے پہلی شرط وضو ہے۔وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے۔

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾(3)

مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور سر کا مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو اور اگر بیمار یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کرلو خدا تم پر کسی طرح

1۔ ابو الفضل 'عبدالحفیظ' مصباح اللغات'ص:950

2۔ عبدالرحمن الجزیری' (مترجم منظور احسن عباسی)' کتاب الفقه (علی المذاهب اربعه)'ص 279/1

3۔ المائده:6

کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

اس آیت میں وضو کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح وضو کیا جائے۔منہ، کہنیوں تک ہاتھ اور پاؤں کو دھونا چاہیے اور سر کا مسح کرنا چاہیے تو وضو مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد ہم نماز ادا کر سکتے ہیں۔ بغیر طہارت کے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔اس طرح اس آیت میں غسل اور تیمّم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اگر نہانے کی حاجت ہو تو نہا لیا کرو اور اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو۔

دوسری بحث: احادیث میں وضو سے متعلقہ احکام

1۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ وضو پورا کرو

(قال : دخلت علی:عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یوم توفی سعد بن أبی وقاص فدخل عبدالرحمن بن ابی بکر فتوضا عندھا فقالت: یا عبدالرحمن أسبغ الوضوءفإ نی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول (ویل للاعقاب من النار)(1)

ام المومنین عائشہؓ کے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ گئے جس دن سعد بن وقاص نے انتقال کیا تو انہوں نے وضو کیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کہا اے عبدالرحمٰن وضو کو پورا کرو۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے۔خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ سے۔

اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرہ مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا۔ہاں اگر کوئی عذر ہے تو وہ الگ مسئلہ ہے اس میں معذور شدہ حصوں کو دھونا واجب نہیں بلکہ مسح سے بھی وضو درست ہو جاتا ہے۔

2۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ ہر کام داہنی طرف سے شروع کیا جائے

(عن عائشة قالت: إن کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیحب التیمن فی طھوره إذا تطھر و فی ترجله إذا ترجل وفی إنتعاله اذا إنتعل)(2)

ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے۔داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

1۔ المسلم 'الجامع الصحیح' کتاب الطھارہ 'باب وجوب غسل الرجلین بکما لھما 'حدیث25' ص 213/1

2۔ السملم ۔ م ۔ ن۔ باب التیمن فی الطھور وغیرہ' حدیث66' ص 226/1

3۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ کی دوسری روایت

(عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب التيمن فى شانه كله فى نعليه و ترجله وطهوره)(1)

ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام پسند کرتے جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں۔

مندرجہ بالا حدیثوں سے واضح ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طہارت اور طہارت کے علاوہ زیادہ تر کام دائیں طرف سے شروع کرتے تھے جیسے کپڑا پہننا موزہ پہننا' مسجد میں جانا' مسواک کرنا' سرمہ لگانا' ناخن کاٹنا' مونچھ کترانا' بالوں میں کنگھی کرنا۔ بغل کے بال منڈوانا' سلام پھیرنا' وضو کے اعضا دھونا' پاخانہ سے نکلنا' کھانا' پینا' مصافحہ کرنا' حجر اسود چومنا اور جو کام ان کے مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور کپڑا اتارنا پائجامہ یا موزوں اتارنا اور جو کام ان کے مثل ہیں۔ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے۔

اس لئے ہمیں ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا چاہیے کیونکہ اس کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

4۔ حضرت عائشہؓ کا ایک صحابی کو مسح کی مدت پوچھنے کے لیے حضرت علیؓ کے پاس بھیجنا

(عن شريح بن هانى ' قال آتيت عائشة آسألها عن المسح على اخلفين: فقالت: عليك بابن أبى طالب فسله فإنه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه فقال: جعل رسول الله صلى الله وسلم ثلاثة أيام و ليا ليهن للمسافر ويو ما و ليلة للمقيم)(2)

شریح بن ہانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا ان سے موزوں کا مسح پوچھنے کو۔انہوں نے کہا کہ تم ابوطالب کے بیٹے (یعنی حضرت علیؓ) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسافر تین دن اور تین رات تک موزوں پر مسح کر کے اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح سے نماز ادا کرسکتا ہے لیکن بیمار یا معذور کے لیے مسح کا الگ حکم ہے۔

1۔ المسلم'الجامع الصحيح ' كتاب الطهارة'باب' التيمن فى الطهور وغيره'حديث27' ص 226/1

2۔ المسلم ۔م۔ن۔ باب التوفيت فى المسح على الحفين 'حديث85' ص232/1

5۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ بچہ اگر پیشاب کر دے تو کیا کرنا چاہیے:

(عن عائشة زوج النبي ﷺ أن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم كان يوتى بالصبيان فيبرك عليهم و يحنكهم فأتي بصبي فبال عليه فدعا بمآءٍ فاتبعه بوله ولم يغسله)(1)

ام المومنین سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے آپ ان کے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے ان پر اور کچھ چبا کر ان کے منہ میں دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال پر دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

6۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت

(عن عائشةؓ: قالت: اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي يرضع فبال في حجره فدعابماءٍ فصبه عليه)(2)

ام المومنین سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس جگہ پر ڈال دیا۔

7۔ حضرت ام قیس کی روایت

(عن ام قيس بنت محصن أنمآ أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم بابن لها لم يأ كل الطعام فوضعته في حجره فبال قال فلم يزد على أن نضح بالمآء)(3)

ام قیس بنت محصنؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو اناج نہیں کھاتا اور اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ آپ نے فقط پانی اس پر چھڑک دیا۔

1۔ المسلم 'الجامع الصحيح' كتاب الطهارة 'باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله' حديث 101' ص 237/1

2۔ المسلم' م ۔ ن ۔ حديث: 102' ص:237/1

3۔ المسلم ۔م۔ن۔حديث:103' ص 237/1 ۔ 238

ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے۔ دھونا ضروری ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکا دھویا نہیں لیکن بچی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

8۔ حضرت عائشہؓ کا ایک صحابی کو مسئلہ بتانا

(عن علقمة و الاسود أن رجلا نزل بعآئشة فأ صبح يغسل توبه فقالت عآئشة: إنما كان يجزئك' إن رأيتهُ أن تغسل مكانه فإن لم تر نضحت حوله و لقد رأيتني أفركه من ثوب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فركاً فيصلى فيه)'(1)

علقمہؒ اور اسودؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اترا وہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات کو احتلام ہو گیا ہوگا) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تجھے کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھوڈالتا اور جو نہیں دیکھی تو پانی گرداگرد چھڑک دیتا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی چھیل ڈالتی (یعنی کھرچ ڈالتی اس لئے کہ وہ گاڑھی ہوتی) پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے۔

"عن الاسود و همام عن عائشة فى المنى قالت: كنت افركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم"(2)

اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے مٹی کھرچ ڈالتی تھی۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی کپڑے میں منی لگ جائے تو صرف اس جگہ سے کپڑے کو دھو لینا کافی ہے جس جگہ منی لگی ہوئی ہو ضروری نہیں کہ سارا کپڑا دھویا جائے۔ جس طرح اس حدیث میں ایک شخص کو احتلام ہوا تو اس نے اپنا سارا کپڑا پانی میں ڈبویا۔ جب حضرت عائشہؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ صرف اسی جگہ کو دھو دینا کافی ہے۔ جس جگہ منی لگی ہے کیونکہ میں (حضرت عائشہؓ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کھرچ دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کپڑوں کو پہن کر نماز پڑھ لیتے تھے اس طرح اگر پانی نہ ملے تو منی کو کھرچ کر بھی اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

1۔ المسلم'الجامع الصحيح' كتاب الطهارة 'باب حكم المنى 'حديث105' ص238/1

2۔ المسلم' م ـ ن ـ حديث106'ص:238/1

فصل دوم: حیض سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: حیض کی تعریف اور قرآن پاک میں حکم

1۔ حیض کی تعریف

لغت میں حیض کے معنی بہنے کے ہیں(1)۔ چنانچہ جب کسی وادی میں پانی بہنے لگے تو کہتے ہیں ''حاض الوادی'' (یعنی وادی بہنے لگی) اسی طرح جب درخت سے سرخ رنگ گوند نکلے تو کہتے ہیں۔ ''حاضت الشجر ہ'' (یعنی درخت بہہ نکلا) اسی طرح جب عورت کو حیض کا خون آئے تو کہا جائے گا حاصنت المراۃ

تحیض حیضامحیضا فھی حایض اور حایضة

حیض کو طمث، ضحک اور اعصار وغیرہ بھی کہتے ہیں۔

فقہا کی اصطلاح میں اس (لفظ حیض) کے جو معنی ہیں اس میں اختلاف رائے ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ حیض وہ دم (خون) ہے جو از خود (قدرتی طور پر) عورت کی شرم گاہ سے اس عمر میں نکلتا ہے جب کہ اس میں استقرار حمل کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور خون (حیض) وہ ہے جس کا رنگ سرخ، نرا سرخ یا زرد رنگ یا مشیالا رنگ ہو اور مشیالا رنگ وہ ہے جو سیاہ اور سفید رنگ کے درمیان میں ہو غرض کہ حیض کے خون کا ان تینوں میں سے کوئی بھی رنگ ہو سکتا ہے۔(2)

2۔ قرآن پاک میں حیض کا حکم:

﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾(3)

ترجمہ: اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو وہ تو نجاست ہے سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔ اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو۔ ہاں جب پاک ہو جائیں تو جس طریق سے خدا نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیت قرآنی سے حیض سے متعلق قرآنی احکام واضح ہوتے ہیں کہ حیض کے دنوں میں عورت سے مباشرت کرنا جائز نہیں۔

1۔ ابو الفضل، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص:186

2۔ عبدالرحمن الجزیری، مترجم منظور احسن عباسی کتاب الفقہ (علی المذاھب اربعہ) ص:202, 201/1

3۔ البقرہ:222

اگر کوئی بھول کر کے مباشرت کرے تو اسے توبہ کرنی چاہیے اور اس کے بعد ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں جب حیض سے پاک ہو جائیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے مباشرت کا حکم دیا ہے اسی طریقے سے کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

دوسری بحث: احادیث میں حیض سے متعلقہ احکام

1۔ حج کے دوران حیض آنا:

(یقول سمعت عآئشةؓ تقول خرجنا لانری الا الحج فلما کنا بسرف حضت فد خل علی رسول الله علیه و آله وسلم وأنا أبکی قال (مالك أنفست) قلت نعم قال (ان هذآ أمر کتبه الله علی بنات ادم فاقضی ما یقضی الحاج غیر أن لا تطوفی بالبیت) قالت: وضحی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن نسآبه بالبقر)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک بار ہم لوگ حج کی نیت سے (مدینہ سے) نکلے جب ہم سرف میں پہنچے تو اتفاق سے مجھے حیض آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے حیض آنا شروع ہو گیا۔ میں نے کہا ہاں پھر فرمایا یہ وہ شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے ہی ضروری کر دیا ہے لہذا احکام حج تم بھی بجالاؤ۔ صرف طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کا ذبیحہ کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض ہر عورت کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ لہذا حیض کے دنوں میں نماز کے سوا باقی تمام فرائض سرانجام دیے جا سکتے ہیں حتی کہ حج کے تمام ارکان ادا کیے جا سکتے ہیں۔ سوائے طواف کے۔

2۔ حیض والی عورت کا عیدگاہ آنا:

(عن حفصةؓ قالت کنا نمنع عوتقنآ أن یخرجن فی العیدین فقد مت امراة فنزلت قصربنی خلف فحد ثت عن أختها و کان زوج أختها غزامع النبی صلی الله علیه وسلم ثنتی عشرة و کانت أختی معه فی ست قالت کنانداوی الکلمی و نقوم علی المرضی فسالت أختی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أعلی إحدانا بأس

1۔ البخاری الجامع الصحیح کتاب الحیض باب کیف کان بدء الحیض حدیث 290 ص: 1/13ھ، 114

اذالم یکن لھا جلباب ان لا تخرج قال:(لتلبسھاصاحبتھا'من جلبابھا ولتشھدالخیر'ودعوۃ المسلمین'

فلما قدمت أم عطیۃ سألتھا أسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت: بأبي نعم وكانت لاتذكرہ إلا قالت

بأبی سمعتہ یقول :(یخرج العواتق و ذوات الخدور اوالعواتق ذوات الخدور' والحیض و یشھدن الخیر

ودعوۃ المومنین و یعتزل الحیض المصلی قالت حفصۃ: فقلت: الحیض فقالت ألیس تشھد عرفۃ كذا و كذا)(1)

ترجمہ: حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ہم جوان عورتوں کوعید کے دنوں میں نکلنے سے منع کیا کرتے تھے ایک بار ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری اس نے اپنی بہن ام عطیہؓ سے روایت کی جس کا خاوند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگوں میں شریک ہو چکا تھا۔ وہ عورت کہتی تھی کہ چھ جنگوں میں میری بہن ام عطیہؓ بھی شریک ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد میں ہم فوج میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کرتیں۔ میری بہن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو اور وہ عید کے دن نہ نکلے تو کچھ حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی سہیلی اس کو چادر اوڑھا دے۔ اسے چاہیے کہ ثواب کے کاموں میں شرکت کرے مسلمانوں کی دعاؤں میں شامل ہو۔ حفصہؓ نے کہا کہ جب ام عطیہؓ آئیں تو میں نے ان سے پوچھا کیا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ اس نے کہا بابی نعم (یعنی میرے باپ حضورؐ پر قربان ہوں ہاں) اور ام عطیہؓ بغیر بابی کے حضورؐ کے ذکر نہیں کرتی تھیں۔ (ام عطیہ نے کہا) میں نے حضورؐ سے سنا ہے کنواری' جوان عورتیں' پردے والیاں' حیض والیاں یہ سب عید کے دن نکلیں۔ ثواب کے کاموں میں شامل ہوں۔ مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ البتہ حیض والی صرف نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ حفصہؓ نے (تعجب سے) پوچھا کیا حیض والی عورتیں بھی ان مواقع پر نکلیں؟ ام عطیہ نے کہا حیض والی کیا عرفات وغیرہ مقدس مقامات میں نہیں آتیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حائضہ عورتیں عید کے دن گھر سے باہر نیک کاموں کے لیے نکل سکتی ہیں اور عید میں جو لوگوں کا جماؤ ہوتا ہے۔ وہاں آ سکتی ہیں۔ لیکن نماز کی جگہ یعنی عید گاہ کے باہر رہیں کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ وہ نماز کے علاوہ باقی ذکر میں اور دعا میں شریک ہوسکتی ہیں۔

1۔ البخاری'الجامع الصحیح'کتاب الحیض باب' شھود الحائض العیدین و دعوۃ المسلمین و یعتزلن المصلی'حدیث نمبر:318' ص: 123/1

3۔ طواف زیارت کے بعد حیض کا آنا

(عن عائشه زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم: انها قالت: لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا رسول اللہ إن صفیة بنت حیی قدحاضت؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعلها تحبسنا الم تکن طافت معکن فقالوا بلی قال(فاخرجی)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہؓ بنت حیی کو حیض آ گیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں مدینہ جانے سے روکے رکھے گی؟ کیا اس نے تمہارے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا۔طواف تو کر چکی ہیں۔آپ نے فرمایا بس اب چل کھڑی ہو (مدینہ کے لیے)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف الوداع حائضہ کو معاف ہے اس کے انتظار میں ٹھہرے رہنا کچھ لازم نہیں۔

4۔ مستحاضہ کی نماز کی ادائیگی

(عن عائشةؓ قالت جآء ت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقالت یارسول اللہ انی امراة أستحاض فلا أطهرأ فادع الصلاۃء فقال(لا إنما ذلك عرق ولیس بالحیضةٍ فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلاة وإذأ ادبرت فاغسلی عنك الدم وصلی)(2)

ترجمہ: ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے۔فاطمہ بنت ابی جیشؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے استحاضہ ہو گیا ہے۔میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا خون ہے حیض کا خون نہیں ہے جب حیض کے دن آوے تو نماز چھوڑ دے۔پھر حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

نوویؒ نے کہا ہے اس حدیث سے نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر جمہور فقہا کا اتفاق ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتا ہے۔(3)

1۔ البخاری' الجامع الصحیح'کتاب الحیض' باب المراة تحیض بعد الا فاضة حدیث:322' ص1/125,124

2۔ المسلم' الجامع الصحیح' کتاب الحیض' باب المستحاضة وغسلها و صلاتها 'حدیث'62'262/1

3۔ المسلم 'م۔ن۔(شرح نووی مترجم وحیدر الزمان)ص:439/1

(عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنها قالت إن أم حبیبة بنت حجش التی کانت تحت عبدالرحمن بن عوف شکت إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الدم فقال لها (امکثی قد رما کانت تحبسك حیضتك ثم اغتسلی) فکانت تغتسل عند کل صلاۃ)(1)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہؓ بنت جحشؓ جو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتیں۔

جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہؓ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہؓ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبیداللہ کے نکاح میں تھیں۔ بعضوں نے کہا کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی۔(2)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت استحاضہ ہو تو اسے چاہیے کہ حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے اور باقی دنوں میں استحاضہ کے باوجود غسل کر کے نماز ادا کرے اس لیے کہ یہ خون حیض کا نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک رگ کا خون ہوتا جو بیماری کی وجہ سے آتا ہے لہذا اس میں نماز معاف نہیں ہوتی۔

''استحاضہ کا خون ایک رگ سے جاری ہوتا ہے جب کہ حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی جب کہ استحاضہ کے دنوں میں نماز پڑھنا چاہیے حیض میں وطی درست نہیں ہے لیکن مستحاضہ سے وطی درست ہے اگر چہ خون جاری ہو۔ نووی اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہؓ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔ نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمدؒ نے کہا کہ اس وقت جماع کرے جب خاوند کو زنا میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو عکرمہؒ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرات میں صحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور ساری عبادات میں مثل پاک عورت کے لیے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیوے اور فرج میں ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے۔

1۔ المسلم 'الجامع الصحیح' کتاب الحیض 'باب المستحاضة و غسلها و صلاتها 'حدیث:66' ص:264/1

2۔ المسلم'م۔ن۔(شرح نووی مترجم وحید الزمان)ص:440/1

اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کر لے اگر پانی نہ ملے عذر ہو اور فرض پڑھنے کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے۔ لیکن امام نووی کے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے ادا ہو یا قضا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے لیے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرض چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالکؒ کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے۔ اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے امام نوویؒ کے نزدیک درست نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جمہور کا قول یہی قول ہے اور ابن زبیرؓ اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور مسیب اور حسن سے منقول ہے کہ نماز ظہر کے وقت ظہر کے لیے غسل کرے اور پھر دوسرے دن ظہر کے وقت غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو۔ اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں۔ وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ دو قسم کا ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے۔ اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ عورت معتادہ نہ ہو شروع اس کو یہی آیا ہو تو اس کا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا۔ ہمارے نزدیک (امام نوویؒ) اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ۔ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اتنا ہی گنا جاوے گا اور باقی استحاضہ، تیسری یہ کہ ممیّزہ ہو کہ کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن اور ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو۔'' (1)

1۔ المسلم، صحیح مسلم، (شرح نووی)، کتاب الحیض، ص: 438/1

5۔ حیض سے نہاتے بالوں میں کنگھی کرنا:

(عن عروة: أن عائشةؓ قالت: أهللت مع النبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی حجة الوداع فکنت ممن تمتع و لم یسق الهدی فزعمت أنها حاضت ولم تطهر حتی دخلت لیلة عرفة فقالت:یارسول اللّٰہ هذه لیلة عرفة و إنما کنت تمتعت بعمرة؟ فقال لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم(انقضی رأسك و امتشطی وأمسکی عن عمرتك) ففعلت فلما قضیت الحج امر عبدالرحمن لیلة الحصبة فاعمرنی من التنعیم مکان عمرتی التی نسکت)(1)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور میں نے بھی تمتع (2) ہی کیا تھا اور ہم لوگ ہدی نہ لائے تھے۔پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا انہیں حیض آ گیا اور عرفہ کی شب تک حیض سے فارغ نہ ہوسکیں۔تب انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو عرفہ کی رات آ گئی اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اب کیا کروں۔(3) آپؐ نے فرمایا سر کھول دے اور کنگھی کر اور عمرہ کو موقوف رکھ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا (4) جب حج کر چکی تو آپؐ نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن کو شب حصبہ (5) میں حکم دیا انہوں نے مجھے اس عمرہ کے بدلے جس کا میں نے احرام باندھا تھا مجھے دوسرا عمرہ تنعیم (6) سے کرایا۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب امتشاط المراة عند غسلها من المحیض، حدیث نمبر310، 120/1

2۔ تمتع اس کو کہتے ہیں کہ آدمی میقات پر پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھے پھر مکہ میں پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دے بعد اس کے آٹھویں تاریخ کو ہی مکہ سے حج کا احرام باندھے اس میں بہت آرام ہوتا ہے۔اس لیے اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

3۔ اب تو میرا حج گیا کیونکہ عمرہ ہی ابھی ادا نہیں ہوا ادھر حج کا وقت آن پہنچا۔

4۔ عمرہ کو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا۔

5۔ یعنی جس رات میں منی سے لوٹ کر حج سے فارغ ہو کر محصب میں آ کر ٹھہرتے ہیں یہ تیرہویں یا چودھویں شب ہوتی ہے ذی الحج کی۔

6۔ ایک مقام ہے تنعیم وہ سب سے زیادہ قریب حد ہے حرم کی مکہ سے تین میل پر۔اب اکثر لوگ عمرے کا احرام وہیں سے باندھا کرتے ہیں۔وہاں ایک مسجد ہے جس کو مسجد عائشہؓ کہتے ہیں۔

6۔ حائضہ عورت پرنماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے:

(عن معاذة أن امرأة سألت عائشةؓ فقالت: أتقضي أحدانا الصلاة ايام محيضها؟ فقالت عائشة احروريه)(1)

(أنت قد كانت إحداناتحيض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لاتومر بقضآء)(2)

ترجمہ: معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو؟ انہوں نے کہا کیا تو حروری ہے؟ ہم میں سے جس کو حیض آ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو نماز کا قضا کا حکم نہ ہوتا۔

اس حدیث سے یہ بتایا گیا ہے کہ عورت پر حیض کے دنوں کی نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔ یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کردی ہے ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لئے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں صدہا نمازوں کی قضاء کرنی پڑتی اور رمضان تو سال میں ایک بار آ تا ہے۔ چار پانچ روزوں کی قضاء کچھ مشکل نہیں۔

(عن معاذة قالت: سألت عائشه فقلت ما بال الحائض تقضي الصوم ولاتقضى الصلاة ؟فقالت: أحرورية انت؟

قلت لست بحرورية ولكنى اسال قالت: كان يصيبنا ذلك فنؤ مربقضآء الصوم ولا نومر بقضاء الصلاة)(3)

ترجمہ: معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے۔ اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا تو حروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں میں تو پوچھتی ہوں۔ انہوں نے کہا ہم عورتوں کو حیض آ تا پھر حکم ہوتا۔ روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضاء کا حکم نہ ہوتا۔

7۔ جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا:

(عن عائشة قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه)(4)

ترجمہ: ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

1۔ حروری نسبت ہے۔ حروراء ایک گاؤں ہے کوفہ میں دو میل پر پہلے پہل خارجی وہیں اکٹھے ہوتے تھے ان خارجیوں نے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز واجب نہیں ہے مگر روزوں کی قضا واجب ہے۔

2۔ المسلم 'الجامع الصحيح' كتاب الحيض' وجوب قضآء الصوم على الحآئض دون الصلاة حديث:67' ص 265/1

3۔ المسلم 'م ـن' كتاب الحيض' باب' وجوب قضآء الصوم على الحآئض دون الصلاة حديث:69'ص 265/1

4۔ المسلم' م ـن' كتاب الحيض' باب' ذكر الله تعالىٰ فى حال الجنابة وغيرها حديث:117' ص 282/1

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے رہنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے رہتے تھے یعنی وضو بے وضو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر الٰہی درست ہے اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنبی اور حائضہ کو درست ہے یا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت اس بھی کم ہو۔

8۔ خصوصی تعلقات کے حوالے سے ہدایات:

(عن عائشةؓ قالت: كان احدانآء إذكانت حائضاء امرها رسول الله صلى الله عليه وسلم فتاتزر بازار ثم يباشرها)(1)

ام المومنین سے روایت ہے ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم کرتے تہبند باندھے اور پھر مباشرت کرتے اس کے ساتھ۔ یعنی لپٹتے اس سے اور مساس کرتے اور بوسے لیتے لیکن جماع نہ کرتے کیونکہ حیض میں جماع کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حرام نہ جانے اور بھول سے یا نادانستہ ایسا کام کرے تو اس پر نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہیں۔

(عن عائشة رضی قالت :كان إحدانا إذ كانت حائضا أمرها رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تا تزرفى فور حيضتها ثم يباشرها قالت: وأيكم يملك إربه كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يملك إربه)(2)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آ تا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تہبند باندھنے کا جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے حضرت عائشہؓ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے۔

یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص کے بس میں نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت تھی اس لئے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اس کو یہی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار رہو۔

1۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض فوق الازار، حدیث:1، ص 242/1

2۔ المسلم ۔م۔ن۔ کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض فوق الازار، حدیث 2ص:242/1

(عن ميمونة قالت :كان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یباشر نسآء ہ فوق الإ زار وھن حیض)(1

ترجمہ: ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر سے اور وہ حائضہ ہوتیں۔

امام نوویؒ نے کہا کہ مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے۔ وہ حیض کی حالت میں حرام ہے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ سے یا بوسہ سے یا چمٹاوے یا مساس کرے یہ حیض کی حالت میں حلال ہے۔

(عن ميمونة رضؓ زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یضطجع معی وأناحائض وبینی وبینہ ثوب)(2)

ترجمہ: ام المومنین میمونہ ؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپ کے بیچ ایک کپڑا حائل ہوتا۔

(ان ام سلمۃؓ قالت بینما أنا مضطجعة مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الخمیلة اذحضت فانسللت فأخذت ثیاب حیضتی فقال لی رسول اللّٰہ صلی الله علیہ وسلم (أنفست؟) قلت: نعم فد عانی فاضطجعت معہ فی الخمیلة قالت: و کانت ھی و رسول اللّٰہ صلی الله علیہ وسلم یغتسلان فی الانآءِ الواحد من الجنابة)(3)

ام المومنین سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں۔ دفعتاً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا۔ میں نے کہاں ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا۔ پھر میں آپ کے ساتھ لیٹی چادر میں۔ ام سلمہ ؓ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے۔

1۔ المسلم، م۔ن ، کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض فوق الازار،حدیث:3،ص 243/1

2۔ المسلم۔م۔ن، کتاب الحیض باب الاضطجا ع مع الحآئض فی لحاف واحد ،حدیث 4ص:243/1

3۔ المسلم۔م۔ن،کتاب الحیض ،باب الا ضطجا ع مع الحائض فی لحاف واحد، حدیث:5، ص 243/1

نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔اس طرح اس کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے۔ناف اور زانوں کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے۔علماء نے کہا کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور اس کا بوسہ لینا درست ہے۔ اسی طرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانوں کے نیچے حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر رواں چیز میں ڈال سکتی ہے۔(1)

9۔ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے:

(عن عائشةؓ قالت: کان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم إذا اعتکف یدنی إلی رأسه فا رجله و کان لا یدخل البیت إلا لحاجة الإنسان)(2)

ترجمہ: ام المومنین عائشہؓ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب، پاخانہ) کے واسطے۔

"عن عائشةؓ قالت کنت اغسل راس رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم وانا حائض"(3)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور میں حائضہ ہوتی۔

(عن عمرة بنت عبدالرحمن أن عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه و سلم قالت: إن کنت لأد خل البیت اللحاجة و المریض فیه فما أسال عنه إلا و أنا مآرة و إن کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم لیدخل علی راسه و هو فی المسجدفارجله و کان لا یدخل البیت إلا لحاجة إذا کان معتکفا و قال ابن رمح: اذا کانو معتکفین)(4

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا نے کہا میں (جب اعتکاف میں ہوتی) گھر میں جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے۔مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے۔

(عن عائشةؓ زوج النبی صلی اللّٰه علیه و سلم انها قالت: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم یخرج إلی رأسه من المسجد وهو مجاور فاغسله وانا حآئض)(5)

1۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحیض (شرح نووی، مترجم وحید الزمان، ص 419/1

2۔ المسلم، م۔ن۔ کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجیله وطهارة سورها ولا تکاء فی حجرها و قراءة القرآن فیه، حدیث:6، 244/1

3۔ المسلم۔م۔ن۔ الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجیله وطهارة سورها ولا تکاء فی حجرها و قراءة القرآن فیه، حدیث 10، ص:244/1

4۔ المسلم۔م۔ن۔الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجیله وطهارة سورها ولا تکاء فی حجرها و قراءة القرآن فیه، حدیث 7، ص:244/1

5۔ المسلم۔م۔ن۔الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجیله وطهارة سورها ولا تکاء فی حجرها و قراءة القرآن فیه، حدیث 8، ص:244/1

ام المومنین عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپ کا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے۔ اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے۔ کنگھی کر سکتی ہے۔ کھانا پکا سکتی ہے۔ اس کا جوٹھا اور پسینہ دونوں پاک ہیں۔

10۔ حائضہ کی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے:

(عن عائشہؓ انها قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتكى فی حجری وأنا حائض: فيقرا القرآن)(1)

ام المومنین عائشہؓ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

(عن عائشة قالت: أمرنی رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم أن أناولة الحمرة من لمسجد فقلت: إنی حآئض فقال(تناوليها فإن الحيضة ليست فی يدك)(2)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے جانماز اٹھا دے مسجد سے میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حائضہ کی گود میں یا ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عائشہ حائضہ ہوتی تو ان کی گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے تھے۔

11۔ حائضہ کا جوٹھا کھانا جائز ہے

(عن عائشة قالت كنت إشرب وانا حائض ثم أناوله النبی صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع فی فيشرب وأتعرق العرق وانا حائض ثم اناوله النبی صلى الله عليه وسلم فيضع فاه على موضع فی ولم يذكر زهير فيشرب)(3)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ اس جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

1۔ المسلم 'الجامع الصحيح' كتاب الحيض' باب جواز غسل الحائض راس زوجها تر جيله' وطهارة سورها والاتكاء فی حجرها وقراة القرآن فيه حديث:15' ص 246/1

2۔ المسلم ـ م ـ ن ـ الحيض' باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله وطهارة سورها ولا تكاء فی حجرها و قراءة القرآن فيه" حديث 12 'ص 245/1

3۔ المسلم 'م ـ ن ـ الحيض' باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله وطهارة سورها ولا تكاء فی حجرها و قراءة القرآن فيه' حديث 14 'ص 245/1, 246

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حائضہ کا جوٹھا کھانا کھایا جا سکتا ہے اور اس کا جوٹھا پانی بھی پیا جا سکتا ہے۔

12۔ غسل حیض:

(عن عائشة ان امراة من الانصار قالت للنبی صلی اللّٰه علیه و سلم کیف أغتسل من الحیض؟ قال (خذی فرصة ممسکة فتوضی ثلاثا) ثم ان النبی صلی الله علیه و سلم استحیا فاعرض بوجهه أو قال: (توضی بها) فأخذ تها فجذ بتها فاخبرتها بما یرید النبی صلی الله علیه و سلم)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا۔ مشک لگا ہوا پھاہا لے تین بار پانی سے صاف کر پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (بیان کرنے سے) شرم آئی اور منہ پھیر لیا یا آپ نے فرمایا اس عورت سے کہ پانی سے صاف کر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں نے آنحضرتؐ کا مطلب اسے سمجھا دیا۔

اس حدیث میں ایک انصاری عورت کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل حیض کا طریقہ بتایا۔

(عن عائشةؓ ان اسمآء سألت النبی صلی اللّٰه علیه و سلم عن غسل المحیض؟ فقال (تاخذ احد اکن مآء ها و سدرتها فتطهر فتحسن الطهور ثم تصب علی رأسها فتدلکه دلکا شدید اًحتی تبلغ شؤن راسها ثم تصب علیها المآء ثم تاخذ فرصة ممسکة فتطهر بها) فقالت اسمآء و کیف تطهر بها فقال (سبحان الله تطهرین بها) فقالت عائشة (کانها تخفی ذلك) تتبعین أثر الدم و سألته عن غسل الجنابة؟ فقال (تأخذ مآء فتطهر فتحسن الطهور أو تبلغ الطهور ثم تصب علی رأسها فتد لکه حتی تبلغ شؤن راسها ثم تفیض علیها المآء) فقالت عائشة: نعم النسآء نساء الانصار! لم یکن یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین)(2)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کر کے (حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسماء رضی اللہ عنہا

1۔ البخاری، الجامع الصحیح کتاب الحیض، باب غسل المحیض، حدیث 309، ص 119/1, 120

2۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المختسله من الحیض فرصة من مسك فی موضع الدم، حدیث 61، ص 261/1

نے کہا کیوں کر پاکی کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے حضرت عائشہ رضی نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے پھراس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم' گناہ (اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)

یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لئے ہے۔ بعضوں نے کہا کہ مشک کے استعمال سے نطفہ جلدی ٹھہرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو۔

13۔ عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں:

(عن ام سلمةؓ قالت: قلت يا رسول الله! إني امراة اشد ضفرراسي فانقضه لغسل الجنابة قال (لا انما يكفيك ان تحثي على راسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين)(1)

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لئے اس کو کھول دوں آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔

نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضاء کو اور جیسے وضو میں تین تین بار ایک عضو کا دھونا مستحب ہے اسی طرح غسل میں بھی۔

نوویؒ نے کہا ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب سب بالوں کو پانی پہنچ جائے۔ اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے۔(2)

14۔ حیض آنا ابتداً کیسے شروع ہوا:

(وقول النبي صلى الله عليه وسلم هذا اشيء كتبه الله على بنات ادم و قال بعضهم: كان اوّل مآارسل الحيض على بني اسرائيل قال ابو عبدالله و حديث النبي صلى الله عليه وسلم اكثر)(3)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حیض ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی قسمت میں لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سب

1۔ المسلم' الجامع الصحیح' کتاب الحیض' باب حکم صنفائر المغتسلة' حدیث نمبر58' ص 260,259/1

2۔ المسلم' م۔ن' کتاب الحیض' (شرح نوویؒ مترجم وحید الزمان)435/1

3۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الحیض' باب کیف کان بدء الحیض' ص: 113/1

سے پہلے حیض بنی اسرائیل کی عورتوں میں شروع ہوا۔امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا اطلاق تمام عورتوں پر یکساں ہوتا ہے۔

(یقول سمعت عائشة تقول : خرجنا لانری الاالحج فلما کنا بسرف حضت فدخل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وانا ابکی قال (مالك انفست) قلت نعم قال (ان هذآ امر کتبه اللّٰہ علی بنات ادم فاقضی مایقضی الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت قالت وضحی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن نسآیه بالبقر)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ایک بار ہم لوگ حج کی نیت سے (مدینہ سے) نکلے، جب ہم سرف میں پہنچے تو اتفاق سے مجھے حیض آ گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے حیض آنا شروع ہو گیا۔ میں نے کہا ہاں پھر فرمایا یہ وہ شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے ہی ضروری کر دیا ہے۔لہذا احکام حج تم بھی بجا لاؤ۔صرف طواف نہ کرنا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کا ذبیحہ کیا تھا۔

15۔ حائضہ علاوہ طواف کے تمام ارکان حج بجالاسکتی ہے:

(عن عائشةؓ قالت: خرجنا مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لانذکر إلا الحج فلما جئنا سرف طمثت فدخل علی ا النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وانا ابکی فقال(مایبکیك) قلت: لوددت واللّٰہ انی لم احج العام قال: (لعلك نفست) قلت نعم قال:(فان ذلك شیء کتبه اللّٰہ علی بنات آدم فافعلی مایفعل الحاج غیر أن لاتطو فی بالبیت حتی تطهری)"(2)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، حج کا ارادہ کر کے جب ہم سرف پہنچے مجھے حیض آ گیا۔آنحضرت میرے پاس آئے میں رو رہی تھی؟ آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو؟ میں بولی کاش میں اس سال حج کے لئے نہ آئی ہوتی آپ نے فرمایا یا شاید تجھ کو نفاس (حیض) آ گیا میں نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا یہ یعنی حیض تو ایسی شے ہے جسے دختران آدم کے لئے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہو۔تم سب مناسک حج ادا کرو سوائے طواف کے جب تک کہ پاک نہ ہو لو۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب کیف کان بدء الحیض حدیث:290، ص113/1 ,114

2۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض المناسك کلها الا الطوف بالبیت حدیث:299، ص117/1

(عن عائشة رضؓ قالت خرجنا مع النبی ﷺ فی حجة الوداع فمنا من اھل بعمرة ومنامن اھل بحج فقد منا مکة فقال رسول صلی اللہ علیه وسلم(من احرم بعمرة و لم یھد فلیحلل و من أحرام بعمرة و اھدی فلایحل' حتی یحل بنحرھدیه و من أھل بحج فلیتم حجة قالت فحضت فلم ازل حائضا حتی کان یوم عرفة ولم أھلل الا بعمرة فامرنی النبی صلی اللہ علیه و سلم ان انقض راسی و أمتشط و اھل بالج و اترك العمرة ففعلت ذلك حتی قضیت حجی فبعث معی عبدالرحمن بن ابی بکرو. وامرنی أن اعتمر مکان عمرتی من التنعیم)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر (مدینہ سے) نکلے' ہم میں بعض وہ تھے جو عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ بعض حج کا۔ ہم مکے پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو وہ جب تک قربانی ذبح نہ کرے احرام نہ کھولے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہ نے کہا مجھے حیض آ گیا ہے اور عرفہ کے دن تک برابر حیض آتا رہا میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اپنا سر کھول ڈالوں بالوں کو کنگھی کروں اور اپنا احرام حج کا باندھوں' عمرہ موقوف کردوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ حتی کہ میں نے حج ادا کرلیا۔ اس کے بعد آپ نے میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ کو میرے ساتھ بھیجا۔ مجھے حکم دیا کہ میں تنعیم ہی سے اپنے عمرے کے بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھوں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر دوران حج حیض یا نفاس آ جائے تو طواف کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کیے جائیں اور طواف اس وقت ادا کریں جب پاک ہو جائیں۔

16۔ حیض کا خون دھونا:

(عن اسما بنت ابی بکرانھا قالت سالت امراة رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم فقالت : یارسول اللہ ﷺ ارایت احدانا اذآ اصاب ثوبھاالدم من الحیضة کیف تصنع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم اذاصاب ثوب احداکن الدم من الحیضة فلتقر صه ثم التضحه بمآء ثم لتصلی فیه)(2)

ترجمہ: اسما بنت ابی بکر صدیقؓ فرماتی ہیں۔ ایک عورت نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ اگر حیض کا خون ہمارے کپڑے پر لگ جائے' تو کیا کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے' تو اسے کھرچ ڈالے پھر پانی سے دھو ڈالے۔ پھر اس کپڑے سے نماز پڑھ لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن کپڑوں میں حیض کا خون یا دھبہ لگ جائے۔ اس کپڑے کو وہاں سے دھو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ سارے کپڑے کو دھو کر ہی اس میں نماز پڑھی جائے۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الحیض' باب غسل دم الحیض 'حدیث 301' ص 117/1

2۔ البخاری'م۔ن۔'کتاب الحیض باب کیف تھل الحائض بالحج و العمرة'حدیث:313' ص 121/1

17۔ حائضہ عورت کے ساتھ نیند کرنا جب کہ وہ حیض کے کپڑے پہنے ہو:

(عن زینب بنت ابی سلمة رضی اللہ عنہا حدثته: أن ام سلمة قالت حضت و انا مع النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم فی الخمیلة فانسللت فخرجت منها فاخدت ثیاب حیضیتی فلبستها فقال لی رسول اللّٰہ صلی الله علیه و سلم (انفست) قلت: نعم فد عانی فأدخلنی معه فی الخمیلة قالت: وحدثنی ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم: کان یقبلها وهوصا ئم و کنت اغتسل أنا و النبی صلی الله علیه وسلم من إنآء و احدمن الجنابة) (1)

ترجمہ: (از زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا میں یکدم وہاں سے اٹھ گئی اور حیض کے کپڑے پہنے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو نفاس آ گیا۔ زینب کہتی ہیں ام سلمہ نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لیا کرتے اور غسل جنابت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مل کر ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت حیض والے کپڑے پہن کر اپنے شوہر کے ساتھ سو سکتی ہے اور روزے کی حالت میں بوسہ بھی لے سکتی ہے اور دونوں ایک ہی برتن میں غسل جنابت کر سکتے ہیں۔

18۔ غسل جنابت فرض ہے:

(انس بن مالك قال: جآء ت ام سلیم (وهی جدة اسحق) إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم فقالت له وعائشة عنده: یا رسول اللّٰہ ! المرأة تری مایری الرجل فی المنام فتری من نفسها مایری الرجل من نفسه فقالت عائشه: یا ام سلیم فضحت النسآءِ تربت یمینك فقال لعائشة(بل انت فتربت یمینك نعم فلتغتسل یا ام سلیم اذار أت ذاك)(2)

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں (اور وہ دادی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس رضی اللہ عنہ سے) اور وہاں عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے کہا رسول اللہ عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو) یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ام سلمہ! تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احتلام(3) اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی(4) بھی اسی کو

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الحیض ' باب النوم مع الحائض و ھی فی ثیابها 'حدیث:316' ص 122/1

2۔ المسلم' الجامع الصحیح' کتاب الحیض' باب وجوب الغسل علی المراه بخروج المنی منها 'حدیث:29'ص 250/1

3۔ خواب میں ناپاک ہونا، جماع کرنا، بدخوابی

4۔ وہ لیس دار رطوبت جو عضو تناسل سے بوقت انزال نکلتی ہے۔ دھات۔ نطفہ

نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے۔(اور یہ انہوں نے نیک بات کی) آپ نے فرمایا اے عائشہؓ تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلمہؓ سے فرمایا اے ام سلمہؓ !عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے۔

یعنی حضرت عائشہؓ کا کہنا تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اس سے بددعا مقصود نہ تھی بلکہ نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تجھ پر محتاجی آوے اور تو غریب ہو جائے لیکن اب محاورہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا جھڑکتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں۔

نوویؒ نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے۔جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض و نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے۔ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے۔منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا یوں ہی سونے میں نکلے یا جاگتے میں اور منی نکلنے سے مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا۔اسی طرح اگر منی حرکت کرے یا باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں۔اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہاں تک کہ منی رک جاوے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔(1)

(عن ام سلمةؓ قالت: جآء ت ام سليم الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله ان الله لا يستحى من الحق فهل على المراة من غسل إذا احتلمت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم(نعم إذا رات المآء) فقالت أم سلمةؓ:يا رسول !وتحتلم المرأة فقال (تربت يداك فبم يشبهها ولدها)(2)

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا۔کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے(یعنی منی کو) ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے۔

یعنی بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہوتا بچہ اسی کی صورت کا ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہو تو اس کا نکلنا اور احتلام لازمی ہوتا ہے۔

1۔ المسلم ' الجامع الصحيح' (شرح نووى مترجم وحيدالزمان) ص 425/1

2۔ المسلم' م۔ن' كتاب الحيض ' باب وجوب الغسل على المراة بخروج المنى منها'حديث:32' ص 251/1

غسل جنابت کا بیان

(عن عائشة قالت :كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا اغتسل من الجنابه يبدأء فيغسل يديه ثم يفرغ بيمينه على شماله فيغسل فر جه ثم يتوضاءو ضوءَ ه للصلاة ثم يأخد الماء فيدخل أصابعه فى اصول الشعرحتى إذارا ى ان قد استبرأ حفن على رأسه ثلاث حفنات ثم أفاض على سائرجسد ه لا ثم غسل رجليه)(1)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے ۔ جس طرح نماز کے لیے تیاری کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں پاؤں دھوتے ۔

نوویؒ نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں پہنچوں کو تین بار دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لیوے اور سر کے بالوں اور ڈاڑھی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلوں اور کانوں اور ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہنچاوے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہنچاوے اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ پڑھے غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور ملنا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالکؒ اور مزنیؒ کے نزدیک واجب ہے اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے ۔(2)

1۔ المسلم، صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب، صفة غسل الجنابة ،حدیث:35، 253/1

2۔ المسلم، م۔ن(شرح نووی و حید الزمان)ص:430,429/1

باب سوم

عبادات سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

فصل اوّل: نماز سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: نماز کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ نماز کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

عربی میں نماز کے لیے لفظ صلوۃ آیا ہے جس کے لغوی معنی دعائے خیر کے ہیں۔(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وصل علیھم'' یعنی ان کے لیے دعا کرو اور (دوسرے معنی ہیں) اپنی رحمت ان پر نازل فرما۔

(ب) اصطلاحی مفہوم

فقہ میں اس کے معنی ان اقوال اور افعال (کے مجموعے) کے ہیں جو تکبیر (تحریمہ) سے شروع ہوتے اور اسلام پر ختم ہوتے ہیں اور اس کے لیے خاص شرائط ہیں۔(2)

2۔ قرآن میں نماز کا حکم

نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کی سخت تاکید وارد ہوئی ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور اس کا نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشاد پاک ہے۔

﴿ اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُونُوا مِنَ المشرِکِین﴾(3)

یعنی نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ بنو۔

﴿ وَاَقِیمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ وَارکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِین﴾(4)

نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور (خدا کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔

نماز کی فرضیت اس حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے:

1۔ ابو الفضل عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص:478

2۔ عبدالرحمن الجزیری، مترجم منظور احسن عباسی، کتاب الفقہ (علی المذھب اربعہ) 279/1

3۔ الروم:31

4۔ البقرۃ:43

دوسری بحث: احادیث میں نماز سے متعلقہ احکام

1۔ حائضہ عورت نماز عید کے لیے نکل سکتی ہے

(عن ام عطیۃؓ قالت: امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور، فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم، ویعتزل الحیض عن مصلاھن، قالت امراۃ: یا رسول اللہ احدانا لیس لھا جلباب: قال (لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا)(1)

ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں مامور کیا گیا کہ حائضہ اور پردہ دار عورتوں کو عیدین میں نکالیں۔ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک رہیں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم میں سے بعضوں کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی۔ وہ کیسے نکلے۔ آپ نے فرمایا اس کی کوئی سہیلی اپنی چادر میں اسے شریک کرلے۔

2۔ ایک کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھنا

(قالت ام ھانی: التحف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثوب، وخالف بین طرفیہ علی عاتقیہ)(2)

ام ہانی کہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا لپیٹا اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں مونڈوں پر الٹ لیا تھا۔

اس حدیث میں ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھنا ثابت ہوا ہے۔ یعنی ایک کپڑا اتنا ہو کہ اسے جو اعضاء چھپانے کا حکم ہے وہ چھپ جائیں۔ ورنہ ضروری نہیں ہے کہ آج کل بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھی جائے بلکہ یہ حکم اس وقت تھا جب لوگوں کے پاس دو کپڑے موجود نہ تھے۔ اس لئے ایک کپڑے سے نماز پڑھنا ہی صحیح سمجھا جاتا تھا۔ ہاں اگر آج بھی بحالت مجبوری ایک کپڑا ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ فی الثیات باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب، حدیث: 344، ص 139/1

2۔ البخاری۔م۔ن۔ کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثواب الواحد ملتحفابہ، ص 140/1

3۔ عورت کتنے کپڑے میں نماز پڑھے

عکرمہ نے کہا! اگر عورت سارا بدن ایک کپڑے سے ہی ڈھانپ لے تو بھی نماز درست ہے۔ یعنی عورت بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

(عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: لقد کان رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی الفجر، فشھد معہ نسآء من المومنات، متلفعات فی مروطھن، ثم یرجعن الی بیوتھن، ما یعرفھن احد)(1)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے ۔آپؐ کے ساتھ نماز میں کئی عورتیں بھی ہوتیں۔اپنی چادریں لپیٹی ہوئیں پھر نماز کے بعد اپنے گھروں کو واپس ہو جاتیں اور تاریکی کی وجہ سے انہیں کوئی نہ پہچان سکتا۔

اس حدیث سے مطلب یوں نکلتا ہے کہ ظاہر میں وہ عورتیں ایک ہی کپڑے میں لپٹی ہوئی آتیں اور نماز پڑتیں اگر دوسرا بھی کوئی کپڑا اندر پہنے ہوں۔ جب وہ نظر نہیں آتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔پس معلوم ہوا کہ ایک کپڑے سے اگر عورت اپنا سارا بدن چھپا لے تو نماز درست ہے اگر درست نہ ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں سے پوچھتے اور ان کو بتلاتے کہ دوسرا کپڑا بھی پہنو۔لیکن اگر کسی کے پاس ایک سے زائد کپڑوں کی گنجائش ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دو یا تین کپڑوں میں نماز ادا کرے۔یہ تو بحالت مجبوری حکم دیا گیا تھا کہ اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہے تو اس میں نماز ہو جائی گی۔

4۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ منقش کپڑوں میں نماز درست نہیں

جن کپڑوں کے اوپر تصویریں یا بیل بوٹے پڑے ہوں ان میں نماز پڑھنا درست نہیں۔

(عن عائشۃ: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی فی خمیصۃ لھا اعلام، فنظر الی اعلامھا نظرۃ، فلما انصرف قال: اذھبو بخمیصتی ھذہ الی أبی جھم، وأتونی بانجانیۃ ابی جھم، فانھا الھتنی انفا عن صلاتی۔ وقال ھشام بن عروہ، عن آبیہ عن عائشۃ: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :(کنت انظر الی علمھا و انا فی الصلاۃ فاخاف ان یفتننی)(2)

1۔ البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الصلاۃ فی الثیاب باب، فی کم تصلی المراۃ من الثیاب، حدیث:365، ص146/1

2۔ البخاری، م۔ن۔کتاب الصلاۃ فی الشیاب باب، اذا صلی فی ثوب لہ اعلام ونظر إلی علمھا ، حدیث: 366، ص146/1 ,147

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار چھپی ہوئی چادر میں نماز پڑھ رہے تھے (بحالت مجبوری) آپ نے اس کے نقوش دیکھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر ابو جہم کو واپس کر دو اور اس سے انجانیہ لاؤ۔ کیونکہ اس منقش چادر نے مجھے نماز سے اپنی طرف متوجہ کر دیا ہے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے بحوالہ عائشہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نماز میں اس چادر کے بیل بوٹے دیکھ رہا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہیں نماز میں خرابی نہ ڈال دے۔

اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ نماز میں کمال حضور اور خضوع لازم ہے اور جو چیز حضور قلب کو مانع ہو اس کو دور کر دینا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد کے صحرابوں یا دیواروں کو آراستہ کرنا اور اس پر نقش و نگار کرنا مکروہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ نماز میں ان چیزوں کی طرف خیال ہو جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی اور خیال آ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔ (1)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نقش نگار والے کپڑے پہن کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اس میں ڈر یہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ نقش و نگار ہمیں اللہ سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کرے اور ہماری نماز فاسد نہ ہو جائے۔

ابو جہم نے یہ نقش و نگار کی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دی تھی۔ آپ نے قبول کیا پھر نماز میں دل اس کے بیل بوٹوں کی طرف چلا گیا اور خشوع و خضوع میں خلل واقع ہوا۔ اس واسطے آپ نے اس کو واپس کر دیا اور اس کے بدلے ابو جہم سے سادہ کمبل منگوا لیا تا کہ ابو جہم کو رنج نہ ہو۔ سبحان اللہ پیغمبروں کی نماز کیسے خلوص سے ہوتی ہے کہ جس چیز کا ذرا بھی خیال نماز میں آ جاتا اس چیز کو دور کر دیتے۔

5۔ حضرت میمونہ کی روایت حائضہ عورت کے کپڑوں سے متعلق

اگر حائضہ عورت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے کپڑا ساتھ لگ جائے تو نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نماز ہو جاتی ہے۔

(عن میمونة قالت : کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی وانا حآئض و ربما اصابنی ثوبه اذا سجد قالت:وکان یصلی علی الخمرة)(2)

حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت نماز ہوتے اور میں حائضہ آپ کے برابر پڑی رہتی۔ کبھی جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔ آپ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کا جسم نجس نہیں ہے۔

1۔ المسلم' الجامع الصحیح(شرح نووی' مترجم وحید الزمان) کتاب المساجد' ص:114

2۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الصلاة فی الثیاب 'باب اذا اصاب ثوب المصلی امراته اذا سجد' حدیث:372'ص 149/1

6۔ مصلیٰ کے متعلق حضرت میمونہؓ کی روایت

(عن میمونةؓ قالت كان النبی صلی اللّٰه عليه و سلم يصلی على الخمرة)(1)

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے مصلےٰ پر نماز پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے مصلےٰ پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

7۔ عورت سو رہی ہو تو اس کے پاس اس کے شوہر کی نماز درست ہے

(عن عائشةؓ زوج النبی صلی اللّٰه عليه و سلم انها قالت :كنت انام بين يدی رسول الله صلی الله عليه و سلم و رجلای فی قبلته ' فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی ' فإذا قام بسطتهما 'قالت: و البيوت يومئذ ليس فيها مصابيح)(2)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سو جاتی۔ میرے دونوں پاؤں آپ کے سجدے کی جگہ پر ہوتے۔آپ جب سجدہ کیا کرتے تو دبا دیا کرتے تھے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی جب کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے۔

(ان عائشةؓ اخبرته: ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه و سلم كان يصلی 'وهی بينه و بين القبلة 'على فراش اهله ' اعتراض الجنازة)(3)

حضرت عائشہؓ کے بیان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور وہ (عائشہؓ) آپؐ کے اور قبلے کے بیچ میں جنازے کی طرح آڑ پڑی ہوتیں۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الصلاة فی الثیاب 'باب' الصلاة على الخمرة 'حدیث:374' ص 150/1

2۔ البخاری'م۔ن۔کتاب الصلاة فی الثیاب'باب الصلاة علی الخمره حدیث'375'ص:150/1

3۔ البخاری'م۔ن۔کتاب الصلاة فی الثیاب،باب الصلاة على الفراش'حدیث'376'ص:150/1

8۔ حائضہ عورت جس بستر پر پڑی ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

(میمونۃ رضی اللہ عنہا بنت الحارث قالت کان فراشی حیال مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فربماوقع ثوبہ علی و اناعلی فراشی)(1)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے پہلو میں سوئی رہتی۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔ حالانکہ میں بحالت حیض ہوتی۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر نماز میں سجدہ کرتے وقت حائضہ عورت سے کپڑا مس ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔

9۔ عورت کا فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

(' عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الفجر' فیشھد معہ نسآء من المومنات' متلفعات فی مروطھن ثم یرجعن الی بیوتھن ما یعرفھن احد)(2)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے۔ آپ کے ساتھ (نماز میں) کئی مسلمان عورتیں ہوتیں۔ اپنی چادر لپیٹی ہوئیں پھر نماز کے بعد اپنے گھروں کو واپس جاتیں اور تاریکی کی وجہ سے کوئی انہیں نہ پہچان سکتا۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کو اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھنا چاہیے اور اس حدیث سے عورتوں کا نماز میں حاضر ہونا بھی ثابت ہوا۔ اگر فتنہ کا کچھ خوف نہ ہو۔

10۔ عشاء کی نماز سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

نماز عشاء کو دیر سے پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

(عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعشاء حتی نادہ عمر نام النساء و الصبیان فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ لیس احد یصلی ھذہ الصلاۃ غیر کم ولم یکن یومیذ احدیصلی غیر اھل المدینۃ)(2)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں دیر فرمائی۔ حتی کہ آپ کو جناب فاروق اعظم رضی اللہ

1۔ البخاری' الجام الصحیح' کتاب سترۃ المصلی' باب اذاصلی الی فراش فیہ حائض' حدیث395' ص:193/1

2۔ البخاری' م۔ن' کتاب الصلاۃ فی الثیاب' باب فی کم تصلی المراۃ من الثیاب 'حدیث:365' ص 146/1

3۔ البخاری'م۔ن۔ کتاب مواقیت الصلاۃ' باب وقت العصر 'حدیث:519' ص/201

عنہ نے پکارا۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچے اور عورتیں سو گئے۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سوا اس نماز کو کوئی بھی نہیں پڑھتا (اور اسلام نہ لانے کی وجہ سے) ان دنوں مدینہ منورہ کے لوگوں کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

11۔ نماز عصر سے متعلق حضرت عائشہ ؓ کی روایت

نماز عصر جلدی پڑھنا اس حدیث سے ثابت ہے۔

(ان عائشةؓ قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى العصر و الشمس لم تخرج من حجرتها)(1)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ایسے وقت پڑھا کرتے کہ دھوپ میرے حجرے میں رہا کرتی۔

(عن عائشةؓ: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى العصر والشمس فى حجرتها' لم يظهر (2) الفى من حجرتها)(3)

ترجمہ: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے۔ جب دھوپ ابھی حجرے ہی میں ہوتی تھی۔ سایہ پھیلتا نہیں تھا۔

(عن عائشةؓ قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى صلاة العصر 'و الشمس طالعة فى حجرتى' لم يظهر الفئى بعد)(4)

ترجمہ: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھتے جب کہ دھوپ میرے حجرے میں ہی رہتی اور سایہء پھیلنے نہیں لگتا۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب مواقیت الصلاۃ ' باب وقت العصر' حدیث' 519' ص: 201/1

2۔ الم یظھر الفی ان میں ظھور سے سایہ کا پھیلنا مراد ھے کیونکہ جتنی دیر ھو گی تو دھوپ اوپر چڑھتی جائے گی اور سایہ نیچے پھیلتا جائے گا۔

3۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب مواقیت الصلاۃ' باب وقت العصر' حدیث 520' ص 201/1

4۔ البخاری' م۔ن ۔ کتاب مواقیت الصلاۃ 'باب وقت العصر' حدیث: 521' ص: 201/1

12۔ خواتین اگر مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں:

(عن سهل بن سعد' قال : لقد رايت الرجال عاقدی ازرهم فی اعنا قهم'مثل الصبيان 'من ضيق الا زر'خلف النبی صلی الله عليه وسلم ۔ فقال قآئل يا معشر النسآء! لا ترفعن روسكن حتی يرفع الرجال)(1)

ترجمہ: سھل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ کپڑا کم ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے تہبند اپنے گلے میں باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔جس پر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم بیان کیا کہ اے خواتین! جب تک مرد سجدہ سے سر نہ اٹھائیں اس وقت تک تم بھی سجدہ سے سر نہ اٹھانا۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے بعد سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم اس لئے دیا کہ کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ کرام کے ستر کھل جانے کا ڈر تھا۔ایسا نہ ہو کہ مرد کے ستر پر کسی عورت کی نظر پڑ جائے۔

13 بزمانہ امن خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت

(عن سالم بن عبدالله ' ان عبدالله ابن عمرؓ قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول(لا تمنعوا نسآء كم المساجداذا استاذ نكم اليها) قال فقال بلال ابن عبدالله! : والله لنمعهن قال فاقبل عليه عبد الله فسبه سبا سيئا ماسمعته سبه مثله قط وقال: اخبرك عن رسول الله صلی الله عليه وسلم ' وتقول: والله ! لنمنعهن)(2)

سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھا کا بیان نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے۔تمہاری خواتین جب مسجد جانا چاہیں تو انہیں مسجد میں جانے سے نہ روکو۔ بلال بن عبداللہ نے حضرت ابن عمرؓ کی زبانی یہ حدیث سننے کے بعد کہا۔ بخدا ہم ان خواتین کو باز رکھیں گے۔جس پر حضرت عبداللہ نے ان کو اتنی بری گالی دی جواب تک ان سے سنی نہیں تھی۔ میں نے کہا پھر اس کے بعد فرمایا میں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم کو بتلا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم خواتین کو باز رکھیں گے۔

1۔ المسلم' الجامع الصحيح' كتاب الصلاة 'باب' امر النسآء المصليات ورآء الرجال ان لايرفعن روسهن من السجود حتی يرفع الرجال ' حديث133' ص 326/1

2۔ المسلم'م۔ن'كتاب الصلاة'باب خروج النسآء الی المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة وانها لاتخرج مطيبة حديث135'ص 327/1

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہیں روکا۔

حدیث شریف کا اپنی ذاتی رائے سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بعض مقلد حدیث کہ مقابلے میں اپنے مجتہد کی رائے اور قیاس کو پیش کرتے ہیں (نعوذ باللہ) مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم یا فعل کے مقابلے میں کسی اور کے قول وفعل کی سند نہ لائے وگرنہ بے ادبی اور شیطانی کام ہے جس میں کفر کا خوف لگا ہوا ہے۔ ہمارا اعتقاد اور عمل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وفعل کے مقابلے میں پوری دنیا کے قول وفعل کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر کرے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی ہر وقت توفیق دے۔

(ان زینب رضی الثقفیة کانت تحدث عن رسول اللّٰہ صلی لله علیه وسلم 'انه قال(اذاشهدت احدلكن العشآء فلاتطیب تلك اللیلة)(1)

حضرت زینبؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی خاتون جب عشاء کی نماز کے لیے مسجد آنا چاہے تو وہ اس رات کو خوشبو نہ لگائے۔

(عن زینب رض امراة عبدالله ' قالت :قال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم (اذاشهدت احدا لكن المسجد فلاتمس طیبا)(2)

ترجمہ: حضرت زینب زوجہ عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کسی خوشبو کی دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

(انها سمعت عائشة رض زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم تقول: لو ان رسول صلی اللّٰه علیه وسلم رای مآاحدث النسآء لمنعهن المسجد كما منعت نسآء بنی اسرائیل قال فقلت لعمرة: النسآء بنی اسرائیل منعن المسجد؟ قالت : نعم)(3)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر زمانہ موجودہ کی بناؤ سنگھار کرنے والی خواتین کو دیکھتے تو انہیں بھی یہودیوں کی طرح مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دیتے۔ یحییٰ بن سعید نے پوچھا۔ اے عمر کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔

1۔ المسلم'الجامع الصحیح' كتاب الصلاةباب' خروج النسآء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة وانها لاتخرج مطیبة حدیث:141'ص 328/1

2۔ المسلم' م۔ن' كتاب الصلاة' باب خروج النسآء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة وانها لاتخرج مطیبة حدیث:142'ص 328/1

3۔ المسلم۔م۔ن' كتاب الصلاة 'باب خروج النسآء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة وانها لاتخرج مطیبة حدیث: 144' ص 329/1

احادیث مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ خواتین کو مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔لیکن بناؤ سنگھار کر کے' خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر مسجد نہ جائیں جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو اور فساد کی بو آتی ہو۔

عہد نبوی میں خواتین بلا مزاحمت مسجدوں میں جایا کرتی تھیں۔حضرت عائشہؓ کا بیان اس امر کی دلیل ہے کہ بناؤ سنگھار وغیرہ کر کے عورتوں کو گھر سے باہر کسی مقام پر بھی قدم نہیں رکھنا چاہیے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب نیت بری ہو تو ہر مباح اور مستحب کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔

14۔ حضرت عائشہؓ کی رویت کہ بحالت مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے

(عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله صلى عليه وسلم يصلى ليلا طويلا فاذاصلى قآئما ركع قآئما واذاصلى قاعد اركع قاعدا)(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بڑی لمبی نماز پڑھتے۔پھر جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے کھڑے کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

اس حدیث سے بیٹھ کر نماز پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔لیکن اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو فرض نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھنی چاہیے۔

(عن عائشةؓ قالت: مارايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرافى شى ءِ من صلاة الليل جالسا حتى اذا اكبر قراجالسا حتى اذا بقى عليه من السورة ثلاثون او اربعون اية قام فقراهن ثم ركع)(2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قالت مارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قرآت کرتے ہوں نماز میں بیٹھ کر پھر جب بوڑھے ہو گئے بیٹھے بیٹھے قرات کرتے یہاں تک کہ جب رہ جاتیں سورت میں تیس یا چالیس آئتیں تو کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

1۔ المسلم الجامع الصحيح' كتاب صلاة المسافرين و قصرها'باب' جوازالنافله قائما و قاعدا وفعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا'حديث:111'ص 504/1

1۔ المسلم' م۔ن'كتاب صلاة المسافرين و قصرها'باب' جوازالنافله قائما و قاعدا وفعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا' حديث:111'ص:504/1

دونوں روایتوں سے ایک رکعت میں کچھ کھڑا رہنا کچھ بیٹھنا ثابت ہوا اور یہ جائز ہے۔ کچھ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں کہ اگر نماز کھڑے ہوکر شروع کی تو پوری نماز کھڑے ہوکر ہی ادا کرنی چاہیے اگر بیٹھ کر نماز کی ابتداء کی تو بیٹھ کر ہی پوری نماز ادا کرنی چاہیے اور کچھ کہتے ہیں کہ اگر ایک رکعت کھڑے ہوکر پڑھی اور دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھی تو یہ جائز ہے۔ مگر بحالت مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں۔

15۔ نماز شب اور وتر کے ایک ہونے کا بیان:

(عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه و سلم ' قالت : کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلاة العشآء (وهی التی یدعوالناس العتمة) الی الفجر' احدی عشره رکعة یسلم بین کل رکعتین' و یوتربواحده فاذاسکت الموذن من صلاة الفجر' و تبین له ' الفجر' و جاء ه المؤذن قام فرکع رکعتین خفیفتین ثم اضطجع علی شقه الایمن حی یاتیه الموذن للاقامة)(1)

ترجمہ: ام المومنین زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ سلام پھیرتے ہر دو رکعت کے بعد اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر جب موذن اذان دے چکتا اور ظاہر ہو جاتی آپ پر صبح اور موذن آتا تو کھڑے ہوکر دو رکعت ہلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ موذن تکبیر کہنے کو آتا۔

(عن عائشة قالت: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة یو تومن ذلك بخمس لا یجلس فی شی ء الا فی آخرها)(2)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے۔ پانچ ان میں سے وتر ہوتیں کہ نہ بیٹھتے مگر ان کے آخر میں۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ؐ نماز شب میں کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے اور کبھی تیرہ رکعتیں۔

وتر ایک رکعت سے لگا کر گیارہ اور تیرہ رکعتوں تک مسنون اور جائز ہے۔ مگر افضل یہی ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتا جائے' حالانکہ سب رکعتوں کے آخر میں ایک سلام پھیرنا بھی روا ہے مگر مشہور وہی ہے دو' دو رکعت پر سلام۔

1۔ المسلم'الجامع الصحیح' کتاب صلاة المسافرین' باب صلوة اللیل وعددرکعات النبیؐ فی اللیل وان الوتر رکعة و ان الرکعة صلاة صحیحة' حدیث:121'1/508

2۔ المسلم 'م۔ن' کتاب صلاة المسافرین' باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبیؐ فی اللیل وان الوتر رکعة و ان الرکعة صلاة صحیحة'حدیث123'ص:1/508

فصل دوم: روزہ سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: روزہ کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ روزہ کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

روزہ کو عربی میں الصوم کہتے ہیں جس کے معنی کسی امر سے 'باز رہنا' چنانچہ اگر کوئی شخص بولنے یا کھانے سے باز رہے اور بولنا یا کھانا چھوڑ دے تو اسے لغت میں الصوم کہتے ہیں۔اس کی مثال قرآن حکیم میں ''انی نذرت الرحمٰن صوماً'' (میں نے اللہ سے صوم کی منت مانی ہے) یعنی خاموش رہوں گا اور کلام نہ کروں گا۔(1)

(ب) اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں اس سے مراد دن بھر کے لیے روزہ توڑنے والی چیزوں سے 'باز رہنا' دن کی میعاد صبح صادق کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے غروب ہوجانے تک ہے۔(2)

2۔ قرآن میں روزے کا حکم

روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرض کیا ہے کہ وہ مومن کے دل میں تقویٰ پیدا کرے اور خدا کے ڈر اور خوف سے اس میں صداقت' صبر' قناعت' ضبطِ نفس اور محنت و مشقت کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔روزے کے بارے میں قرآن کے احکام یہ ہیں:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیکُم الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ﴾(3)

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

﴿شَھرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیہِ القُراٰنُ ھُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدیٰ وَ الفُرقَانِ فَمَن شَھِدَ مِنکُم الشَّھرَ فَلیَصُمہُ وَمَن کَانَ مَرِیضاً اَو عَلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِن اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیدُ اللہ بِکُمُ الیُسرَ وَ لَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ وَ لِتُکمِلُوا العِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُو اللہ علیٰ مَاھَدٰلکُم وَ لَعَلَّکُم تَشکُرُونَ﴾(4)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور فرقان (یعنی حق و باطل کو الگ کرنے والا) ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اسے چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور

1۔ ابوالفضل عبدالحفیظ' مصباح اللغات' ص:486

2۔ عبدالرحمٰن الجزیری' مترجم منظور احسن عباسی' کتاب الفقہ (علی المذاہب اربعۃ) 872/1

3. البقرہ:183 4. البقرہ:185

جو بیمار ہو یا سفر میں ہوتو وہ دوسرے دنوں میں رکھ کران کا شمار پورا کرے۔اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور تم روزوں کا شمار پورا کرلو۔اور اللہ کی بڑائی اس طرح بیان کرو جیسے اس نے رہنمائی کی ہے تاکہ تم شکرادا کرسکو۔

ان آیات سے روزے کی اہمیت اور فرضیت واضح ہوتی ہے۔

3۔ سنت رسول اللہ سے روزے کی اہمیت اور فرضیت:

(عَن طَلحةَ ابن عبَيدِ اللّٰه اَنَّ اَعرَابيًّا جَآءَ اَلیٰ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثَآئِرَ الرَّاسِ فَقَالَ يَارَسُول اللّٰهِ أَخبِرنِي مَاذا فَرضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلاةِ فَقَال (الصَّلَاا تِ الخَمسَ الا اَن تَطَّوَّ عَ شَيأً) الا فَقَالَ: أخبِرني مافرض الله علی من الصيام ‘فقال:(شهر رمضهان إلا أن تطوع شيئًا) فقال :أخبرنی بما فَرَضَ اللّٰهُ علی مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأخبَرَه‘ رَسُولُ اللهِ صَلَّے الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ شَرَآئِعَ الِاسلامِ قَالَ وَالَّذِی أكرَمَكَ‘ لَا آتَطَوَّعَ شَيئًا وَ لَا أنقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيئًا فَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّے الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أفلحَ إن صَدَقَ أو: دَخَلَ الجَنَّةَ ان صَدَقَ)(1)

طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ ایک پراگندہ سر اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔عرض کیا یارسول اللہ بتایئے اللہ نے ہم پر کون سی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا پانچ نمازیں۔البتہ تو اگر نفل پڑھے وہ فرض نہ ہوں گے۔اس نے سوال کیا۔اللہ نے مجھ پر روزے کونسے فرض کیے ہیں۔آپ نے فرمایا ماہ رمضان کے البتہ یہ اور بات ہے کہ تو نفلی روزے رکھے (وہ فرض نہ ہوئے) اس نے پوچھا اللہ نے مجھ پر زکوۃ کون سی کی ہے۔الغرض آپ نے اسے تمام شرائع اسلام بتایئے۔اعرابی نے آخر کہا۔اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی‘اللہ تعالیٰ نے جو فرض کیا ہے‘میں نہ اس میں اضافہ کروں گا نہ اس میں کمی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے صداقت سے بات کی ہے‘تو کامیاب ہوگا یا فرمایا جنت میں داخل ہوگا۔

اس حدیث سے روزے کی اہمیت اور فرضیت واضح ہو جاتی ہے۔

1۔ البخاری ‘الجامع الصحیح‘کتاب الصوم ‘باب وجوب صوم رمضان ‘حدیث نمبر1792ص669/2

دوسری بحث: احادیث میں روزہ سے متعلقہ احکام

1۔ روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

(عن عمر بن ابی سلمة انه سال رسول اللّٰه صلی علیه وسلم یقبل الصائم فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (سل هذه) لام سلمة فاخبرته ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصنع ذلك فقال یا رسول اللّٰه قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تاخر فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (اما واللّٰه انی لا تقاکم لله و اخشاکم له)**(1)**

عمر بن ابوسلمہؓ نے رسول اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صائم بوسہ لے تو آپ نے فرمایا۔ ام سلمہؓ سے پوچھو ام سلمہؓ نے خبر دی کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوسہ لیتے ہیں۔ تب عمر بن ابوسلمہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں تو آپ نے فرمایا آگاہ رہو میں تم سب میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں۔

(حدثنا سفیان قال قلت لعبدالرحمن ابن القاسم : اسمعت اباك یحدث عن عائشةؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقبلها وهو صائم فسکت ساعة ثم قال:(نعم)**(2)**

سفیان نے کہا میں نے عبدالرحمٰن قاسم کے بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ لیتے تھے روزے میں۔ تو وہ تھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا ہاں۔

ان روایتوں سے بوسہ لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جواز اس امت کے لیے ثابت ہوا۔

1۔ المسلم "الجامع الصحیح" کتاب الصیام "باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمه علی من لم تعرك شهوته" حدیث **74**، ص: **779/2**

2۔ المسلم "م۔ن۔ کتاب الصیام "باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمه علی من لم تعرك شهوته" حدیث **63**، ص: **776/2**

2۔ بعض صحابہؓ کا حضرت عائشہؓ سے مسئلہ دریافت کرنا

(عن الاسود قال: انطلقت انا ومسروق الی عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها فقلنا لها أکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یبا شروهو صآئم؟ قالت: نعم و لکنه کان أملککم لإربه أو من املککم لاربه شك أبو عاصم)(1)

اسود نے کہا میں اور مسروق حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں مباشرت کرتے تھے۔انہوں نے فرمایا ہاں۔مگر وہ بہت اپنی حاجت کو روکنے والے تھے۔

3۔ روزے میں جنبی کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ درست ہے

(عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها ان رجلا جآء إلی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یستفتیه وهی تسمع من ورآء الباب فقال یا رسول اللّٰہ تدرکنی الصلاة و أنا جنب افاصوم فقال رسوال اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم(وأناتدرکنی الصلاة وأناجنب'فأصوم) فقال لست مثلنا یا رسول اللّٰہ! قدغفر اللّٰہ لك ماتقدم من ذنبك و ماتأخر فقال (واللّٰہ ! إنی لأ رجوأن أکون)اخشاکم للّٰہ و اعلمکم بمآ اتقی)(2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا اور حضرت عائشہؓ دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں غرض اس نے عرض کی کہ اے رسول مجھے نماز کا وقت آ جاتا ہے اور میں جنب ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا مجھے بھی نماز کا وقت آ جاتا ہے اور میں جنب ہوتا ہوں پھر میں روزہ رکھتا ہوں اس نے عرض کی کہ آپ اور ہم برابر نہیں ہیں اے رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ جاننے والا ان چیزوں کا جن سے بچنا ضروری ہے۔

1۔ المسلم' الجامع الصحیح' کتاب الصیام'باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة علی من لم تعرك شهوته' حدیث 68' ص 776/2۔

2۔ المسلم' م ـن' کتاب الصیام'باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة علی من لم تعرك شهوته' حدیث 78 ص 781/2

غرض اس سائل کو یہ گمان ہو کہ شاید یہ حکم آپ کے ساتھ خاص ہے مگر آپ نے فرمایا کہ یہ حکم مجھ کو تم کو سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیف شرعی سے اور لوازم عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کمال عبدیت ہے ورنہ واقع میں حضرت کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہاں سے اعلم واتقیٰ ہیں۔

4۔ حضرت عائشہؓ کی جنابت کے سلسلہ میں روایت

(ان عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت: قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدرکہ الفجر فی رمضان وھو جنب من غیر حلم فیغتسل ویصوم)(1)

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہو جاتی تھی رمضان میں اور آپ جنب ہوتے تھے بغیر احتلام کے یعنی صحبت سے جنب ہوتے تھے نہ احتلام سے (یعنی صحبت سے جنب ہوتے تھے نہ احتلام سے کہ اس سے انبیاء پاک ہیں) پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے تھے۔

5۔ ایک صحابی کا حضرت ام سلمہؓ سے مسئلہ دریافت کرنا

(عن سلیمان بن یسار أنه سال ام سلمة عن الرجل یصبح جنبا أیصوم قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبح جنباً من غیر احتلام ثم یصوم)(2)

سلیمان سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے پوچھا کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں وہ روزہ رکھے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے جنابت میں بغیر احتلام کے اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حالت جنابت میں صبح ہو جائے تو روزہ رکھ کر غسل کر لینا چاہیے۔ اس سے روزہ درست ہو جائے گا۔

6۔ روزہ دار پر رمضان میں دن کو جمع حرام ہے

(عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقول: اتی رجل لتی رجل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فی رمضان فقال: یارسول اللہ احترقت احترقت فسأله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ماشأنه) فقال: أصبت أهلی قال(تصدق) فقال: واللہ یا نبی اللہ مالی شئی وما أقد رعلیه قال (اجلس) مجلس فبینا ھو علی ذلك أقبل رجل یسوق حمارا علیه طعام فقال رسواللہ (این المحترق آنفا) فقام الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تصدق بھذا) فقال یا رسول اللہ! اغیرنا ؟ فواللہ! إنا لجیاع مالنا شئی قال (فکلوہ)(3)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں رمضان میں اور عرض کی یا رسول اللہ میں

1۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الصیام، باب، صحة صوم من طلع علیه الفجر و ھو جنب، حدیث 76، 780/2

2۔ المسلم، م۔ن۔ کتاب الیصیام، باب صعة صوم من طلع علیه الفجر وھو جنبت، حدیث نمبر 80، ص: 780/2

3۔ المسلم، م۔ن، کتاب الصیام، باب، تغلیظ تحریم الجماع فی نھار رمضان علی الصائم، حدیث 87، ص 783/2 ۔ 784

جل گیا میں جل گیا میں نے فرمایا کیا حال ہے اس کا اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی بی بی سے صحبت کی آپ نے فرمایا صدقہ دے اس نے عرض کی کہ قسم اللہ تعالیٰ کی اے نبی اللہ کے میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ میں کچھ دے سکتا ہوں آپ نے فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گیا اور وہ اسی حال میں تھا کہ آدمی آیا ایک گدھے کو ہانکتا ہوا لایا کہ اس پر کچھ غلہ تھا۔ آپ نے فرمایا یاوہ جلنے والا کہاں ہے جو ابھی یہاں تھا؟ اور وہ کھڑا ہوا اور آپ نے فرمایا لے اس کو صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کیا میرے سوا اس کا کوئی اور مستحق ہے؟ اللہ کی قسم ہم لوگ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی روزہ رکھے ہوئے دن کو اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اسے چاہئے کہ کفارہ ادا کرے یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

7۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ رمضان میں مسافر کو افطار کی رخصت ہے

(عن عائشه رضى الله تعالىٰ عنها أنها قالت سأل: حمزةُ بن عمر و انها و الا سلمى رسول الله صلى الله عليه و سلم: عن الصيام فى السفر فقال(ان شئت فصم و ان شئت فاقطر)"(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کہا حمزہ بن عمروؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا روزے کو سفر میں آپ نے فرمایا چاہے روزہ رکھ چاہے افطار کر۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ خواہ سفر میں روزہ رکھے خواہ نہ رکھے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

8۔ حاجی یوم عرفہ کے دن روزہ نہ رکھیں

('عن ام الفضل بنت الحارث ان نا سًاتما روا عندها يوم عرفه فى صيام رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال بعضهم هو صائم وقال بعضهم ليس بصآئم فارسلت اليه بقد ح لبن وهو واقف على بعيره بعرفة فشربه)(2)

ام الفضلؓ حارث کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے تکرار کی۔ عرفہ کے دن (عرفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں کسی نے کہا آپ روزے سے ہیں کسی نے کہا نہیں تب انہوں نے ایک دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت شریف میں بھیجا اور آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے پھر آپ نے پی لیا۔

1۔ المسلم' الجامع الصحيح كتاب الصيام' باب' التحبيرفى الصوم و الفطر فى السفر 'حديث103' ص789/2

2۔ المسلم' م۔ن۔ كتاب الصيام' باب' استحباب الفطر للحاج يوم عرفة 'حديث110' ص791/2

9۔ حضرت میمونہ ؓ کی روایت یوم عرفہ سے متعلق

(عن میمونة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و سلم انها قالت ان الناس شکوافی صیام الله صلی الله علیه وسلم یوم عرفة فارسلت الیه میمونة بحلاب اللبن وهو واقف فی الموقف فشرب منه والناس ینظرون الیه)(1)

میمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی مسلمانوں کی ماں نے فرمایا کہ لوگوں نے شک کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن (میدان عرفات میں) سو بھیجا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے ایک لوٹا دودھ کا اور آپ وقوف کیے ہوئے تھے موقف میں اور آپ نے پی لیا اور سب لوگ دیکھتے تھے آپ کو۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حاجی عرفات میں عرفہ کے روز روزہ نہ رکھیں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھا آپ ؐ کے بارے میں بعض لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا ہوا ہے اور بعض نے کہا کہ آپ ؐ روزہ کی حالت میں نہیں ہیں اس بحث و تکرار کو ختم کرنے کے لیے حضرت میمونہ ؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا جو آپ نے عرفات کے میدان اپنے اونٹ پر وقوف کے ہوئے پی لیا۔ اس سے سب لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آپ روزہ کی حالت میں نہیں ہیں۔

10۔ حضرت عائشہ ؓ کی روایت میت کے روزے سے متعلق

(عن عائشه رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من مات و علیه صیام صام عنه و لیه)(2)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مر جاوے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔

11۔ ایک عورت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھنا

(ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما ان امراة اتت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقالت ان امی ماتت و علیها صوم شهر فقال ارایت لو کان علیها دین اکنت تقضینه قالت: نعم قال (فدین اللّٰہ احق بالقضاء)(3)

ابن عباس نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس نے عرض کیا کہ میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے آپ نے فرمایا کہ بھلا دیکھ تو اگر اس کا کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی اس نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا یا کہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

1۔ المسلم، الجامع الصحیح کتاب الصیام 'باب'استحباب الفطر للحاج یوم عرفة 'حدیث 112' ص791/2

2۔ المسلم ' م۔ن۔ کتاب الصیام باب' قضاء الصوم عن المیت 'حدیث153'ص 803/2

3۔ المسلم'م۔ن۔ کتاب الصیام ' باب قضاء الصوم عن المیت' حدیث154' ص 804/2

12۔ حضرت بریدہؓ کی روایت

(عن بريرة عن ابيه قال رضى الله عنه: بينا انا جالس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذاتته امراة فقالت انى تصدقت على امى بجارية و انها ماتت قال فقال(و جب أجرك وردها عليك اميراث) قالت يا رسول الله انه كان عليها صوم شهرأ فاصوم عنها قال (صوفى عنها) قالت انها لم تحج قط افاحج عنها قال (حجى عنها)(1)

بریدہؓ نے کہا ہم بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں دی تھی اپنی ماں کو اور میری ماں مرگئیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا ثواب ہوگیا اور پھر وہ لونڈی تیرے پاس آ گئی بہ سبب میراث کے اس نے عرض کی یارسول اللہ میری ماں پر ایک ماہ کے رزوے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں روزے رکھو اس کی طرف سے اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج نہیں تھا آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرو۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے اس کا ولی یا کوئی رشتہ دار روزے بھی رکھ سکتا ہے اور حج بھی ادا کرسکتا ہے۔ جس طرح کہ میت کے ورثہ کو قرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ جو انسان نے انسانوں سے لیا ہوتا ہے تو روزے تو خاص اللہ کا قرض ہے تو اس کو ادا کرنا میت کے ورثہ کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔

13۔ نفلی روزے کی نیت دن میں زوال سے قبل ہو سکتی ہے

(عن عائشة ام المومنين رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم (يا عآئشة: و هل عندكم شيى) قالت: فقلت: يا رسول الله ما عند ناشيئى قال(فانى صآئم) قالت: فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فاهديت لناهدية(او جآء نازور) قالت فلما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت يا رسول الله! اهديت لناهدية او جآء نا رور و قد خبات لك شيئا قال(ماهو) قلت حيس قال(هاتيه) فجئت به فاكل ثم قال (قداكنت اصبحت صائما) قال طلحة فحدثت مجاهد ابهذا الحديث فقال: ذاك بمنزلة الرجل يخرج الصدقة من ماله فان شآء امضا ها و ان شآء امسكها)(2)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ کچھ نہیں ہے تو آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس کچھ حصہ آیا ہدیہ کے طور پر یا آ گئے ہمارے پاس کچھ مہمان (کہ ان میں بڑا حصہ اس ہدیہ کا خرچ ہوگیا اور کچھ تھوڑا سا میں نے آپ کے لیے

1۔ المسلم ‘م۔ن۔ کتاب الصيام باب‘ قضاء الصوم عن الميت ‘حديث157‘ ص805/2

2۔ المسلم ‘م۔ن۔ کتاب الصيام باب‘ جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الذوال و جواز فطر الصائم نفلامن غير عذر‘حديث169‘ ص809,808/2

چھپا رکھا ہے) پھر آپ نے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا حیس (حیس وہ کھانا ہے کہ کھجور اور گھی اور اقط یعنی سوکھا دہی ملا کر بناتے ہیں اور آپ نے فرمایا لاؤ۔ پھر میں لائی اور آپ نے کھایا پھر فرمایا کہ میں روزے سے تھا۔ صبح کو کہا طلحہ نے میں نے یہ حدیث مجاہد سے بیان کی تو انہوں نے کہا یہ ایسی بات ہے (یعنی نفل روزہ کھول ڈالا) جیسے کوئی صدقہ نکالے اپنے مال سے تو اس کا اختیار ہے چاہے دیوے چاہے پھر رکھ لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیت روزہ نفل کی دن کو بھی جائز ہے جب تک کہ زوال شمس نہ ہو۔ نفل روزہ انسان اپنی مرضی کے مطابق رکھ یا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کسی نے نفل روزہ رکھ لیا پھر اس کو توڑ ڈالا تو اس کی قضا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے کسی عذر کے سبب کھول ڈالا مثلاً بیماری یا حیض وغیرہ تو اس پر قضا نہیں۔

14۔ حائضہ عورت نماز اور روزے چھوڑ دے

(عن ابی سعیدؓ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم: الیس اذا حاضت لم تصل و لم تصم فذالك نقصان دینھآ)(1)

ابو سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نماز روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ یعنی اس کے دین کا نقصان ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزے رکھ سکتی ہے البتہ نماز کی قضا نہیں جب کہ روزہ کی قضا ہے۔ عورت حیض کے بعد اپنے روزے پورے کرے۔

15۔ عورت رمضان کے قضا روزے کب رکھے

(عن ابی سلمة قال سمعت عآئشه رضی اللّٰہ عنھا تقول: كان یکون علی الصوم من رمضان فمآ استطیع ان اقضی الا فی شعبان قال یحیے الشغل من النبی او بالنبی صلے اللّٰہ علیه و سلم)(2)

ابو مسلم سے روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ مجھ پر رمضان کی قضا واجب باقی تھی کہ میں رکھ نہ سکتی حتی کہ شعبان آ جاتا اور اس میں قضا روزے رکھ لیتی۔ یحیٰی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت اپنے روزوں کی قضا رمضان سے پہلے کسی بھی مہینہ میں کر سکتی ہے اس کے لیے کوئی

1۔ البخاری 'الجامع الصحیح' کتاب الصوم ' باب 'الحائض تترك الصوم و الصلوة 'حدیث نمبر1850ص:690,689/2

2۔ البخاری' م۔ن' کتاب الصوم باب متی یقضی قضآء رمضان 'حدیث 1849' ص:689/2

مخصوص دن یا مہینہ ضروری نہیں اگر کوئی عورت ایک رمضان کے قضا روزے نہیں رکھتی حتیٰ کہ دوسرا رمضان آ جاتا ہے تو اس کو رمضان کے بعد پہلے رمضان میں سے چھوڑے گئے روزے اور موجودہ رمضان میں چھوڑے گئے روزے دونوں کی قضا کرنا ضروری ہے۔

16۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کہ اگر روزہ افطار کرنے کے بعد سورج نظر آ جائے تو:

(عن اسمآء بنت ابی بکرؓ قالت: افطر نا علی عهد النبی صلی اللّٰه علیه و سلم یوم غیم ثم طلعت الشمس قیل لهشام فامر و ابلقضآء قال لا بد من قضآ ء وقال معمر سمعت هشا مالا ادری اقضوا ام لا"(1)

اسما بنت ابوبکر کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دن بادل چھائے ہوئے تھے ہم نے (قبل از وقت) افطار کر لیا پھر ابر کھل گیا تو سورج نظر آ گیا۔ ہشام سے دریافت کیا گیا۔ کیا پھر قضا رکھنے کا حکم ہوا۔ فرمایا اور کیا راستہ تھا۔ معمر نے کہا میں نے ہشام سے سنا کہ معلوم نہیں قضا روزہ رکھا یا نہیں۔

17۔ حائضہ عورت معتکف مرد کی کنگھی کر سکتی ہے:

(عن عائشةؓ قالت كان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم یصغی الیٰ راسه وهو مجاو ر فی المسجدفار جله و انا حآئض)(2)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت اعتکاف اپنا سر مسجد سے میری طرف حجرے میں جھکا دیتے اور بحالت حیض ان کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت اپنے شوہر کی کنگھی کر سکتی ہے۔

18۔ حائضہ عورت اپنے معتکف شوہر کا سر دھو سکتی ہے

(عن عائشةؓ قالت كان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم یباشر نی و انا حائض و كان يخرج راسه من المسجد و هو معتكف فاغسله و انا حآئض)(3)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بوسہ مساس بحالت حیض کر لیتے اور بحالت اعتکاف اپنا سر مسجد سے حجرے میں نکال کر مجھ سے دھلوا لیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت سے بوسہ لیا جا سکتا ہے اور حائضہ عورت بحالت اعتکاف اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے یعنی حائضہ عورت سوائے نماز اور قرآن کے باقی تمام کام کر سکتی ہے۔

1۔ البخاری'الجامع صحیح' کتاب الصوم 'باب' اذآ افطرفی رمضان ثم طلعت الشمس'حدیث1858'ص 692/2

2۔ البخاری ۔م۔ن۔ کتاب الاعتکاف' باب ' الحائض ترجل المعتکف 'حدیث1924' ص 714/2

3۔ البخاری' م۔ن'کتاب الاعتکاف' باب'غسل المعتکف 'حدیث1926' ص 714/2

19۔ عورت کا اعتکاف کرنا:

(عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتكف فى العشرالا و اخرمن رمضان فكنت اضرب له خبآء فيصلى الصبح ثم يدخله فاستاذ نت حفصة عائشه ان تضرب خبآء فاذ نت لها فضربت خبآء آخر فلما راته زينب ابنة جحش ضربت خبآء اخر فلماأصبح النبى صلى الله عليه وسلم راى الا خبيه فقال (ماهذا) فاخبر فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم آلبرترون بهن فترك الاعتكاف ذلك الشهر ثم اعتكف عشرامن شوال)(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے ہیں۔آپ کے لیے مسجد میں خیمہ لگا دیتی۔آپؐ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہو جاتے۔

یہ دیکھ کر حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کی اجازت طلب کی۔انہوں نے اجازت دے دی۔چنانچہ حضرت حفصہؓ نے بھی ایک خیمہ لگالیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو اتنے خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا بات ہے؟لوگوں نے بتایا آپؐ نے فرمایا کیا تم اس میں ثواب کی نیت سمجھتے ہو؟(یہ تو رشک ہے چنانچہ آپؐ نے اس مہینہ میں اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کے دس میں کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عورتوں نے دیکھا دیکھی خیمے لگا لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکھاڑ دیا اور فرمایا کہ یہ خیمے ثواب کی نیت کی بجائے رشک کی نیت سے لگائے گئے ہیں۔

مستحاضہ کا اعتکاف کرنا

(عن عائشة قالت اعتكفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم امراة من ازوجه مستحاضة فكانت ترى الحمرة و الصفرة فربما وضعنا الطست تحتهاوهى تصلى)(2)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ مطہرہ نے بحالت استحاضہ اعتکاف کیا وہ سرخی زردی کو دیکھتی تھیں یہاں تک کہ کسی وقت ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتے تھے اور وہ نماز پڑھتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ عورت نماز بھی پڑھ سکتی ہے اور اعتکاف بھی کر سکتی ہے۔یہ عورت تمام کام جس طرح کہ پاک عورت کرتی ہے کر سکتی ہے۔کیونکہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک بیماری یعنی ایک رگ کا خون ہے۔

1۔ البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الاعتکاف باب، اعتکاف النسآء ،حدیث1928، ص 715/2

2۔ البخاری، م۔ن۔، کتاب اعتکاف،باب اعتکاف المستحاضة ،حدیث 1932، ص716/2

فصل سوم: حج سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: حج کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ حج کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

لغت میں اس لفظ کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنا ہے۔(1)

(ب) اصطلاحی مفہوم

شرح کی اصطلاح میں اس سے وہ خاص اعمال مراد ہیں جو مخصوص ایام میں ایک خاص جگہ اور خاص طریقے سے ادا کئے جائیں۔(2)

2۔ قرآن میں حج کا حکم

حج زندگی میں ایک بار ہر شخص پر مرد ہو یا عورت فرض ہے (جو اس کی استطاعت رکھتا ہو) اس کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ (3)

اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔

﴿ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴾(4)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں۔

قرآن کریم کی ان آیات سے حج کی فرضیت اور اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ یعنی جو صاحب استطاعت ہو وہ بیت اللہ کا حج کرے۔ جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے ہاں بہت برا ہے۔

1۔ نور الحسن، نور اللغات، ص: 451/2

2۔ عبدالرحمن الجزیری (مترجم منظور احسن عباسی) کتاب الفقه، 123/1

3۔ العمران: 97 4۔ الحج: 27

3۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کی فرضیت اور اہمیت:

(عن ابی ھریرہؓ قال:سئل النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم أی الأعمال افضل ؟ قال ایمان باللّٰہ و رسولہ قیل ثم ماذا؟ قال(جھاد فی سبیل اللّٰہ) قیل ثم ماذا؟ قال (حج مبرور)(1)

ترجمہ: حضرت ابو ہرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا یا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا پوچھا گیا اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا یا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر کون سا آپ نے فرمایا یا حج مقبول۔

اس حدیث سے حج کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ جب ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل عمل یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لانا پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل سب سے بہتر ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جہاد کرنا حج مقبول یعنی حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اسے ضرور حج کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک فرض عبادت ہے۔ جس طرح نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اس طرح صاحب استطاعت لوگوں سے حج کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ آیا تو نے حج کیا ہے یا نہیں۔

دوسری بحث: احادیث میں حج سے متعلقہ احکام

1۔ عورت بغیر محرم کے سفر حج نہیں کر سکتی

(عن ابن عباسؓ یقول سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم یخطب یقول لایخلون رجل بامراۃ الا و معھا ذو محرم و لاتسافرا لمرا ۃ الا مع ذی محرم) فقام رجل فقال یا رسول اللّٰہ ان امراتی خرجت حاجۃ و انی اکتتبت فی غزوۃ کذااو کذا فال(انطلق فحج مع امراتك)(2)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور نہ عورت سفر کرے مگر ناتے والے کے ساتھ سوا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول میری عورت تو حج کو جاتی ہے اور میں فلاں لشکر میں لکھا گیا ہوں۔ جو فلاں طرف جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو جا اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بغیر محرم کے حج نہیں کر سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں باہم جمع ہو جائیں

1۔ البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الحج ،باب، فضل الحج المبرور ،حدیث:1447، ص 553/2

2۔ المسلم ،الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم الی حج و غیرہ ،حدیث نمبر:424، ص979/2

اور دونوں ادا نہ ہوسکیں تو ان میں سے جو ضروری زیادہ ہو اس کو بجا لائیں اس لئے غزوہ میں دوسرا شخص بھی جا سکتا ہے۔ بخلاف حج کے کہ دوسرا اس کی عورت کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

2۔ عورتوں کا حج کرنا

(عن عائشةؓ ام المومنینؓ قالت کنت قلت یارسول اللّٰہ الا نغزوا و نجاهد معکم فقال لکن احسن الجهاد و اجمله الحج حج مبرو ر فقالت عآئشه فلآ ادع الحج بعد اذ سمعت هذا من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم)(1)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا! یارسول اللہ! کیا ہم غزوہ اور جہاد نہ کریں آپؐ کے ساتھ؟ فرمایا تم عورتوں کا بہترین اور عمدہ ترین جہاد حج ہے۔ وہ حج جو مقبول ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں۔ میں تو اس ارشاد نبویؐ کو سننے کے بعد کبھی نہ چھوڑوں گی۔

3۔ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

(عن عبداللّٰه بن عباسؓ عنهما قال کان الفضل ردیف النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فجاء ت امراة من خثعم فجعل الفضل ینظر الیها و تنظر الیه فجعل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یصرف وجه الفضل الی الشق الاخر فقالت ان فریضة اللّٰه ادرکت ابی شیخا کبیراً لا یثبت علی الرحلة افاحج عنه قال (نعم) وذلك فی حجة الوداع)(2)

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں فضل بن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے۔ اس عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرض (حج) نے میرے باپ کو سخت بڑھاپے میں آلیا۔ وہ اونٹنی پر تھم بھی نہیں سکتے' کیا میں اس کی جانب سے حج کروں' آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بحالت مجبوری عورت مرد کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہے۔ جس طرح حدیث میں ایک عورت نے اپنے باپ کے بڑھاپے کی وجہ سے ان کی جگہ حج ادا کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔

1۔ البخاری 'الجامع الصحیح' کتاب الاحصار و جزاء الصید ' باب حج النساء ' حدیث نمبر:1762' ص 658/2

2۔ البخاری' م۔ن۔ 'کتاب الاحصار و جزاء الصد' باب الحج المراة عن الرجل 'حدیث:1756' ص657/2

4۔ عورت حج کے دوران منہ پر نقاب نہ ڈالے اور نہ ہی دستانے پہنے

(عن عبداللّٰہ بن عمرؓ عنهما قال قام رجل فقال يا رسول اللّٰه ماذا تامرنا ان نلبس من الثياب في الاحرام فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لا تلبسوا القميص ولا السراويلات ولا العمائم ولا البرانس الا ان يكون احد ليست له نعلان فليلبس الخفين و ليقطع اسفل من الكعبين ولا تلبسوا شيئا مسه زعفران ولا الورس ولا تنتقب المراة المحرمة ولا تلبس القفازين)(1)

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بحالت احرام ہمیں کون سے کپڑے پہننے کی آپ اجازت دیتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قمیض، پاجامہ، عمامہ، کنٹوپ یا باران کوٹ اور ورس یا زعفران لگا کپڑا نہ پہنو۔ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔ محرم عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے نہ دستانے پہنے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم مرد اور عورت قمیض، پاجامہ، عمامہ کنٹوپ یا باران کوٹ یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ بحالت احرام اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے ٹخنوں سے کاٹ کر پہن سکتی ہے اور عورت کو چاہیے کہ منہ کو نقاب سے نہ ڈھانپے اور نہ دستانے پہننے کی اجازت ہے۔

5۔ اگر عورت کو دوران حج حیض لاحق ہو جائے تو کیا کرے

(قالت عائشةؓ يا رسول اللّٰه يصدر الناس بنسكين و اصدر بنسك فقيل لها(انتظري فاذا طهرت فاخرجي الى التنعيم فاهلي ثم ائتينا بمكان كذا ولكنها على قدر نفقتك او نصبك)(2)

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ دو نیکیاں لے کر جا رہے ہیں اور میں صرف ایک نیکی لے کر جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا انتظار کر جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو تنعیم کی طرف جانا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھنا پھر فلاں مقام پر ملنا مگر ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا خرچ کرے گی یا جتنی تکلیف اٹھائے گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج اور عمرہ ادا کرنے میں یا کوئی اور عبادت ادا کرنے میں جتنی تکلیف اٹھائی جائے گی اتنا ہی اس کو اجر ملے گا اللہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت حالت مجبوری وقت پر عمرہ نہ ادا کر سکے اور بعد میں ادا کر دے تو اس کے ثواب میں کمی نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ سب کاموں سے واقف ہے۔

1۔ البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الاحصار وجزاء الصید باب ماینهی من الطیب للمحرم و المحرمة، حدیث:1741، 653/2

2۔ البخاری ،م۔ن۔،کتاب العمره باب اجر العمره علی قدر النصب،حدیث:1695، 634/2

6۔ طواف الزیارۃ کے بعد اگر عورت حائضہ ہو جائے تو کیا کرے

(عن عائشہؓ ان صفیة بنت حیی زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حاضت فذکرت ذلك لرسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال (احابستنا) هی قالو انها قد افاضت قال فلااذا)(1)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا وہ ہی ہمیں روک رکھے گی لوگوں نے کہا وہ طواف الزیادہ کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا اب رکنے کی ضرورت نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت طواف الزیارہ کرنے کے بعد حائضہ ہو جائے تو دوبارہ زیارت کے لیے رکنا ضروری نہیں کیونکہ وہ حیض سے پہلے زیارت کر چکی ہے۔

7۔ مزدلفہ کی رات عورتوں اور بچوں کو منیٰ کی طرف پہلے روانہ کرنا

(عن عائشةؓ قالت نزلنا المزدلفة فاستاذنب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم سورة ان تدفع قبل حطمة الناس وكانت امراة بطيّئة فاذن لها فدفعت قبل حطمة الناس و اقمنا حتی اصبحنا نحن ثم دفعنا بدفعه فلان اكون استاذنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم كما استاذنت سورة احب الى من مفروح به)(2)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو بی بی سودہؓ نے آنحضرت سے اجازت طلب کی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو جائیں کیونکہ وہ بہت آہستہ آہستہ چل سکتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی تشریف لے گئیں۔ ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے۔ جب آپ لوٹے اور ہم بھی لوٹے۔ اگر میں بھی بی بی سودہؓ کی طرح آپ سے اجازت طلب کر لیتی تو بہت اچھا ہوتا۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب اذا حاضت المراة بعدما افاضت، حدیث 1670، ص 625/2

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب الحج، باب من قدم ضعمة اهله بليل، فيقفون بالمزدلفة ويدعون، ويقدم اذاغاب القمر، حدیث 1592، ص: 602/2

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے جانے کی اجازت ہے۔ ان کے سوا دوسرے سب لوگوں کو رات کو مزدلفہ میں رہنا چاہیے۔ شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا، عطاء اور زہری کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم ہے اور آدھی رات سے پہلے وہاں سے لوٹنا درست نہیں۔ (1)

8۔ طواف زیارت سے قبل اگر عورت حیض سے ہو جائے

(ان عائشة ام المومنين كانت اذا حجت و معها نسآء تخاف ان يحضن قد متهن يوم النحر فافضن فان حضن بعد ذلك لم تنتظر هن فتنفر بهن وهن حيض اذا كن قدا فضن)(2)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ عورتوں کے ساتھ حج کریں اور ان کو حیض سے ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تو حضرت عائشہؓ عورتوں کو قربانی کے دن طواف افاضہ کے لیے روانہ کر دیتیں جب وہ طواف افاضہ کر لیتیں۔ پھر ان کو حیض آ تا تو وہ ان کے پاک ہو جانے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ روانگی اختیار کر لیتیں۔

(عن عائشةؓ ام المومنين انها قالت لرسول الله صلى الله عليه و سلم يا رسول الله ان صفية بنت حيى قد حاضت فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم لعلها تحبسنا قال الم تكن طافت معكن بالبيت قلن بلى قال فاخرجن)(3)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی حیض سے ہو گئی ہیں شاید ہم کو ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا کیا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے عورتوں نے کہا ہاں طواف کر لیا ہے اس پر آپ نے فرمایا وہ چلی جائے۔

ان روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر حیض سے پہلے کسی عورت نے طواف افاضہ کر لیا تو روانگی کے وقت دوبارہ طواف کرنا ضروری نہیں۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، (مترجم عبدالرزاق، شرح اردو) 768/2

3۔ امام مالك، الموطا (شرح الزرقانی) كتاب الحج، باب افاضة الحائض، حديث956، ص378/2

2۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب جوب طواف الوداع و سقوطه عن الحائض، حديث385، 965/2

9۔ اگر عورت مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا بعد میں حیض سے ہو جائے

(عن عائشة رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انها قالت قدمت مكة و انا حائض و لم اطف بالبيت و لا بين الصفا و المروة فشكوت ذلك الى الرسول صلى الله عليه وسلم فقال افعلى ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفى با البيت حتى تطهرى)(1)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں حالت حیض میں مکہ آئی میں نے خانہ کعبہ کا طواف اور سعی بین الصفا والمروہ نہ کی تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا بیت اللہ کے طواف کے سوا جو کام حاجی کریں وہ تم بھی کرو جب تک تم پاک نہ ہو جاؤ۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت حیض میں عورت طواف کے علاوہ باقی تمام ارکان حج ادا کر سکتی ہے:

10۔ اگر عورت احرام باندھنے سے قبل حیض سے ہو جائے یا بچہ جنے

(عن ابيه ان اسما بنت عميس رضی اللہ عنہا و لدت محمد بن ابى بكر بالبيدآء فذكر ذلك ابوبكر الرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرها فلتغتسل ثمه لتهل"(2)

روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں مقام بیداء میں محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے تو حضرت ابوبکر نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ غسل کر کے پھر احرام باندلیں۔

1۔ البخاری، کتاب الحج، باب تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت و اذسعى على غير وضوء بين الصفا و المروة، حديث 1567، ص: 594/2

2۔ امام محمد، الموطا، (مترجم خواجه عبدالوحيد) باب نمبر 183، المرءة تريد الحج و العمرة فتلد او تحيض قبل ان تحرم، حديث: 470، ص 204

11۔ اگر عورت حج کے دنوں میں استحاضہ ہو جائے:

(عبدالله بن سفیان اخبرہ انه کان جالسا مع عبدالله بن عمر فجآء ته امراة نستنقیه فقالت انی اقبلت ارید ان اطوف بالبیت حتیٰ اذا کنت عند باب المسجد اهرقت فرجعت حتی ذهب ذلك عنی ثم اقبلت حتیٰ اذا کنت عندباب المسجد اهرقت فرجعت الی باب المسجد ایضا فقال لها ابن عمر انها ذلك رکضة من الشیطان فاعتسلی ثم استثفری بتوب ثم طوفی)(1)

عبداللہ بن ابوسفیان سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک عورت مسئلہ دریافت کرنے آئی تو اس عورت نے کہا میں نے خانہ کعبہ کے طواف کا ارادہ کیا جب میں مسجد کے دروازے تک آئی تو مجھ کو خون آنے لگا پس میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا تو پھر میں آئی مسجد کے دروازے پر پہنچی کہ پھر خون آنے لگا اس پر عبداللہ بن عمر نے کہا یہ حیض نہیں ہے یہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور شرمگاہ کو کپڑے سے باندھ کر طواف کر۔

اس حدیث سے مستحاضہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ وہ وضو کرے اور شرمگاہ کو کپڑے سے باندھ کر طواف کرے پھر جو کچھ پاک عورت کرتی ہے وہ بھی وہی کرے۔

12۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ طواف کرنا:

(عن ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت:شکوت إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم انی اشتکی فقال(طوفی من وراء الناس و أنت راکبة: فطفت ورسول الله صلی الله علیه وسلم حینئیذ یصلیّ إلی جنب البیت وهو یقرا(والطو وکتاب مسطور)(2)

ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (پیدل طواف نہیں کر سکتی) آپؐ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے لوگوں کے پیچھے رہ کر طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کی قرات میں سورہ طور تھی۔

1۔ امام محمد' الموطا (مترجم خواجہ عبدالوحید)' باب المستحاضة فی الحج 'حدیث 471' ص:206

2۔ البخاری' الجامع الصحیح ' کتاب الحج 'باب طواف النسآء مع الرجال 'حدیث 1540' ص: 585/2

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرسکتیں ہیں جیسا کہ ام سلمہ کی شکایت پر آپ نے فرمایا کہ تو سوار ہوکر مردوں کے پیچھے پیچھے طواف کرلے اور اس سے یہ بات بھی پتا چل گئی کہ سوار ہوکر بھی طواف کیا جاسکتا ہے۔

13۔ عورت کا طواف کا دوگانہ مسجد کے باہر پڑھنا:

(عن ام سلمة رضی الله عنها قالت: شکوت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال، وهو بمکة، و اراد الخروج و لم تکن ام سلمة طافت بالبیت و ارادت الخروج فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم(اذا اقیمت صلاة الصبح فطوفی علی بعیرك والناس یصلون) ففعلت: ذلك فلم تصل حتی خرجت)(1)

ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ام سلمہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپؐ اور میں تھے اور روانہ ہونا چاہتے تھے اور ام سلمہؓ نے طواف نہیں کیا تھا اور روانگی کا ارادہ تھا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ جب نماز حج کی اقامت ہو تو اپنے اونٹ پر سوار ہوکر طواف کرلے اور لوگ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوں گے چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا اور دوگانہ طواف نہیں پڑھا حتیٰ کہ (مسجد یا مکہ سے) باہر تشریف لے گئیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طواف کا دوگانہ جب چاہے اور جہاں چاہے پڑھ لے یہ ضروری نہیں کہ طواف کے بعد ہی یا حرم یا مسجد حرام ہی میں پڑھے۔

14۔ مریضہ عورت کا سواری پر طواف کرنا:

(عن ام سلمة رضی الله عنها قالت شکوت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم أنی اشتکی، فقال(طوفی من وراء الناس و أنت راکبة فطفت و رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی إلی جنب البیت وهو یقرا بالطور و کتاب مسطور)(2)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے دور سوار رہ کر طواف کر۔ چنانچہ میں نے اس طرح کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نماز کی قرات میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج باب، من صلی رکعتی الطواف خارجا من المسجد، حدیث:1546، ص588,587/2

2۔ البخاری، م۔ن۔ کتاب الحج، باب، المریض یطوف راکبا، حدیث:1552، ص589/2

اس حدیث سے واضح ہوا کہ بیماری کی حالت میں سوار ہو کر طواف کیا جاسکتا ہے۔

15۔ حیض والی عورت کو سوائے بیت اللہ کے طواف کے سب ارکان بجالانے چاہیں

(عن عائشة رضی اللّٰہ عنها انها قالت: قد مت مكة وانا حآئض ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة قالت: فشكوت ذلك إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: افعلى كمايفعل الحاج غير أن لا تطوفى بالبيت حتى تطهرى)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں مکہ میں آئی تو حالت حیض میں تھی۔ میں نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف نہیں کیا میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جس طرح حاجی ارکان بجالاتے ہیں اسی طرح تو بھی سب ارکان ادا کر صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک کہ تو پاک نہ ہو جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیض والی عورت سوائے طواف کے تمام ارکان حج ادا کر سکتی ہے۔

(عن حفصةؓ قالت كنانمنع عواتقنا أن يخرجن فقد مت آمراة فنزلت قصر بنى خلف فحدثت: أن اختها كانت تحت رجل من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم.قد غزا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثنتى عشرة غزوة وكانت اختى معه فى ست غزوات' قالت كنانداوى الكلمى و نقوم على المرضى فسالت اختى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقالت هل على اخدانا باس إن لم يكن لها جلباب ان لا تخرج ؟ قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها ولتشهد الخير ودعوة المومنين فلما قدمت ام عطيةؓ سألنها أو قالت سألنا ها فقالت :وكانت لا تذكر رسول صلى اللّٰه عليه وسلم الا قالت بأبى'فقلنا: اسمعت رسول اللّه صلى الله عليه وسلم يقول كذاو كذا قالت نعم بيبيافقالت لتخروج العواتق وذوات الخدورواو العواتق وذوات الخدور و الحيض فيشهدن الخير ودعوة المسلمين و يعتزل الحيض المصلى فقلت: الحائض فقالت :أوليس تشهد عرفة وتشهد كذاوتشهد كذا)(2)

ترجمہ: حفصہؓ بنت سیرین کہتی ہیں ہم کنواری عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل (بصرے) میں اتری۔اس نے بیان کیا کہ اس کی بہن (ام عطیہ) آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی بیوی تھی۔اس صحابی نے آنخضرت

1۔ البخارى' الجامع الصحيح' كتاب الحج باب'تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت واذا سعى على غيروضوء بين الصفا والمروة حديث:1567' 594/2

2۔ البخارى-م-ن' كتاب الحج' باب تقضى الحائض المناسك كلها الاالطواف بالبيت و اذاسعى على غير وضوء بين الصفا و المروة' حديث :1569' ص595/2

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ (12) جہاد کیے۔ میری بہن چھ جہادوں میں اس کے ساتھ تھی۔ ہم زخمیوں کا علاج کرتے تھے۔ اور ان کی خبر گیری کرتے تھے۔ میری بہن نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کچھ برا تو نہیں۔ اگر وہ عیدگاہ نہ جائیں۔ آپ نے فرمایا یا اس کی سہیلیاں اپنی چادر اسے اوڑھا دیں۔ مستورات کو چاہیے کہ وہ نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ (عیدگاہ جائیں) ام عطیہ جب خود بصرہ میں آئی تو حفصہؓ کہتی ہیں کہ میں نے یا ہم نے ان سے یہ حدیث پوچھی۔ ام عطیہ کی عادت تھی کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتی تو میرا باپ آپ پر صدقے کا لفظ آپ کے نام کے ساتھ ضرور لیتی۔ میں نے پوچھا کیا تم نے ایسا فرماتے سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ''میرا باپ آپ پر صدقے'' آپ نے فرمایا۔ کنواریاں یا پردے والیاں یا یوں فرمایا پردے والی کنواریاں اور حیض والی عورتیں (سب) نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ البتہ حیض والی مستورات نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ میں نے تعجباً پوچھا کیا حیض والی مستورات بھی عیدگاہ کی طرف جائیں؟ انہوں نے کہا، کیا حیض والی مستورات عرفات نہیں جاتیں اور یہاں وہاں نہیں جاتیں۔

16۔ حائضہ عورت اور نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے

(عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت خر جنامع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی حجة الوداع فاهللنا بعمرة ثم قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم (من كان معه هدی فليهل بالحج و العمرة ثم لايحل منهما) فقدمت مكة و اناحائض ولم اطف بالبيت ولا بين الصفا و المروة فشكوت ذلك الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال النقضی راسك و امتشطی واهلی بالحج ودعی العمرة ففعلت فلما قضيناالحج ارسلنی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مع عبدالرحمن ابن ابی بكر الی التنعيم فاعتمرت فقال هذ ه مكان عمرتك قالت فطاف الذين كانوآ اهلوا بالعمرة بالبيت وبين الصفا و المروة ثم حلوا ثم طافوا طوافا اخر بعد ان رجعوا من منیٰ واما الذين جمعوالحج و العمرة فانما طافو طوافا وّاحدا) (1)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مدینے سے مکے کو روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں کے پاس قربانی ہے وہ حج کے ساتھ عمرے کا بھی احرام باندھیں۔ وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے۔ جب تک دونوں سے فراغت نہ پالیں۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو حائضہ ہوگئی۔ میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا اور مروہ کا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکوہ بیان کیا۔ (کہ ایام حج قریب ہو گئے اور عمرے سے فارغ نہیں ہوئی) آپؐ نے فرمایا۔ سر کھول ڈال، کنگھی کر، حج کا احرام باندھ لے اور عمرے کو رہنے دے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج پورا کر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب طواف القارن، حدیث نمبر 1557، ص:590/2

بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ عمرہ اس عمرے کے بدلے ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالا۔ پھر منی سے لوٹنے کے بعد دوسرا طواف یعنی طواف الزیارۃ کیا۔ البتہ جن لوگوں نے حج وعمرہ دونوں کی نیت کی تھی۔ انہوں نے ایک ہی طواف یعنی طواف الزیارہ کیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کو حج یا عمرے کا احرام باندھنا درست ہے وہ احرام کا دوگانہ پڑھے صرف لبیک پکار کر حج یا عمرے کی نیت کر لے اور اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عمرہ چھوڑ دیا اور حج مفرد کا احرام باندھا اور حج کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ عمرہ ادا کیا۔

17۔ عورت کا حج مرد کی طرف سے (حج بدل):

(عن عبداللّٰه ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال کان الفضل ردیف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فجاء ت امرأةمن خثعم فجعل الفضل ینظر الیها و تنظر فجاء ت الیه وجعل النبی صلی للّٰه علیه وسلم یصرف وجه الفضل الی الشق الاخر فقالت: یارسول اللّٰه إن فریضة اللّٰه علی عباد ه فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یثبت ~~یثبت~~ علی الرحلة افاحج عنه قال نعم وذلك فی حجة الوداع)(1)

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں فضل بن عباس (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اتنے میں خثعم قبیلہ کی ایک عورت (حسین) آئی، فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو (جو حسین تھے) دیکھنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بار بار) فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے۔ اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت میں میرا باپ سخت بوڑھا ہے۔ اونٹنی پر جم کر بیٹھنے کے قابل نہیں کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کرسکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ واقع حجۃ الوداع کا ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، حدیث:1442، ص551/2

اس حدیث میں حج کی فرضیت کے بارے میں بیان ہوا ہےاور حج اسلام کا پانچواں رکن ہےاور ساری عمر میں ایک بار فرض ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ حج قدرت کے ساتھ ہی فوراً واجب ہو جاتا ہے یا اس میں دیر کرنا بھی درست ہے۔ حج کی فرضیت کا منکر کافر ہےاور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والے کو بھی کافر فرمایا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی قدرت کے ساتھ حج نہ کرے وہ کچھ تعجب نہیں اگر یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔

اس حدیث میں حج بدل کے بارے میں بھی بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو حج کی طاقت (جسمانی طور پر) نہ رکھتا ہو تو دوسرا اس کی جگہ حج ادا کر سکتا ہے۔

فصل چہارم: زکوٰۃ سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: زکوٰۃ کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ زکوۃ کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

لغت میں زکوۃ کے معنی پاک کرنے اور نمو پانے یا ترقی کے ہیں۔(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''قد افلح من زکعا''یعنی جس نے اپنے نفس کو گندگی سے پاک کیا اسی طرح کھیتی اُگے اور بڑھے تو کہتے ہیں: زکا الزرع (یعنی زراعت میں نشو ونما ہوئی)J

(ب) اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں اس لفظ کے معنی مخصوص مال کا خاص شرائط کے ساتھ اس کے حق دار کو مالک بنا دینا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نصاب زکوۃ کے مالک ہیں (یعنی اتنا مال رکھتے ہیں جس پر زکوۃ واجب ہے) ان پر فرض ہے کہ فقیروں اور دوسرے زکوۃ کے حق دار کو اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار بطور تملیک ادا کریں۔(یعنی ان کو مال زکوۃ کا مالک بنا دیں)(2)

2۔ قرآن میں زکوۃ کا حکم

زکوۃ ایک مالی اور سماجی عبادت ہے۔یہ مومن کو احسان کرنے کا عادی بناتی ہے۔زکوۃ ایک فرض عبادت ہے اور اسلام کا رکن ہے۔زکوۃ کے بارے میں قرآن کریم کے یہ احکام ہیں۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ﴾(3)

ترجمہ: ان کے مالوں میں زکوۃ لو اور اس طرح ان کو پاک کرو ان کا تزکیہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

1۔ ابو الفضل عبدالحفیظ 'مصباح لغات'ص318

2۔ عبدالرحمن الجزیری' مترجم منظور احسن عباسی' کتاب الفقہ (علی المذاہب الاربعہ)958/1

3۔ التوبۃ:103

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِينِ وَ الْعٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِينَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(1)

صدقات (یعنی زکوۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیفِ قلوب منظور ہو اور گردنیں آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے یہ فریضہ اللہ کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

ان آیات سے زکوۃ کی فرضیت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔

3۔ سنتِ رسول اللہؐ سے زکوۃ کی اہمیت اور فرضیت:

(عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما ان النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم بعث معاذ رضی اللّٰه عنهما الی الیمن فقال (ادعهم الی شهادة ان لا اله الا اللّٰه وأنی رسول اللّٰه فان هم اطاعو الذلك فاعلمهم ان اللّٰه قدافترض علیهم خمس صلوات فی کل یوم ولیلة فان هم اطاعو الذلك فاعلمهم ان اللّٰه افترض علیهم صدقة فی اموالهم توخذ من اغنیآء هم و ترد فی فقرآئهم)(2)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن بھیجا اور فرمایا کہ تم انہیں یہ شہادت دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اطاعت کریں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دی جائے گی۔

اس حدیث سے زکوۃ کی فرضیت واضح ہوتی ہے۔ زکوۃ ہر صاحب استطاعت پر فرض کی گئی ہے۔ زکوۃ کو مال داروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے تاکہ غریب اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکیں۔

1۔ التوبة:60

2۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰة، باب وجوب الزکاة، حدیث نمبر 1331، ص 505/2

دوسری بحث: احادیث میں زکوٰۃ سے متعلقہ احکام

1۔ حضرت عائشہؓ کا ایک عورت کو صدقہ دینا

(عن عائشہ رضی اللّٰہ عنھا قالت دخلت امراۃ معھا ابنتان لھا تسال فلم تجد عندی شیئا غیر تمرۃ فاعطیتھا ایاھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلے اللہ علیہ وسلم علینا فاخبرتہ فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشیء کن لہ سترامن النار)(1)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اور وہ سوال کرنے آئی تھی۔ میرے پاس صرف ایک دانہ کھجور کا تھا۔ میں نے وہی دے دیا اس نے وہ کھجور آدھی آدھی اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور وہ خود کچھ نہ کھاسکی۔ پھر کھڑی ہو کر چل دی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے یہ واقعہ بتایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص اپنی بیٹیوں کی وجہ سے فکر مند ہو مبتلائے پریشان ہو تو قیامت کے دن یہی بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے روکنے کی آڑ بن جائیں گی۔

اس حدیث سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عائشہؓ کے پاس صرف ایک کھجور کا دانہ تھا اس کو بھی خیرات کر دیا اور دوسری بات یہ تھی کہ اس عورت نے ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیئے جو نہایت قلیل صدقہ ہے باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے اگر کوئی سائل مانگنے کے لئے آئے تو نہایت تھوڑی چیز بھی ہو تو اس میں سے بھی صدقہ دیا جا سکتا ہے اور بیٹیوں کی خدمت کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے جو کہ بہت بڑی سعادت ہے۔

2۔ عورت کا صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب بنا دیتا ہے

(عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا ان بعض ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قلن للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اینا اسرع بك لحو قا قال(اطولکن یدا)فاخذو اقصبۃ یذرعونھا فکانت سودۃ اطولھن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدھا الصدقۃ و کانت اسرعنا لحوقابہ و کانت تحب الصدقۃ)(2)

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ باب، اتقوالنار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، حدیث 1352، 514/2

2۔ البخاری، م۔ن۔ کتاب الزکاۃ باب، ای اصدقۃ افضل وصدقۃ الشحیح الصحیح، حدیث 1354، 515/2

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم میں کون سی عورت آپ سے پہلے ملی گی (وفات کے بعد) آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ازواج مطہرات چھڑی لے کر ایک دوسرے کے ہاتھ ناپنے لگیں تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے۔بعد میں معلوم ہوا کہ طولِ ید سے مراد کثرت صدقہ تھا اور اسی کا سب سے پہلے انتقال ہوناتھا اور وہ صدقہ کرنا پسند کرتی تھیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کا صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔جو دنیا میں صدقہ وخیرات کریں گے آخرت میں اجروثواب کی مستحق ہوں گی

3۔ عورت کو خاوند کی اجازت سے مال خرچ کرنا

(عن عائشه رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذآ انفقت المراة من طعام بيتها غيرمفسدة كان لها الجرها بمآانفقت ولزوجها اجره بما كسب و للخازن مثل ذلك لاينقص بعضهم اجر بعض شيئاً"(1)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے خرچ کرتی ہے بشرطیکہ اس کی نیت خراب نہ ہو اور اس خیرات سے گھر کا کوئی نقصان بظاہر نہ ہو تو اس عورت کو بھی خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن یعنی وہ شخص جس کے پاس گھر کا سامان طعام وغیرہ ہے' اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا کسی کا ثواب کم نہ ہوگا۔

اس حدیث میں خیرات دینے کا حکم ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اگر اپنے اخراجات میں سے شوہر کی پسند کے مطابق کچھ خیرات کرتی ہے تو اس کا اجر نہ صرف عورت کو بلکہ اس مال کو جو کما کر لایا اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا

1۔ البخاری'الجامع الصحیح'کتاب الزکاۃ باب' من امرخادمه بالصدقه ولم يناول بنفسه' حدیث1359'
ص:518,517/2

عورت کو ملے گا۔ دوسرا یہ بھی فرمایا کہ عورت کو چاہیے کہ وہ خیرات اچھی نیت سے کرے اتنی خیرات کرے کہ اس کے بال و بچوں اور اپنے لیے بھی کچھ بچ جائے ایسا نہ ہو کہ سب کچھ خیرات کر کے خود دوسروں سے مانگنا شروع کر دیں۔

4۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دینا

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہا قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید فصلی رکعتین لم یصل قبل و لا بعد ثم مال علی النساء و معہ بلال فوعظھن و امر ھن ان یتصدقن فجعلت امراۃ تلقی القلب و الخوص)(1)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ دو رکعتیں پڑھائیں نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کوئی نفل ادا کیے۔ پھر مستورات کی طرف گئے۔ حضرت بلال بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مستورات کو وعظ کیا اور خیرات کرنے کا انہیں حکم دیا اور عورتیں کنگن اور بالیاں (حضرت بلالؓ کی چادر میں) بطور خیرات پھینکنے لگیں۔

(عن اسمآء رضی اللہ عنہا قالت قال لی النبی صلی اللہ علیہ و سلم لا تو کی فیو کی علیك)(2)

حضرت اسماؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خیرات مت روک ورنہ تیرا رزق بھی روک دیا جائے گا۔

ان حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دلائی۔ معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کی حاجت اور غرض پوری کرنا یا ان کے لیے سعی اور سفارش کرنا بڑا ثواب ہے کیونکہ خلق خدا کی راحت رسائی ہے جس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے اہل اللہ اور بزرگ لوگ ارباب حاجات کی سفارش کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے اور ان کی حاجتیں پوری کرانے

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ باب التحریض علی الصدقۃ و الشفاعۃ فیھا، حدیث نمبر: 1364، ص: 519/2 ,520

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ و الشفاعۃ فیھا حدیث نمبر: 1366، ص: 520/2

کے لئے امراء اور دنیاداروں کے پاس جانا بھی گوارا کرتے اور ذلت اور خفت بھی اٹھاتے ہیں مگر جو ثواب اس میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں اس ذلت اور خفت کو کوئی چیز نہیں سمجھتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ البتہ فقراء اپنی حاجات کو ارباب دنیا کے پاس نہیں لے جاتے بلکہ فقر و فاقہ میں بسر کر لیتے ہیں اور اپنی کل حاجتیں اپنے پروردگار ہی سے طلب کرتے ہیں۔ سچے فقیر کی ایک بڑی شناخت یہ بھی بیان کی ہے کہ دوسرے بندگان خدا کے کام اور حاجتیں پوری کرنے کے لئے دوڑتا پھرے محنت و مشقت اٹھائے مگر اپنی کوئی حاجت کسی دنیادار کے پاس نہ لے جائے۔

5۔ حضرت اسماءؓ کو صدقہ کرنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

(عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ عنہما انہا جاء ت الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال (لا توعی فیوعی اللّٰہ علیك ارضخی ما استطعت)(1)

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ روپیہ تھیلی میں بند کر کے مت رکھو ورنہ اللہ بھی تیرا رزق بند کر کے رکھ لے گا حتیٰ المقدور خیرات کرتی رہ۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسما کو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی یعنی اپنے مال کو جمع کر کے نہ رکھو بلکہ اسے راہ خدا میں خرچ کرو جس کا اجر اللہ تجھے دے گا۔ اگر تم نے مال کو خرچ کرنے میں کنجوسی کی تو اللہ تعالیٰ بھی تمہیں مال دینے میں تنگی کرے گا۔

6۔ عورتوں کو صدقہ و خیرات کرنا

(قال ابن عباسؓ اشہد علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لصلی قبل الخطبة فرآی انہ لم بسمع النسآء فاتا ھن و معہ بلال نا شر ثوبة فوعظھن و امر ھن ان یتصدقن فجعلت المرا ة تلقی و اشار ایوب الی اذنہ والی حلقہ)(2)

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں گواہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔ پھر آپ نے (خطبے کے بعد) خیال کیا کہ آپ کی آواز مستورات تک نہیں پہنچی۔ آپ ان کے پاس آئے (حضرت) بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے اور وہ کپڑے پھیلائے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مستورات کو وعظ کیا اور صدقہ دینے کا حکم دیا کوئی عورت یہ پھینکنے لگی۔ یہ کہتے ہوئے ایوب راوی نے اپنے کانوں کی طرف اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی بالی اور ہار کی طرف اشارہ کیا)

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب الصدقة فیما استطاع، حدیث 1367، ص 520/2

2۔ البخاری، م۔ن۔ کتاب الزکاۃ، باب العرض فی الزکاۃ، حدیث 1381، ص: 526,525/2

7۔ عورت کا اپنے خاوند کو صدقہ دینا

(عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہا قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی أضحی او فطرالی المصلیٰ ثم انصرف فوعظ الناس و امرھم بالصدقه فقال(ایها الناس تصدقوا) فمر علی النسآء فقال (یا معشر النسآء تصد قن فانی رایتکن اکثراھل النار) فقلن وبم ذلك یا رسول الله قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر مارایت من نا قصات عقل و دین اذھب للب الرجل الحاز م من احدلکن یامعشرالنسآء انصرف فلما صار الی منزله جآء ت زینب امراۃ ابن مسعود تستاذن علیه فقیل یا رسول الله ھذه زینب فقال ای الزیانب فقیل امراۃ بن مسعود قال نعم ائذنوا لها فاذن لها قالت یا نبی الله انك امرت الیوم بالصدقة و کان عندی حلی لی فاردت ان اتصدق به فزعم ابن مسعود انه وولده احق من تصدقت به علیهم فقال النبی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم (صدق ابن مسعود زوجك وولدك احق من تصدقت به علیهم)(1)

ابوسعید حذری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر میں عیدگاہ تشریف لے گئے نماز پڑھ کر لوگوں کو وعظ سنایا اور خیرات کرنے کا حکم دیا۔فرمایا اے لوگو! خیرات کیا کرو۔اس کے بعد مستورات کے پاس گئے ۔فرمایا۔اے مستورات خیرات کیا کرو۔کیونکہ مجھے دکھایا گیا کہ اکثر عورتیں دوزخ میں ہیں۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا تم لعن طعن بہت کرتی ہو۔خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔اے مستورات! میں نے کم عقل اور ناقص باعتبار دین کی اتباع کے ایک عقل منداور سمجھ دار مرد کی عقل خراب کرنے والی تم سے زیادہ نہیں دیکھا۔پھر آپ گھر تشریف لائے تو عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زنیب آئیں۔انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔آپ کو بتایا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔آپؐ نے فرمایا کون سی زینب؟ تو کہا گیا ابن مسعود کی بیوی۔آپ نے فرمایا اچھا اسے آنے دو۔اسے اجازت دی گئی۔وہ آئی اور کہنے لگی۔یا نبی اللہ! آپ نے آج عید کے دن ہمیں خیرات کا حکم دیا ہے۔میرے پاس کچھ زیور ہے۔میں اسے خیرات کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے خاوند۔ابن مسعود کہتے ہیں کہ وہ اس کا بیٹا اس خیرات کے زیادہ حق دار ہیں۔بہ نسبت دوسروں کے۔آپؐ نے فرمایا۔تیرے خاوند نے سچ کہا ہے وہ اور تیرا بیٹا اس خیرات کے زیادہ حق دار ہیں بہ نسبت دوسروں کے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح،کتاب الزکوۃ، باب الزکوۃ علی الاقارب،حدیث:1393، 531/2

اس حدیث سے صاف نکلا کہ اپنے رشتہ داروں پر خیرات کرنا درست ہے یہاں تک کہ بیوی اپنے مفلس شوہر اور مفلس بیٹے پر خیرات کرسکتی ہے اور گو یہ صدقہ فرض زکوۃ نہ تھا مگر فرض زکوۃ کو بھی اس پر قیاس کیا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ جس کا نفقہ آدمی پر واجب ہو جیسے بیوی کا یا چھوٹے لڑکے کا تو اس کو زکوۃ دینا درست اور چونکہ عبداللہ بن مسعود زندہ تھے اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بچے کا خرچ ماں پر واجب نہ تھا لہذا ماں کو اس پر خیرات کرنا جائز ہوا۔ واللہ اعلم

8۔ متوفی خاوند کی اولاد پر زکوۃ خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں:

(عن ام سلمة رض قالت قلت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آلی اجر ان انفق علی بنی ابی سلمة انما هم بنی فقال(انفقی علیهم فلك اجرمآ انفقت علیهم)(1)

حضرت زینب بنت ام سلمیٰ کہتی ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ اگر میں ابوسلمہ یعنی اپنے متوفی خاوند کی اولاد پر خرچ کروں تو جائز ہے یا نہیں؟ وہ میرے بھی بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ ان پر خرچ کر تو جو کچھ ان پر خرچ کرے گی۔ تجھے اس کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ متوفی اولاد کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

9۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوۃ لینا درست نہیں

(عن ابن عباس قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم شاة میتة اعطیتها مولا ة لمیمونة من الصدقة قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هلا انتفعتم بجلدها قالوا (انها میتة قال انما حرم اکلها)(2)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مردہ بکری دیکھی، جو حضرت میمونہ رض کی لونڈی کو خیرات میں ملی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم اس کی کھال کام میں کیوں نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا۔ وہ مردار تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لونڈی غلام آل نبی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس کو خیرات لینا جائز ہے۔ لیکن آل نبی کو زکوۃ لینا درست نہیں۔ (یہاں آل سے مراد بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہیں) اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مردہ جانور کی کھال استعمال میں لائی جاسکتی ہے لیکن مردہ جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔

قسطلانی نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض زکوۃ آپ کی آل کے لئے حرام ہے۔ امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔ امام جعفر صادق سے شافعی اور بیہقی نے نکالا کہ وہ سبیلوں میں سے پانی پیا کرتے لوگوں نے کہا کہ یہ تو صدقہ کا پانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پر فرض زکوۃ حرام ہے۔ لونڈی کیونکہ آل نہیں ہوسکتی بعضوں نے کہا آپ کی بیوی کے آزاد کردہ غلام اور

1۔ البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الزکاة ،باب الزکاة علی الزوج والا یتام فی الحجر،حدیث نمبر1398،533/2

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب الزکاة باب،الصدقه علی موالی ازواج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم،حدیث:1421،543/2

لونڈیوں کو بھی صدقہ لینا درست نہیں ۔امام ابوحنیفہ' امام احمد اور بعض مالکیہ سے ایسا ہی منقول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے ۔یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو بھی کیونکہ وہ آل میں داخل نہیں ہیں ۔ لیکن ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے ۔ہم محمدؐ کی آل ہیں ۔ہم کو صدقے کا مال حلال نہیں ۔البتہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی آزادشدہ لونڈیوں اور غلاموں کو بھی صدقہ لینا درست نہیں ۔آل سے مراد بنی ہاشم اور عبدالمطلب ہیں کیونکہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ صدقہ ہم کو درست نہیں اور قوم کا مولیٰ یعنی آزاد شدہ غلام اور لونڈی بھی اسی قوم میں سے ہیں ۔(1)

1۔ البخاری ' الجامع الصحیح' (شرح اردو) 'ص:680/2

باب چہارم

معاملات و مناکحات سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

فصل اوّل: بیع سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: بیع کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ بیع کی تعریف

الف: لغوی مفہوم

ب: اصطلاحی مفہوم

''ایک شے کو دوسری شے سے تبادلہ کرنے کو لغت میں 'بیع' کہتے ہیں۔(1) لہٰذا ایک مال کا تبادلہ دوسرے مال سے از روئے لغت 'بیع' ہے۔اسی طرح نقدی سے کسی شے کو ثمن (قیمت) کیا جاتا ہے۔ جہاں تک لغوی معنی کا تعلق ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مال اور قیمت دونوں پاک اشیاء ہوں یا نجس ہوں؟ شرعاً ان کا استعمال میں لانا روا ہو یا نہ ہو۔مثلاً شراب کو مال قرار دینا یا قیمت قرار دینا دونوں صورتیں صحیح ہیں۔لیکن شریعت اسلامیہ میں (ایسی خرید وفروخت) درست نہیں ہے۔

ایک شے کے مقابلے میں دوسری شے دینا ایسا ہی ہے جیسے اسلام کے مقابلے میں سلام کرنا' یا اضافہ کے بدلے میں اسی قدر اضافہ کرنا یا کسی نیکی کے عوض ویسی ہی نیکی کرنا اس تعریف کی رو سے بیع وشراء (خرید وفروخت) کیا جائے گا۔اور ظاہر ہے کہ ایسی باتوں کو بیع وشراء قرار دینا بطریق مجاز ہوگا۔''(2)

2۔ قرآن میں بیع کا حکم

﴿یایھا الذین امنو الا تاکلو ا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم و لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما﴾(3)

ترجمہ: مومنو! ایک دوسری کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضا مندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے۔

اس آیت قرآنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپس میں لین دین کے معاملات باہمی رضا مندی سے کیا کرو۔ کسی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تجارت کی وجہ سے تباہ وبرباد ہو جاؤ۔ تجارت شرعی قوانین کے مطابق کرو بے شک اللہ بہت مہربان ہے۔

1۔ ابوالفضل' عبدالحفیظ' مصباح اللغات' ص80

2۔ عبدالرحمٰن الجزیری (مترجم منظور احسن عباسی) کتاب الفقہ :290/2 3۔ النساء:29

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(1)

ترجمہ: مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

دوسری بحث: احادیث میں بیع سے متعلقہ احکام

1۔ ایک عورت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید وفروخت سے متعلق مسائل پوچھنا

(عن قيلة ام بنى انمار‘قالت : اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بعض عمره عندالمروة : فقلت :يا رسول الله انى إمراة ابيع و أشترى فإذا أردت ان اتباع الشيءَ سمت به أقل مما أريد ثم زدت‘ثم زدت حتى ابلغ الذى أريد ، و إذا أردت أن أبيع الشيءً سمت به اكثر من الذى أريد ثم وضت حتى أبلغ الذى اريد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (لا تفعلى ياقيلة اذا أردت أن تبتاعى شيئا فاستا مى به الذى تريد ين اعطيت أو منعت) فقال:(إذا اردت أن تبيعى شيئًا فاستامى به الذى تريدين أعطيت أومنعت)(2)

قیلہ ام بنی انمار سے روایت ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ کے کسی عمرے میں مروہ پہاڑ کے پاس اور میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! میں ایک عورت ہوں جو خرید وفروخت کرتی ہوں تو میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں اس کی قیمت پہلے اس سے بھی کم کہتی ہوں جتنے کو میں اسے لینا چاہتی ہوں پھر بڑھاتے بڑھاتے اپنے دل کی قیمت تک آجاتی ہوں اور جب کوئی چیز بیچتی ہوں تو پہلے قیمت اس سے زیادہ بیان کرتی ہوں۔ جتنے کو میں اسے دینا چاہتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس قیمت پر آجاتی ہوں جتنے کو میں اسے دینا چاہتی ہوں یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے قیلہ ایسا مت کر (یہ ممانعت تنزیہی ہے اور کمال تقوی کے طور پر ہے) جب تو کوئی چیز

1۔ الصف:11,10

2۔ ابن ماجه‘ سنن ابن ماجه ‘كتاب التجارت‘باب السوم‘ حديث نمبر:2204‘ ص743/2

خریدنا چاہے تو جتنے کو لینا چاہتی ہے وہ دام کہہ دے خواہ بائع اتنے کو دیوے یا نہ دیوے اور جب تو کوئی چیز بیچنا چاہے تو ایک ہی دم کہہ دے جتنے کو تو دینا چاہتی ہے۔ خواہ خریدار لیوے یا نہ لیوے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کمال تقوی اور احتیاط ہے کہ تجارت میں ایک سخن ہو اور اس سے تجارت کی رونق بہت بڑھتی ہے اگرچہ بھاؤ بنانا بھی درست ہے اور ممکن ہے کہ ممانعت سے یہ مطلب ہو کہ اگر مشتری تیری اصل لاگت دریافت کرے تو اس وقت جھوٹ بولنا اور لاگت زیادہ بتانا جائز نہیں یہ بالاتفاق حرام ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتوں کو تجارت کرنا درست ہے اور غیر محرم سے بات چیت کرنا جائز ہے اگر کسی فساد کا ڈر نہ ہو کیونکہ تجارت میں بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے۔

2۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ فائدہ اسی کو ملے گا جو ضامن ہو:(1)

(عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى أن خراج العبد بضمانه)(2)

ام المومنین سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کیا کہ غلام کی کمائی وہی لے گا جو اس کا ضامن ہو۔

3۔ حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت

(عن عائشة أن رجلا اشترى عبدًا فاستغله۔ ثم وجدبه عيبا فرده۔ فقال: يارسول الله !إنه قد استغل غلامي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (الخراج بالضمان)(3)

ام المومنین سے روایت ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس سے کام کرایا اجرت پر بعد اس میں عیب پایا اور بائع کو پھیر دیا بائع بولا یا رسول اللہ اس شخص نے میرے غلام کو اجرت پر لگایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خراج یعنی فائدہ ضمان کی وجہ سے ہے۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ غلام کی کمائی وہی لے گا جو اس کا ضامن ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا وہ کئی دن تک اس کے پاس رہا۔ پھر عیب کی وجہ سے یا شرط خیار کی بنا پر اس کو واپس کر دیا تو جتنے دنوں وہ غلام خریدار کے پاس رہا اتنے دنوں کی کمائی خریدار ہی کی ہوگی اس لئے کہ خریدار ہی اس کا ضامن تھا ان دنوں میں اگر وہ غلام خریدار کے پاس ہلاک ہو جاتا تو اس کا نقصان ہوتا بائع کا نقصان نہ ہوتا۔

1۔ یعنی اس شے کا مالک ہوا گر تلف ہو تو اس کا نقصان ہوا یسے ہی شخص کو اس شے کا فائدہ ملنے کا حق ہوگا)

2۔ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، كتاب التجارت، باب الخراج بالصنمان، حديث نمبر:2242،ص753/2 ,754

3۔ ابن ماجه، م۔ن، كتاب التجارت، باب الخراج بالضمان، حديث2243، ص:754,753/2

4۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ بہترین کھانا تمہاری اپنی کمائی ہے

(عن عائشة قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إن اطيب ما اكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم)(1)

ترجمہ: ام المومنین سے روایت ہے۔آنحضرتؐ نے فرمایا سب سے بہتر جو تم کھاؤ وہ تمہاری کمائی ہے اور اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین اپنی اولاد کی کمائی کو اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں کیونکہ اصل میں اولاد بھی ان کی کمائی ہے۔

5۔ حضرت ہندہؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھنا کہ عورت اپنے خاوند کے مال میں کیا تصرف کرسکتی ہے:

(عن عائشة قالت: جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله! إن أبا سفيان رجل شحيح لا يعطيني مايكفيني وولدي 'إلا ما أخذت من ماله وهو لايعلم فقال (خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف)(2)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ہندہ (ابوسفیان کی بیوی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک حریص بخیل آدمی ہے اور مجھ کو اپنا خرچ بھی نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کافی ہو مگر جو میں اس کے مال سے لے لوں اور اس کو خبر نہ ہو آپ نے فرمایا اچھا دستور کے موافق لے لے اس کے مال میں سے اتنا جو تجھ کو اور تیرے بچوں کو کفایت کرے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص کا حق کسی مال میں نکلتا ہو اور وہ اس کو وصول نہ کر سکے تو جس پر اس کا حق ہو اس کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے اپنے حق کے موافق وصول کرسکتا ہے۔

(عن عائشةؓ، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إذاانفقت المراة (وقال أبي في حديثه: إذا أطعمت المراة) من بيت زوجها' غير مفسدة كان لهاجرها۔ وله مثله بما اكتسب۔ ولها بما ألفقت۔ وللخازن مثل ذلك' من غير أن ينقص من اجورهم شيئًا)(3)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے خرچ کرے اور اس کی نیت بگاڑ کی نہ ہو (یعنی خاوند کا مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ ضرورت کے موافق خرچ کرے) تو عورت کو ثواب ملے گا (جو وہ اللہ کے واسطے دے گی) خاوند کو اس کی کمائی کی وجہ سے ثواب ہوگا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اور خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا اور کسی کا ثواب کم نہ ہوگا۔

1۔ ابن ماجه' سنن ابن ماجه' كتاب التجارات' باب للرجل من مال ولده 'حديث:2290'ص769,768/2

2۔ ابن ماجه' كتاب التجارت'باب ماللمراة من مال زوجها 'حديث:2293' ص769/2

3۔ ابن ماجه 'كتاب التجارت' باب ماللمراة من مال زوجها' حديث نمبر:2294' ص770,769/2

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر چہ عورت کو یا خادم کو اپنے خاوند اور آقا کا مال بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہاں وہ مال مراد ہے جس کے خرچ کی عادتاً عورتوں کو اجازت دی جاتی ہے جیسے کھانے میں سے ایک روٹی فقیر کو دینا یا پیسوں میں سے ایک پیسہ کسی مسکین کو دے دینا۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اس سے وہ مال مراد ہے جو خاوند اپنی عورت کو اس کے خرچ کے لیے دیتا ہے اس میں سے تو عورت بالاتفاق خرچ کر سکتی ہے۔

6۔ حضرت ام ھانی ؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ بکریوں میں برکت ہے

(عن ام ھانیؓ، ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال لھا اتخذی غنما، فإن فیھا برکۃ)(1)

ام ہانی سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تو بکریاں رکھ اس میں برکت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کو برکت والا جانور کہا ہے کیونکہ آنحضرت نے خود بھی بکریاں پالنے اور بیچنے کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ اس لیے آنحضرت نے اسے بھی بکریاں رکھنے کے بارے میں ہدایت دی۔

7۔ حضرت میمونہ ؓ کا قرض لینا

(عن ام المومنین میمونۃؓ:قال کانت تدان دینا۔ فقال لھا بعض اھلھا: لا تفعلی۔ و أنکرذلك علیھا، قالت علیھا قالت بلی، إنی سمعت نبی و خلیلی صلی اللّٰہ علیہ و سلم یقول (مابین مسلم یدان دیناً، یعلم اللّٰہ منہ انہ یرید اداءَ ہُ، إلا اداہ اللّٰہ عنہ فی الدنیا)(2)

ام المومنین میمونہ ؓ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان کے بعض گھر والوں نے اس سے منع کیا اور اس کو برا جانا ام المومنین نے کہا ہاں میں نے اپنے نبیؐ اور اپنے جانی دوست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو لیوے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کو ادا کرا دے گا دنیا ہی میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض جب لیا جائے تو اس کو واپس بھی کیا جائے۔ یہ نہیں کہ قرض جب لیا جائے تو لیتے وقت ہی دل میں یہ نیت کر لے کہ میں اسے واپس نہیں کروں گا۔ اسلام میں قرض لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نیت واپس کرنے کی ہو۔

1۔ ابن ماجہ، سنن، ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب اتحاذ الماشیۃ، حدیث:2304، 773/2

2۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب من دان دیناً وھو نبوی قضآء ہ، حدیث:2408، ص 805/2

8۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے غلہ خریدا

(عن عائشةؓ: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتری من یہودی طعاما إلی أجل' ورهنه درعه)(1)

حضرت عائشہ سے روایت ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا میعاد پر اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قرض لینا ہو تو کوئی چیز بطور ضمانت رکھ کر لیا جا سکتا ہے۔

9۔ حضرت عائشہؓ کی روایت مسلمان تین باتوں میں شریک ہیں

(عن عائشة انها قالت: یارسول اللہ صلی اللہ ! ما الشی ء الذی لا یحل منعه ؟ قال (الماء و الملح والنار) قالت: قلت یارسول اللہ هذا الماء قدعرفناه فما بال الملح والنار؟ قال(یا حمیراء! من أعطی نارا 'فکانما تصدق بجمیع ما أنضجت تلك النار' ومن أعطی ملحًا' فکانما تصدق بجمیع ماطیب ذلك الملح ومن سقی مسلما شربة من ماء 'حیث یوجد الماء فکانما اعتق رقبة ومن سقی مسلما شربة من ماءِ حیث لا یوجد الماء 'فکانمااحیاها)(2)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جس نے آگ دی۔اس نے گویا صدقہ دیا وہ سب کھانا جو اس آگ سے پکے گا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے اس کو زندہ کر دیا۔

اس حدیث میں یہ ترغیب دی گئی کہ یہ تین کام مسلمانوں کو بلا معاوضہ کرنے چاہیے یعنی بحالت ضرورت ان کو بیچنا نہیں چاہیے۔

10۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ آور ہو گا

(قال حدثتنی عائشةؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یغزوا جیش الکعبة' فاذا کانو ببیدآء من الارض یخسف باولهم و اخرهم) قالت: قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یخسف بأولهم وآخرهم وفیهم أسواقهم ومن لیس منهم ءِ قال (یخسف بأولهم و آخرهم ثم یبعثون علی نیاتهم)(3)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایک لشکر کعبے پر چڑھ آئے گا جب وہ

1۔ ابن ماجه'سنن ماجه' کتاب الرهون' باب حدثنا ابوبکر بن ابی ستته 'حدیث:2436' ص815/2

2۔ ابن ماحه 'م۔ن'کتاب الرهون' باب 'المسلمون شرکاء فی ثلاث' حدیث:2374' ص827,826/2

3۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب البیوع 'باب ماذکرفی الاسواق 'حدیث:2012' ص746/2

بیدار (کھلے میدان) میں پہنچیں گے تو وہ اول سے آخر تک سب کے سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے؟ ان میں تو بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی جنہیں ان کے اعمال سے تعلق نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا دھنسا تے تو سب جائیں گے، لیکن قیامت میں ہر ایک کا عمل اور نیت کام آئیں گے (اچھوں کو جزا بروں کو سزا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازاروں میں خرید وفرخت کے وقت اسلامی اصول وقواعد کو مدنظر رکھنا چاہیے اور خرید وفروخت نیک نیتی سے کرنی چاہیے اور ناپ تول میں کمی بیشی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی اچھی اور بری نیت کے مطابق ہی جزا اور سزا ملے گی۔

11۔ حضرت عائشہؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید وفروخت میں شرطوں سے متعلق دریافت کرنا:

(قالت عائشةؓ دخل علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فذکرت له، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (اشتری و اعتقی فان الولآءِ لمن أعتق) ثم قام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، من العشیی فاثنی علی اللّٰه بما هو اهله، ثم قال:(مابال اناس یشترطون شروطالیس فی کتاب اللّٰه من اشترط شرطالیس فی کتاب اللّٰه فهو باطل وان اشترط مائة شرطٍ شرط اللّٰه احق واوثق)(1)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ سے بریرہؓ کی خریداری کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا خرید لو اور آزاد کردو۔ ترکہ اسی کو ملتا ہے جو آزاد کرے۔ پھر شام کو آپ (منبر پر برائے خطبہ) کھڑے ہوئے پہلے اللہ کے شایان شان ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں جو شخص ایسی شرطیں لگائے جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں (یعنی خدا کا حکم نہیں) وہ باطل ہیں چاہے ایسی سو شرطیں بھی کرلیں۔ اللہ نے جو شرط قائم کی وہ حقیقی اور معتبر ہے۔

اس حدیث سے عورتوں سے خرید وفرخت کا جواز نکلا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خرید وفروخت کے وقت جو شرطیں شریعت اسلامی میں ہیں وہ ہی معتبر ہیں اور حدیث میں جو شرطیں پیغمبر نے بیان فرمائیں وہ بھی اللہ ہی کی لگائی ہوئی ہیں کیونکہ جو کچھ حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے۔ یہ خطبہ آپ نے اس وقت سنایا جب بریرہؓ کے مالک حضرت عائشہؓ سے یہ شرط لگاتے تھے کہ ہم بریرہؓ کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کا ترکہ ہم لیں گے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب البیع والشرآء مع النسآء، حدیث:2047، ص756/2 ,757

(ان عـائشة رضؓ ساومت بريرة فخرج الى الصلاة‘ فلما جاء قالت: انهم أبوا ان يبيعوهآ الا إِن يشترطوا الولآء‘ فـقـال الـنبى صلى اللّٰه عليه وسلم : انماالولآء لمن أعتق)۔ قُلت لنافع: حرا كان زوجهآ او عبدا ؟ فقال : ما يدريني)(1)

حضرت عائشہ نے بریرہ کا مول کیا۔تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے گھر سے باہر تھے۔جب آپ واپس گھر میں آئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا بریرہؓ کے مالک نہیں مانتے وہ کہتے ہیں شرط یہ ہے۔اس کا ترکہ ہم لیں گے آپؐ نے فرمایا ترکہ اسی کو ملے گا جو آزاد کروائے گا ہمام کہتے ہیں۔میں نے نافع سے پوچھا۔بریرہؓ کا خاوند آزاد تھا یا غلام انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی غلام آزاد کروائے تو غلام کا ترکہ آزاد کرنے والے مالک کو ہی ملے گا نہ کہ فروخت کرنے والے کو ملے گا۔

12۔ لڑکا اسی کو ملتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو

(عـن عـائشة رضؓ انها قالت اختصم سعد بن ابى وقاص و عبد بن زمعة فى غلام‘ فقال سعد هذا يا رسول اللّٰه ابـن اخى عتبة بن ابى وقاص عهد الى انه ابنه انظر الى شبهه‘ وقال عبد بن زمعه: هذا اخى يا رسول اللّٰه ولد عـلـى فـراش أبـى مـن وليـدتـه فـنظر رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم إلى شبهه فرأى شبها بينا بعتبه‘ فقال: (هولك يا عبده الولد للفراش وللعاهرا لحجر واحتجبى منه يا سوده بنت زمعة) فلم تره سورة قط)(2)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبدان بن زمعہ دونوں نے ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کیا۔سعد نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔آپ اس کی شکل وشباہت دیکھئے عتبہ سے کیسی ملتی ہے؟ عبد بن زمعہ نے عرض کیا یارسول! یہ میرا بھائی ہے۔میرے باپ کی لونڈی نے اسے جنا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو دیکھا تو صاف عتبہ کے مشابہ معلوم ہوا۔آپ نے فرمایا عبد! یہ لڑکا تجھے ملے گا۔لڑکا اسی کو ملتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو۔زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں اور سودہؓ سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی تھیں‘ تم اس سے پردہ کرو۔پھر حضرت سودہ نے اسے کبھی نہ دیکھا۔

1۔ البخاری‘ الجامع الصحیح‘ کتاب البیوع‘ باب البیع واشرآء مع النسآء‘ حدیث:2048‘ ص757/2

2۔ البخاری ‘م۔ن‘ کتاب البیوع‘ باب شرآء المملوك من الحربى و هبته و عتقه‘ حدیث:2105‘ ص773/2

اس حدیث سے یہ نکلا کہ شرعی اور با قاعدہ ثبوت کے مقابل مخالف گمان پر کچھ نہیں ہوسکتا۔ حدیث کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ آپ نے زمعہ کی ملک مسلم رکھی حالانکہ زمعہ کافر تھا اور اس کو اپنی لونڈی پر وہی حق ملا جو مسلمانوں کو ملتا ہے تو کافر کا تصرف بھی اپنی لونڈی غلاموں میں مثل بیع ہبہ وغیرہ نافذ ہوگا۔ از روئے قاعدہ شرعی آپ نے اس بچے کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا تو ام المومنین سودہ؈ اس کی بہن ہوئیں مگر احتیاطاً ان کو اس بچہ سے پردہ کرنے کا حکم دیا اس لئے کہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اور گمان غائب ہوتا تھا کہ یہ عتبہ کا بیٹا ہے۔

13۔ حضرت عائشہ؅ کی روایت ہے کہ شراب کی تجارت حرام ہے

(عن عائشة؅ لما نزلت آيات سورة البقره عن اخرها خرج النبى صلى الله عليه وسلم فقال: (حرمت التجارة فى الخمر)(1)

حضرت عائشہ؅ سے مروی ہے کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں۔ (جن میں سود کا ذکر ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا شراب کی تجارت کرنی بھی حرام کردی گئی ہے۔

اس حدیث سے شراب کی تجارت کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب تحریم التجارة فی الخمر، حدیث: 2113، ص 775/2

فصل دوم: نکاح سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: نکاح کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ نکاح کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

''نکاح کے لغوی معنی وطی (یعنی مباشرت یا جماع) اور باہم ملنے کے ہیں۔ (1) چنانچہ درخت کی شاخیں جب ایک دوسرے سے مل جائیں اور وہ باہم پیوست ہو جائیں تو کہا جاتا ہے تناکحت الاشجار (یعنی درختوں کا ہجوم ہو گیا یا درخت گڈمڈ ہو گئے) اور اس کا اطلاق بطور مجاز (مرسل) کے عقد (نکاح) پر ہوتا ہے کیونکہ یہ سبب (ذریعہ) ہے مباشرت کا۔

(ب) اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی معنی سے متعلق علماء کے تین مختلف اقوال ہیں۔

ایک تو یہ کہ نکاح کے معنی بالکل لغوی معنی کی طرح مباشرت کے اور مجازی معنی عقد (نکاح) کے ہیں یہ لفظ جب قرآن یا حدیث میں آئے اور (کسی اور معنی کا) قرینہ نہ ہو تو اس کے معنی وطی کے ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاتنکحو امانکح اباءکم من النساء الا ماقد سلف (یعنی جن عورتوں کے ساتھ تمہارے باپ مباشرت کر چکے ہیں ان سے تم مباشرت نہ کرو۔ پہلے جو ہوتا رہا وہ ہو چکا) اس آیت میں نکاح کے معنی وطی کے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لغوی معنی سابقہ کے برعکس نکاح کے حقیقی معنی عقد کے ہیں اور مجازی وطی کے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ زیادہ تر عقد ہی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد حتی تنکح زوجاً وغیرہ میں بھی اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ لفظ نکاح عقد اور وطی دونوں معنوں میں مشترک ہے۔ دراصل اقوال ثلاثہ میں سے یہی قول سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ احکام شریعہ میں یہ لفظ کبھی تو عقد کے معنی میں آیا ہے اور کبھی وطی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔'' (2)

1۔ ابو الفضل عبدالحفیظ 'مصباح لغات' ص:894

2۔ عبدالرحمن الجزیری (مترجم منظور احسن عباسی) کتاب الفقہ' ص 2,1/4

2۔ قرآن میں نکاح کا حکم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾(1)

ترجمہ: اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائے مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنا حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت قرآنی میں نکاح سے متعلق احکام بتائے گئے ہیں۔

دوسری بحث: احادیث میں نکاح سے متعلقہ احکام

1۔ نکاح میں عورت کی رضامندی

(عن سهل بن سعد الساعدی قال جاء ت امراة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله، جئت اهب لك نفسى قال فنظر اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فصعد النظر فيها وصوبه، ثم طأطأ رسول الله صلى الله عليه وسلم راسهُ، فلما رات المراه انه لم يقض فيها شيأ جلست فقام رجل من اصحابه فقال: يا رسول الله، إن لم يكن لك بها حاجة فزوجهنيها فقال: (وهل عندك من شيىء) قال: لا والله يا رسول الله فقال: (اذهب الى اهلك فانظر هل تجدشيئًا) ۔ فذهب ثم رجع فقال: لا والله ما وجدت شيئًا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (انظر ولو خاتما من حديد) فذهب ثم رجع فقال: لا والله يا رسول الله ولا خاتما من حديد، ولكن هذا إزارى قال سهل: ماله

1۔ البقرہ:221

2۔ دو بہنیں ایک شوہر کے نکاح میں نہیں آ سکتیں

(ان ام حبیبة قالت : قلت یارسول اللّٰہ 'انکح اختی بنت ابی سفیان 'قال: (و تحبین)قلت: نعم ' لست لك 'بمخلیة' واحب من شارکنی فی خیر اختی'فقال النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم : (إن ذلك لایحل لی) قلت: یا رسول للّٰه ' فواللّٰه إنا لنتحدث انك ترید أن تنکح درة بنت ابی سلمة' فقال: (بنت ام سلمة) فقلت: نعم 'قال:(فواللّٰه لولم تکن فی حجری ماحلت لی' إنها لابنة اخی من الرضاعة ' أرضعتنی وأباسلمة ثوبیة' فلا تعرضن علی بناتکن ولا أخواتکنّ)(1)

ترجمہ: ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کر لیں۔آنحضورؐ نے فرمایا اور تمہیں بھی پسند ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں' کوئی میں تنہا تو نہیں ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔آنحضورؐ نے فرمایا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ گواہ ہے اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابوسلمیٰؓ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضورؐ نے دریافت فرمایا ام سلمہؓ کی لڑکی سے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا اللہ گواہ ہے اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا تم لوگ میرے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو بہنوں کا نکاح ایک وقت میں کسی مرد سے نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک مرد اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کرتا ہے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ شریعت میں ایسے نکاح سے منع کیا گیا ہے۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب النکاح' باب وأن تجمعوابین الاختین الاماقد سلف' حدیث:4818' ص:1965/5

3۔ عورت نکاح کا پیغام کسی مرد کو بھیج سکتی ہے

(كانت خولة بنت حكيم من اللابى وهبن انفسهن للنبى صلى الله عليه وسلم' فقالت عائشة: أما تستحى امراة ان تهب نفسها للرجل' فلما نزلت: (ترجى من تشاء منهن) قلت :يارسول الله ما أرى ربك إلا يسارع فى هواك)(1)

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس پر عائشہ نے کہا ایک عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرتے ہوئے شرماتی نہیں۔ پھر آیت ''ترجی من تشا منھن'' نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں تو دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا کے معاملے میں جلدی کرتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نیک بخت اور دین دار مرد کے سامنے اگر عورت اپنے تئیں پیش کرے یا اسے نکاح کا پیغام بھیجے تو اس میں کوئی عار نہیں۔

4۔ شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا جائز ہے

(عن عائشة رضى الله عنهاقالت: قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم : (رَايتك فى المنام 'يجيى بك الملك فى سرقة من حرير' فقال لى: هذه امراتك فكشفت عن وجهك الثوب فاذا هى انت فقلت: إن يك هذامن عندالله يمضه)(2)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نکاح سے پہلے) میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ریشم کے کپڑے میں تمہیں لئے آیا اور مجھ سے کہا کہ یہ تمہاری بیوی ہے میں نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو تم تھیں۔ میں نے کہا کہ یہ خواب اگر اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے پورے کرے گا۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب النکاح' باب هل للمراة أن تهب نفسها لأحد'حدیث:4823'ص:1966/5

2۔ البخاری' م۔ن' کتاب النکاح' باب النظر الی المراة قبل التزویج 'حدیث:4832'ص:1969/5

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اور مرد دونوں کو شادی سے پہلے ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

5۔ کنواری لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرنا

(عن ابی سلمة : أن أباهريرة حدثهم أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: (لاتنکح الایم حتی تستامر، ولا تنکح البکر حتی تستاذن) قالوا : یارسول اللّٰه، وکیف إذنها قال:(أن تسکت)(1)

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کنواری عورت کی اجازت کی کیا صورت ہوگی، آنحضورؐ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے (جب بھی اس کی اجازت سمجھی جائے گی)

6۔ حضرت عائشہؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کنواری لڑکی کی رضامندی سے متعلق سوال

(عن عائشة رضی انها قالت: یارسول اللّٰه، إن البکر تستحی؟ قال: (رضاها ضمتها)(2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی کہتے ہوئے شرماتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہو جانے سے اس کی رضامندی سمجھی جاسکتی ہے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ شادی میں لڑکی اور لڑکے کی رضامندی ضروری ہے اگر کنواری لڑکی سے رضامندی پوچھی جائے تو وہ اگر نہ بولے تو اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

7۔ ثیبہ لڑکی کا جبراً نکاح ناجائز ہے

(عن خنساءِ بنت خذام الا نصاریه: ان أباها زوجها وهی ثیب فکرهت ذلك، فأتت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فرد نکاحه)(3)

خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضورؐ نے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب لاینکح الأب وغیره البکر والثیب إلا برضاها، حدیث:4843، ص1974/5

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب النکاح، باب لاینکح الأب وغیره البکر والثیب إلا برضاها، حدیث:4843، ص:1974/5

3۔ البخاری، کتاب النکاح، باب اذا زوج ابنته وهی کارهة فنکاحه مردود، حدیث:4845، ص:1974/5

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی والد یا کوئی ولی اپنی مرضی سے کسی لڑکی کا نکاح نہیں کروا سکتا۔ خنسا بنت خذام انصاریہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے باپ نے میرا نکاح میری مرضی کے خلاف کروا دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نکاح ناجائز ہے جو مرضی کے خلاف ہو۔

8۔ کسی عورت کو دوسری عورت کی طلاق کے لیے مطالبہ کرنا جائز نہیں

(عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه، عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: (لا یحل لامراة تسأل طلاق أختها، لتستفرغ صحفتها، فانما لهاما قدرنها)(1)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنی کسی بہن کی طلاق کا مطالبہ اس لیے کرے کہ اس کی جگہ اپنے لئے خالی کرے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا۔

نکاح میں شرعی شرائط کے علاوہ کوئی اور شرط جائز نہیں اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی مسلمان بہن کو طلاق دلوا کر خود اس کی جگہ آ جائے۔

9۔ جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گزارے:

(عن ابی هریره رضی اللّٰه عنه، عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: (إذادعا الرجل امراته الی فراشه فابت أن تجییء، لعنتها الملائکة حتی تصبح)(2)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ شوہر کی ناراضگی دراصل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الشروط التیی لاتحل فی النکاح، حدیث:4857، ص 1978/5

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب النکاح، باب اذاباتت المراۃ مہا جرۃ فراش زوجھا، حدیث نمبر:4897، ص:1993/5, 1994

10۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں آنے کی کسی کو اس کی مرضی کے بغیر اجازت نہ دے:

(عن ابی هريره رضی اللّه عنه عن رسول اللّه صلی اللّه عليه وسلم قال: (لايحل للمراة ان تصوم وزوجها شاهد إلا باذنه ولا تأذن فی بيته إلا باذنه وما انفقت من نفقةٍ غير أمره فإنه يؤدی اليه شطره)(1)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر (حسب دستور اور سلیقہ سے) خرچ کرے گی تو اسے بھی آدھا ثواب ملے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ کسی غیر محرم کو گھر میں آنے کی اجازت دے سکتی ہے اور نہ نفلی روزے رکھ سکتی ہے۔ہاں اگر حسب دستور اس کے مال سے خرچ کر دے تو خاوند اور بیوی یعنی کمانے والے اور دینے والے دونوں کو ثواب ملے گا۔

11۔ محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے

(عن عقبة بن عامر: أن رسول اللّه صلی اللّه عليه وسلم قال: (إياكم والدخول علی النساء) فقال رجل من الانصار: يا رسول اللّه أفرأيت الحمو؟ قال: (الحمو الموت)(2)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے (وہ اپنی بھاوج کے ساتھ جا سکتا ہے یا نہیں؟) آنحضورؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور اس طرح دیور کے سامنے جانے سے بھی حدیث میں منع کیا گیا ہے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب لاتاذن المراة فی بيت زوجهالاحدالا باذنه، حدیث: 4899، ص: 1994/5

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب النکاح، باب لايخلون رجل بامراة الا ذو محرم، والدخول علی المغيبة، حدیث: 4934، ص: 2005/5

12۔ عورت کی حسب ضرورت نامحرم مرد سے گفتگو جائز ہے

(عن هشام قال: سمعت انس بن مالك رضى الله عنه قال: جاء ت امراة من الانصار إلى النبى صلى الله عليه وسلم فخلابها فقال:(والله انكم لاحب الناس إلى)(1)

ہشام سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہا سے سنا کہ آپؐ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آنحضورؐ نے ان سے ایک طرف (مجلس سے اتنے فاصلہ پر کہ اہل مجلس ان کی بات نہ سن سکیں گفتگو کی، اس کے بعد آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ (یعنی انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔

بحالت مجبوری لوگوں کی موجودگی میں کسی اجنبی عورت سے کسی مرد کی گفتگو جائز ہے۔

13۔ مخنث کا عورتوں کے پاس آنا منع ہے

(عن ام سلمة: أن النبى صلى الله عليه وسلم كان عندها و فى البيت مخنث ،فقال المخنث لأ خيى ام سلمة عبدالله بن أبى امية : إن فتح الله لكم الطائف غدا ادلك على ابنة غيلان ، فإنها تقبل باربع وتدبربثمان ،فقال النبى صلى الله عليه وسلم (لا يدخلن هذا عليكن)(2)

ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ گھر میں ایک مخنث بھی تھا اس مخنث نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا کہ کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (موٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑی ہوتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آنحضورؐ نے ام سلمی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ (مخنث) تمہارے پاس اب نہ آیا کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی غیر محرم کے سامنے عورت کو اس طرح کے کپڑے میں آنا چاہیے جس سے اس کے مختلف اعضا الگ الگ نظر نہ آئیں۔ پورا جسم ڈھانپا ہوا اور عورت کو چاہیے کہ وہ مردوں کے سامنے سے نہ گزریں بلکہ ایسی جگہ سے گزریں جہاں ان کی نظر نہ پڑے۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب مایجوزان یخلوالرجال بالمراۃ عندالناس ،حدیث:4936،ص2006/5

2۔ البخاری، م۔ن، کتاب النکاح، باب ماینهی من دخول المتشبهین بالنساء علی المراۃ،حدیث:4937،ص:2006/5

14۔ عورت کا اجنبی مردوں کو دیکھنا

(عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت : رأیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یسترنی بردائه ' وانا أنظر الی الحبشة یلعبون فی المسجد 'حتی اکون أنا الذی أسام ' فاقدروا قدر الجاریه الحدیثة السن ' الحریصة علی اللهو)(1)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے چادر سے پردہ کئے ہوئے ہیں ۔ میں حبشہ کے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (جنگی) کھیل کا مظاہرہ کر رہے ہے آخر میں ہی اکتا گئی' تم خود ہی اندازہ لگا سکتے ہو کہ ایک نوعمر لڑکی جو کھیل کود کی شائق ہو کتنی دیر اس میں دلچسپی لے سکتی ہے اور آنحضورؐ نے اتنی دیر تک کھڑے عائشہؓ کے لیے پردہ کئے رہے۔)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کسی عورت کا اجنبی مردوں کو دیکھنا گناہ نہیں لیکن شرط یہ ہے۔ دیکھنے والی کی نیت اچھی ہو' اور دیکھنے والے غلط خیال نہ کرتے ہوں۔

15۔ عورتوں کا اپنی ضرورت کے لیے باہر نکلنا:

(عن عائشةؓ قالت : خرجت سودہ بنت زمعه لیلاً فرآها عمر فعرفها فقال: انك واللّٰہ یاسودہ ما تخفین علینا' فرجعت الی النبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فذکرت ذلك له 'وهو فی حجرتی تیعشی' وإن فی یدہ لعرقا' فأنزل علیه 'فرفع عنه وهو یقول: (قد أذن اللّٰہ لکن أن تخرجن لحوائجکن)'(1)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت باہر نکلیں تو عمر رضی اللہ عنہا نے انہیں دیکھ لیا اور پہچان گئے پھر کہا' سودہ! بخدا تم ہم سے چھپ نہیں سکتی (اگر پردہ کئے ہوئے ہو جب بھی ہم پہچان سکتے ہیں' جب سودہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئیں تو آنحضورؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضورؐ اس وقت میرے حجرہ میں شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں گوشت کی ایک ہڈی تھی اس وقت آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لیے باہر نکل سکتی ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت اپنی ضروری کاموں کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب النکاح 'باب نظر المراۃ الی الحبش ونحوهم من غیرایبة 'حدیث:4938' ص:2006/5

2۔ البخاری'م۔ن' باب خروج النساء لحوائجهن'حدیث:4939'ص:2006/5

فصل سوم: طلاق سے متعلق عورتوں کی فقہی تعلیم

پہلی بحث: طلاق کی تعریف اور قرآن میں اس کا حکم

1۔ طلاق کی تعریف

(الف) لغوی مفہوم

’’طلاق کے معنی لغت میں قید (بندش) کو کھول دینے کے ہیں۔ خواہ یہ بندش محسوس ہو جیسے گھوڑے کی بندش یا غیر محسوس جیسے نکاح کی بندش پس یہ (نکاح) وہ بندھن ہے جو خاوند اور بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ چنانچہ لغت کی رو سے عربی میں کہا جاتا ہے۔ کہ ”طلاق الناقة طلاقا (یعنی اونٹی کو چھوڑ دیا گیا) جب کہ اس کی بندش کو کھولدیا جائے اور اسے چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح جب عورت سے علیحدگی ہو جائے تو کہتے ہیں ” اطلقها اطلاقا“ (اور ”طلقت امراة“ بہ تخفیف لام پیش اور زبر کے ساتھ (یعنی عورت کو چھوڑ دیا) غرض لفظ طلاق مادہ طلق بفتح لام و بضم لام غیر مشدد کا مصدر ہے جیسے لفظ ’’فساد‘‘ (جو طلاق کا ہم وزن ہے) لیکن لفظ تطلیق، طلق بہ تشدید لام کا مصدر ہے۔ جیسے سلم کا مصدر تسلیم اور کلم کا تکلیم ہے اور لفظ تطلیق بھی بندش ہٹانے کے معنوں میں لفظ طلاق کی طرح استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں۔ ”طلق الرجل امراة طلاقا“ بتشدد ید لام (یعنی اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ یہاں پر لفظ طلاق اسم مصدر ہے جو تطلیق کے معنی میں ہے۔ (1)

(ب) اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں اس کا مطلب نکاح کا زائل ہو جانا یا خاص الفاظ کے ساتھ عقد کے حل ہونے میں نقصان لاحق ہوتا ہے۔ نکاح زائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عقد نکاح جاتا رہے کہ آئندہ کے لئے بیوی اس پر حرام ہو جائے۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ بیوی کو تین طلاقیں دے دی جائیں۔‘‘ (2)

1۔ نور الحسن، نور اللغات، ص:521/3

2۔ عبدالرحمن (مترجم منظور احسن عباسی) کتاب الفقه، ص:513/4, 514

2۔ قرآن میں طلاق کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء ولا یحل لھن ان یکتمن ماخلق الله فی ارحامھن ان کن یومن بالله و الیوم الاخر و بعولتھن احق بردھن فی ذلك ان ارادوا اصلاحا ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة والله عزیز حکیم ﴾(1)

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تیئں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستوار کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے (اور خدا غالب ہے اور) صاحب حکمت ہے۔

اس آیت کریمہ میں طلاق سے متعلق احکام بتائے گئے ہیں۔

دوسری بحث: احادیث میں طلاق سے متعلقہ احکام

1۔ حالت حیض میں عورت کو طلاق نہ دی جائے

(عن ابن عمر' انه طلق امرأته وھی حائض فی عھد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فسأل عمر بن الخطاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذلك فقال له رسول اللّٰه صلی الله وسلم (مره فلیرا جعنھا ثم لیترکھا حتی تطھر ثم تحیض ثم تطھر ثم إن شاء أمسك بعد وإن شاء طلق قبل أن لمیس فتلك العدة التی امراللّٰه غرو جل أن یطلق لھا النساء)(2)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ حائضہ تھیں رسول اللہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ رجوع کرے اور اس کو رہنے دے۔ یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے اور پھر حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے۔ روک رکھے چاہے طلاق دے قبل اس کے کہ اسے ہاتھ لگائے اور یہی عدت ہے جس کے حساب سے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے طلاق کا حکم کیا ہے۔

1۔ البقرہ:228

2۔ المسلم' الجامع الصحیح ' کتاب الطلاق' باب تحریم طلاق' الحائض بغیر رضاھا وان لو خالف وقع اطلاق و یوم برجعتھا' حدیث:1' ص1093/2

اس روایت کیوجہ سے امت کا اجماع ہے کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے بغیر رضائے عورت کے پھر اگر کسی نے دی تو گہنگار رہوا۔ اور طلاق پڑگئی اور اس سے رجوع کرنے کا حکم ہے۔ جیسا مذکورہ ہوا اس روایت میں اور حضرتؐ نے جو رجوع کا حکم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق پڑگئی اور یہ رجوع کرنا مستحب ہے۔ (1)

2۔ مطلقہ بائنہ کا نفقہ

(عن فاطمه بنت قيس ' أن اباعمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب فارسل إليها وكيله بشعير فسخطته فقال: والله ! مالك علينا من شيء فجاء ت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال (ريس لك عليه نفقة) فامرها أن تعتد في بيت ام شريك ثم قال (تلك امرأة يغشاها أصحابي اعتدى عندابن ام مكتوم فإنه رجل أعمىٰ تضعين ثيالك فإذاحللت فآذنيني) قالت: فلما حللت ذكرت له' أن معاوية بن أبي سفيان وأبا جهم خطاني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (أما ابو جهم فلايضع عصاه عن عاتقه واما معاوية فصعلوك لا مال له انكحي اسامة بن زيد) فكرهته ثم قال(انكحي أسامة) فنكحته فجعل الله فيه خيرًا وغتبطت)(3)

ترجمہ: فاطمہ قیس کی بیٹی سے روایت ہے کہ ابوعمر نے ان کو طلاق دی۔ طلاق بائن اور وہ شہر میں نہ تھے یعنی کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور ان کی طرف ایک وکیل بھیج دیا۔ اور تھوڑے جو روانہ کئے اور فاطمہ اس پر غصہ ہوئیں تو وکیل نے کہا اللہ کی قسم تمہارے لیے ہمارے ذمے کچھ نہیں ہے (یعنی نفقہ وغیرہ) پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اور اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لیے ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے پھر حکم کیا فاطمہ کو کہ تم ام شریک کے گھر میں عدت پوری کرو۔ پھر فرمایا کہ وہ ایسی عورت ہے کہ وہاں ہمارے اصحاب بہت جمع رہتے تھے تم ابن ام کلثومؓ کے گھر عدت پوری کرو اس لئے کہ وہ ایک اندھے آدمی ہیں وہاں تم اپنے کپڑے اتار سکتی ہو (یعنی بے تکلف ہوگی گوشہ پردہ کی تکلیف نہ ہوگی) پھر جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھ کو خبر دینا۔ وہ کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہمؓ نے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہم تو اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا اور معاویہ مفلس آدمی ہے کہ اس کے پاس مال نہیں تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلو اور مجھے یہ امر ناپسند ہوا آپ نے پھر فرمایا کہ اسامہؓ سے نکاح کرلو۔ پھر میں نے ان سے نکاح کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی خیر وخوبی دی کہ مجھ پر اور عورتیں رشک کرنے لگیں۔

1۔ المسلم' صحيح المسلم' (شرح نووی)'ص:89/4

2۔ المسلم' م۔ن' کتاب الطلاق' باب المطلقه' ثلاثا لانفقه لها 'حديث:36'ص:1114/2

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ عورت مطلقہ بائنہ جس کو حمل نہ ہو اس کو نفقہ اور مکان دینا ہے یا نہیں ۔ سو عمر بن الخطاب اور ابو حنیفہ اور دوسرے فقیہا کا قول ہے کہ اس کو نفقہ اور مکان دینا ضروری ہے ۔ عدت تک اور ابن عباسؓ اور احمد نے کہا ہے کہ نہ نفقہ ہے نہ مکان اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ مکان دینا واجب ہے نہ نفقہ ۔ (1)

3۔ طلاق شدہ عورت کو ضرورت کے واسطے گھر سے نکلنا جائز ہے

(عن جابر بن عبداللہ یقول : طلقت خالتی فأرادت أن تجد نخلها فزجرها رجل أن تخرج فأتت النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم فقال (بلیٰ فجدی نخلك فإنك عسی أن تصدقی أو تفعلی معروفا)(2)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھا کہتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوئی ۔ اور انہوں نے چاہا کہ اپنے باغ کی کھجوریں توڑلیں سو ایک شخص نے ان کو جھڑکا ان کے باہر نکلنے پر اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ نے فرمایا کہ نہیں تم جاؤ اور اپنے باغ کی کھجوریں توڑلو اس لیے کہ شاید تم اس میں سے صدقہ دو (تو اوروں کا بھلا ہو) یا اور کوئی نیکی کرو (کہ تمہارا بھلا ہو)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معتدہ بائن کو ضرورت کے وقت نکلنا حالات عدت میں روا ہے اور یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ثوریؒ ، احمدؒ اور دوسرے لوگوں کا کہ یہ سب قائل ہیں کہ دن کی ضرورت کے لئے نکلنا روا ہے اور اسی طرح یہ شب عدت وفات شوہر میں بھی ان کے نزدیک روا ہے اور عدت وفات میں ابوحنیفہ ان کے موافق ہیں نہ مطلقہ بائنہ میں ان کا قول ہے کہ وہ نہ رات کو نکلے نہ دن کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا کھجور سے بھی مستحب ہے اس کے توڑنے کے وقت اور صدقہ دینے کا اشارہ کرنا بھی صاحب ثمر کو مستحب ہے ۔ (3)

1۔ المسلم، صحیح المسلم، (شرح نووی) کتاب الطلاق ، ص:118/4

2۔ المسلم، صحیح المسلم، کتاب الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن، والمتوفی عنها زوجها فی النهار لحاجتها، حدیث:55، ص:1121/2

3۔ المسلم ، الصحیح المسلم، (شرح نووی) ص:119/4

4۔ وضع حمل سے عدت کی تکمیل ہو جاتی ہے:

(عن سليمان بن يسارأن اباسلمة بن عبدالرحمن و ابن عباس اجتمعا عند أبى هريره ' وهما يذكر ان المراة تنفس بعد وفاة زوجها بليال فقال ابن عباس: عدتها اخرالا جلين وقال أبو سلمة : قد حلت فجعلا يتناز عان ذلك قال فقال ابوهريره : أنامع ابن اخى(يعنى أباسلمة) فبعثوا كريبا(مولى ابن عباس) إلى ام سلمة يسالها عن ذلك؟ فجاء هم فاخبرهم ؟ أن ام سلمة قالت : إن سبيعة الا سليمة نفست بعد وفاة زوجها بليال و إنهاذكرت ذلك الرسول الله فأمرها ان تتزوج)(1)

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابوسلمہؓ اور ابن عباسؓ دونوں ابو ہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور اس عورت کا ذکر کرنے لگے جو اپنے شوہر کے مرنے کے بعد کئی رات کے پیچھے نفاس میں ہو جائے۔ یعنی وضع حمل کرے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ دونوں عدتوں میں جو اخیر میں پوری ہو وہ پوری کرے اور ابوسلمہؓ نے کہا کہ وہ اسی وقت (وضع حمل) عدت پوری کر چکی اور ان دونوں میں آپس میں تنازع ہونے لگا سو ابو ہرہؓ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابوسلمہؓ کے عرض کی کریب جو ابن عباسؓ کے مولیٰ تھے۔ ان کو ام سلمہ کے پاس روانہ کیا تا کہ ان سے جا کر پوچھیں سو وہ ان کے پاس آئے اور لوٹ کر خبر دی کہ ام سلمہؓ نے کہا ہے کہ سبیعہ اسلمیہؓ کو نفاس ہوا انکے شوہر کی وفات کے کئی رات بعد اور پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور آپ نے ان کو نکاح کا حکم دیا۔

علماء سلف وخلف نے اس حدیث پر اجماع کیا ہے اور کہا کہ عدت حاملہ کی یہی ہے کہ وضع حمل کرے اگر چہ شوہر کی وفات کے ایک لحہ کے بعد کیوں نہ ہو اور شوہر کے غسل میت کے قبل کیوں نہ ہو اور اسی وقت اس کو نکاح روا ہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور علمائے امت کا۔(2)

1۔ المسلم'الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل'حديث:57'ص:1123/2

2۔ المسلم'م۔ن'(شرح نووى) كتاب الطلاق'ص:121/4

5۔ حلالہ کے لیے دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہے

(عن عائشةؓ قالت: طلق رجل امرأته فتزوجت زوجا غيره فطلقها، وكانت معه مثل الهدبة، فلم تصل منه إلى شيءٍ تريده، فلم يلبث أن طلقها، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: يارسول الله إن زوجي طلقني، وإني تزوجت زوجا غيره فدخل بي ولم يكن معه إلا مثل الهدبة فلم يقربني إلا هنة واحدة، لم يصل مني إلى شيءٍ فأحل لزوجي الأول؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لا تحلين لزوجك الاول حتى يذوق الآخر عسلتك و تذوقي عسيلته)(1)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ پھر ایک دوسرے صاحب سے اس کی بیوی نے نکاح کیا۔ لیکن اس نے بھی اس خاتون کو طلاق دے دی۔ اس دوسرے شوہر کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح تھی (یعنی وہ نامرد تھا) چنانچہ اس دوسرے شوہر سے جو چاہتی تھیں اس میں کچھ بھی نہ مل سکا۔ اسی لئے اس نے اس کو جلد ہی طلاق دے دی۔ پھر وہ خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ کیا یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی۔ پھر میں نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ وہ میرے پاس تنہائی میں آیا۔ لیکن اس کے ساتھ تو کپڑے کے پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے وہ میرے پاس ایک مرتبہ آیا اور اس میں بھی مجھے اس سے کچھ نہ ملا تو کیا میرا پہلا شوہر میرے لیے حلال ہو جائے گا (کہ میں دوبارہ اس سے نکاح کرلوں) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارا پہلا شوہر تم پر اس وقت حلال نہیں ہو سکتا جب تک تمہارا دوسرا شوہر تمہارا مزہ نہ چکھ لے اور تم اس کا مزہ نہ چکھ لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلالہ کے لئے دوسرے خاوند کا صحبت کرنا شرط ہے یعنی حشفہ کا دخول ہو جانا گو انزال نہ ہو۔

6۔ اگر عورت کو شوہر پسند نہ ہو تو وہ اس سے خلع حاصل کرسکتی ہے:

(عن ابن عباس: أن امرأة ثابت بن قيس أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: يارسول الله، ثابت بن قيس مـا أعتب عليه في خلقٍ ولا دين، ولكني أكره الكفرفي الاسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (أتردين عليه حديقته) قالت: نعم قال رسول الله صلى ياللّٰه عليه وسلم: (اقبل الحديقة وطلقها تطليقه)(2)

1۔ البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الطلاق، باب من قال لامراته انت على حرام: حديث:4964، ص:2016/5

2۔ البخاري، م۔ن، كتاب الطلاق، با ب الخلع وكيف الطلاق فيه، حديث:4971، ص:2021/5

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیسؓ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ان کے (ثابت رضی اللہ عنہ کے) اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو ادا نہیں کر سکتی) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا' واپس کر سکتی ہو انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ باغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر غلامی کی حالت میں کسی عورت کی شادی ایسے مرد سے کر دی جائے جو اس کو پسند نہ ہو تو وہ آزادی کی حالت میں اس سے خلع حاصل کر سکتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت خلع حاصل کرے تو اسے مہر واپس کرنا ہوگا۔

7۔ حضرت بریرہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش:

(عن ابن عباس: أن زوج بريرة كان عبداًيقال له مغيث' كأني انظر إليه يطوف خلفها يبكى ودموعه تسيل على لحيته' فقال النبى صلى الله عليه وسلم لعباس:(يا عباس' ألا تعجب من حب مغيث بريرة' ومن بغض بريرة مغيثاً) فقال النبى صلى الله عليه وسلم (لوراجعته) قالت: يا رسول الله تأمرنى قال:(إنما انا أشفع) قالت: لا حاجة لى فيه)(1)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام مغیث رضی اللہ عنہا تھا۔ جیسے وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے جب وہ بریرہؓ کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے فرمایا۔ عباسؓ کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی۔ آخر حضور اکرمؐ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کاش تم ان کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم دے رہے ہیں؟ آنحضورؐ نے فرمایا میں صرف سفارش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

بریرہؓ ایک لونڈی تھی۔ حالت غلامی میں اس کی شادی مغیث نامی ایک شخص سے ہوئی جو بہت ہی بدصورت تھا۔ بریرہ کو وہ ناپسند تھا۔ لیکن زمانہ غلامی میں وہ اس کے ساتھ گزارہ کرتی رہی لیکن جب وہ آزاد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب شفاعة النبى صلى الله عليه وسلم فى زوج بريرة' حدیث:4979' ص:2023/5

حاضر ہوئی اور کہا کہ مجھے مغیث ناپسند ہے۔میں اس سے خلع حاصل کرنا چاہتی ہوں جب کہ مغیث بریرہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہؓ سے کہا کہ وہ اس نکاح کو قائم رہنے دیں تو بریرہ نے کہا کہ آپؐ یہ حکم کر رہے ہیں یا سفارش۔آپؐ نے فرمایا سفارش تو بریرہؓ نے انکار کر دیا تو آپ نے مغیث کو حکم دیا کہ اسے طلاق دے دو۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر شوہر ناپسند ہو تو اس سے خلع لیا جا سکتا ہے۔

8۔ نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح جائز ہے:

(ان عمر کان اذا سئل عن نکاح النصرانیه و الیهودیه قال: ان اللّٰه حرم المشرکات علی المومنین و لا أعلم من الإ شراك شيئًا أكبر من أن تقول المراة : ربها عيسیُ وهو عبد من عبادالله)(1)

ابن عمر رضی اللہ سے جب یہ مسئلہ دریافت کیا جاتا کہ آیا نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح جائز ہے تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتوں سے نکاح حرام ٹھہرایا ہے اور اس سے زیادہ اور کیا شرک ہوگا کہ کوئی عورت عیسی علیہ السلام کو اپنا خدا کہے حالانکہ حضرت عیسی علیہ السلام بھی اللہ کے ایک بندے ہیں۔

ابن عمرؓ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ نصرانی اور یہودی عورتوں سے نکاح جائز نہیں لیکن دوسرے سلف نے ان سے اختلاف رائے کیا ہے۔اکثر علماء کا قول ہے کہ جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر دارالسلام میں ہجرت کرے اس کو تین حیض تک یا وضع حمل تک اگرچہ حاملہ ہو عدت کرنا چاہے۔اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ہجرت کرتے ہی وہ اپنے کافر خاوند سے جدا ہو گئی اب عدت کی ضرورت نہیں۔ابن عمرؓ کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح درست نہیں کیونکہ بہت سے صحابہؓ سے ثابت ہے کہ انہوں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کیا۔(2)

9۔ بیوی کو اپنے شوہر کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ منانا چاہیے:

(عن زینب بنت سلمةؓ زینب :دخلت علی أم حبيبة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حین توفی أبوها أبو سفيان بن حرب، فدعت أم حبيبة بطيب فيه صفرة خلوق أ وغيره، وفد هنت منه جارية ثم مست بعارضيها، ثم قالت: واللّٰه مالي بالطيب من ماجة، غيرأني سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: (لأ یحل لا مراة تومن باللّٰه و الیوم الآخرأن تحدعلی میت فوق ثلاث لیالٍ إلا علی زوج أربعة أشهر وعشرا)(3)

عن زینب ابی سلمۃ سے روایت ہے کہ میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب ان کے والد ابوسفیان (شام کے ملک

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب :قول اللّٰه تعالیٰ :ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن ولأمنة، مومنة خيرمن مشركة ولو أعجبتكم ،حديث:4981،ص:2024/5

2۔ المسلم، الجامع الصحیح، (شرح وحید الزمان):894/4

3۔ المسلم، م۔ن، کتاب الطلاق، باب تحدا المتوفی عنها زوجها أربعة اشهرٍوعشرا،حديث:5024،ص:2042,2041

میں)انتقال کر گئے تھے تو انہوں نے (چوتھے دن) زرد خوشبو منگائی ۔ پہلے ایک لڑکی کو خوشبو لگائی پھر اپنے رخسار پر ملی اور کہا خدا کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آتا ہے کہ جو عورت اللہ پر ایمان رکھتی ہے وہ سوائے شوہر کے کسی اور کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ منائے ۔صرف شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن تک منائے ۔

(قالت زينب : فدخلت على زينب جحشٍ حين تو فى أخرها ' فدعت بطيب فمست منه' ثم قالت: أما والله مالى بالطيب من حاجة' غيرأنى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول على لمنبر:(لا يحل لامراة تؤمن بالله واليوم لآخرأ ن تحد على ميت فوق ثلاث ليال إلا على زوج اربعة اشهر وعشرا)(1)

حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس گئی جب ان کے بھائی انتقال کر گئے ۔ انہوں نے (تین دن کے بعد) خوشبو منگا کر لگائی اور کہا خدا کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت قطعاً نہیں بلکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اسے سوائے اپنے شوہر کے کسی میت پر تین دن (رات) سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ۔صرف شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن ہے ۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے وہ زیب وزینت نہ کرے ۔رنگین پوشاک زینت کی نیت سے نہ پہنے نہ سرمہ اور خوشبو لگائے نہ زعفران یا مہندی اسی طرح جو زیور زیب وزینت کے لیے پہنے جاتے ہیں ۔ وہ نہ پہنے بس ہماری شریعت میں صرف خاوند کے لیے اس کی بیوی کو چار مہینے اور دس دن سوگ کرنے کا حکم ہے اور دوسرے مردوں پر تین دن تک اس سے زیادہ کسی پر سوگ کرنا حرام اور نا جائز ہے ۔اسی لیے حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے والد ابوسفیان کی وفات کے چوتھے دن خوشبو لگائی اور زینب بنت جحش نے اپنے بھائی کی وفات کے تین دن بعد خوشبو منگوا کر لگائی ۔

10۔ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا منع ہے

(عن زينب بنت أم سلمةؓ' عن أمها: أن امراة توفى زوجها' فخشواعلى عينيها' فأتو ارسول الله صلى الله عليه وسلم فاستاذنوه فى الكحل' فقال: (لا تكتحل' قد كانت إحداكن تمكث فى شرأ حلاسها' اوشربيتها ' فاذا كان حول فمر كلب رمت ببعرة فلاحتى تمضى اربعة اشهر وعشر)

وسمعت زينب بنت ام سلمة تحدث عن ام حبيبة: ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: (لا يحل لا مراة مسلمة تؤمن بالله واليوم الآ خر ان تحد فوق ثلاثه أيام إلا على زوجها أربعة اشهر و عشرا)(2)

1۔ البخارى' الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب تحدا المتوفى عنهازوجها أربعه اشهر وعشرا'حديث:5024'ص:2042/5

2۔ البخارى'كتاب الطلاق' باب الكحل للحادة' حديث:5025' ص:2043/5

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا۔ ان کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا نہیں سرمہ مت لگاؤ۔ (وہ وقت یاد نہیں ہے جب) عورت ایک سال تک خراب سے خراب کپڑے پہنتی اور بدترین جھونپڑے میں پڑی رہتی۔ سال پورا ہونے پر اونٹ کی مینگنی اس وقت پھینکتی جب کتا سامنے سے نکلتا۔ (اگر کتا نہ نکلتا تو ٹھہری رہتی) دوبارہ آپؐ نے فرمایا۔ چار ماہ دس دن تک سرمہ نہ لگائے۔

زینب بنت ابی سلمہ سے یہ بھی سنا۔ وہ ام المومنین ام حبیبہؓ سے نقل کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے کسی مرد پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے وہ زیب و زینت نہ کرے۔ رنگین پوشاک زینت کی نیت سے نہ پہنے نہ سرمہ اور خوشبو لگائے۔ نہ زعفران یا مہندی اسی طرح جو زیور زینت کے لئے پہنے جاتے ہیں۔ وہ نہ پہنے تاکہ کسی غیر محرم کی نظر ان پر نہ پڑے۔ اس طرح خاوند کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرنے کا حکم ہوا کیونکہ خاوند عورت کے لیے ایک نعمت ہے اس کے جدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اتنی مدت رنج کرنا جائز رکھا ہے۔ ایک عورت جس کا خاوند مر چکا تھا۔ سرمہ لگانے کے بارے میں آپؐ سے پوچھا۔ تو آپؐ نے سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ جب عورت ایک سال تک میلے کچیلے کپڑے پہن کر ایک کوٹھری میں بیٹھی رہتی تھی۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں عورتیں نہ نہاتیں اور نہ کپڑے بدلتی تھیں اور جانور کی مینگنی وغیرہ کو اپنے پورے بدن پر مل کر خوشبو لیتی تھیں اور اس طرح وہ پورا سال عدت میں گزارتیں مگر اسلام نے تو صرف چار مہینے دس دن سوگ کرنے کا حکم دیا۔

11۔ سوگوار عورت یمن کے دھاری دار کپڑے پہن سکتی ہے:

(عن ام عطیه قالت: قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (لا یحل لامرأة تومن باللّٰه والیوم الآخر أن تحد فوق ثلاث إلا علی زوج، فانها لا تکتحل ولا تلبس ثوبه مصبوغا إلا ثوب عصب)

حدثنی ام عطیة: نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولا تمس طیبا 'إلا أدنی طهرها إذاطهرت بنذة من قسط و أظفار(1)

ام عطیہ کہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ سوائے شوہر کے اور کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ کرے اور سوگ میں سرمہ یا رنگین کپڑے نہ پہنے البتہ وہ کپڑا جو بننے سے پہلے رنگا ہوا ہو (یا یمنی دھاری دار کپڑا پہن سکتی ہے)

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب تلبس الحادۃ ثیاب العصب، حدیث: 5028، ص: 2044,2043/5

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت خاوند کی وفات کی عدت کے دوران وہ کپڑا جو بننے سے پہلے رنگا ہوا ہو پہن سکتی ہے۔

12۔ حق طلاق عورت کو سونپنا جائز ہے

(عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: خیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخترنا اللہ ورسولہ فلم یعدذلك علینا شیئا)(1)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا (آپ کے پاس رہیں یا چھوڑ دیں) مگر ہم نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا اور ایسا کرنے سے کوئی طلاق واقع نہ ہوئی۔

(عن مسروق قال سألت عائشة عن الخیرة ' فقالت: خیر نا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' افکان طلاقا؟" قال مسروق: لا أبالی أخیرتها واحدة أومائة' بعد أن تحتارنی)(2)

ترجمہ: مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عورت کو اختیار دینے کا مسئلہ معلوم کیا تو فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب بیبیوں کو اختیار دے دیا تھا تو وہ اختیار طلاق تو تصور نہیں ہوتا۔

مسروق کہتے ہیں اگر میں اپنی عورت کو ایک بار کیا سو بار اختیار دوں پھر وہ مجھے اختیار کرے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (طلاق نہیں وقع ہوگی)

جمہور علماء کا قول ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے خاوند کو اختیار کرے تو کوئی طلاق نہیں ہوگی۔ لیکن عورت اپنے نفس کو اختیار کر کے یعنی الگ ہو جائے تو اس میں اختلاف ہے کہ ایک طلاق پڑتی ہے رجعی یا بائن یا تین طلاقیں پڑ جاتیں ہیں۔

13۔ لعان کا حکم

(عن حدیث سهل بن سعد ' أخی بنی ساعدة: أن رجلا من الأ انصار جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'فقال: یارسول اللہ ' أرایت رجلا وجدمع امراته رجلا' ایقتله أم کیف یفعل ؟ فانزل اللہ فی شانه ماذکر فی القرآن من أمرالمتلا عنین 'فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قد قضی اللہ فیك و فی امراتك) قال:

1۔ البخاری' الجامع الصحیح' کتاب الطلاق' باب من خیرا ازواجه 'حدیث:4962'ص:2015/5

2۔ البخاری' م۔ن'کتاب الطلاق' باب من خیرا ازواجه ' حدیث:4963ص:2015/5

فتلاعنافی المسجد و أنا شاهد، فلما فرغا قال: كذبت عليها يا رسول الله إن امسكتها ، فطلقها ثلاثا قبل أن يأمره رسول الله صلى الله عليه وسلم حين فرغا من التلاعن ففارقها عند النبی صلى الله عليه وسلم ، فكان ذلك تفريقا بين كل متلاعنين)(1)

سھل بن سعد نے بیان کیا کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا اگر کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ (ناجائز حالت میں) دیکھے تو کیا کرے کیا اسے ہلاک کر دے یا کیا کرے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنی کتاب میں لعان کا حکم نازل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا۔ اب اللہ نے تیرا اور تیری بیوی کا فیصلہ کر دیا۔ سھل رضی اللہ عنھا کہتے ہیں۔ میاں بیوی دونوں نے مسجد میں لعان کیا میں اس وقت موجود تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب اگر اس عورت کو رکھوں تو اس کا مطلب ہے میں نے جھوٹا الزام لگایا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ نے لعان سے فارغ ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قبل تین طلاقیں دے دیں اور آپ کے سامنے ہی اس سے مفارقت اختیار کر لی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ ناجائز حالت میں دیکھے تو لعان کے ذریعے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ آیا وہ جھوٹی ہے یا سچی۔

14۔ لعان کی صورت میں حاملہ عورت کے بچے کا مسئلہ

(قال ابن شهاب: فكانت السنة بعد هما أن يفرق بين المتلاعنين و كانت حاملا، و كان ابنها يدعىٰ لأمه قال: ثم جرت السنة فی ميراثها أنها ترثه و يرث منها مافرض الله له)(2)

ابن شھاب کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہی طریقہ مروج ہو گیا کہ لعان کرنیوالے دونوں میاں بیوی میں جدائی کر دی جاتی۔ اگر عورت حاملہ ہوتی تو اس کا بچہ فقط اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا۔ لعان کرنے والی عورت میں یہ قاعدہ بھی جاری ہوا کہ وہ اللہ کے مقرر کیئے ہوئے اصول کے مطابق اپنے بچے کی وارث ہو گی اور بچہ اپنی اس ماں کا وارث ہو گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعان کرنے والی عورت سے پیدا ہونے والے بچے کی وارث اس کی ماں ہو گی۔

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب التلاعن فی المسجد، حدیث:5003، ص:2033/5

2۔ البخاری، م۔ کتاب الطلاق، باب التلاعن فی المسجد، حدیث 5003، ص:2033/5

نتائج تحقیق و سفارشات

نتائج تحقیق

تحقیقی مقالہ میں پیش کی گئی گذارشات اور مختلف دلائل کا تجزیہ کرنے کے بعد جو نتائج حاصل ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:

☆ محض ''جاننے'' کو علم کہتے ہیں جب کہ ٹھوس شرعی دلائل کی بنیاد پر جاننے کو فقہ کہتے ہیں۔

☆ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی فقہی تعلیم کی ضرورت ہے۔

☆ پردے کی حدود میں رہتے ہوئے عورت سے غیر محرم مرد سے دنیاوی و فقہی تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔

☆ حائضہ عورت اعتکاف میں بیٹھے اپنے شوہر (مسجد میں داخل ہوئے بغیر) کی کنگھی کر سکتی ہے اور اس کا سر دھو سکتی ہے۔

☆ حائضہ عورت نماز عید کی دعا اور ذکر واذکار کے دیگر اجتماعات میں شریک ہو سکتی ہے۔

☆ حائضہ عورت کو نماز معاف ہے۔لیکن استحاضہ کی صورت میں نماز پڑھنا لازم ہے۔

☆ دوران حج طواف کے علاوہ دیگر مناسک ادا کر سکتی ہے۔

☆ دوران رمضان حیض کی صورت میں اس پر روزہ لازم نہیں ہے لیکن بعد میں ان کی قضا فرض ہے۔

☆ حائضہ عورت کا پسینہ اور جوٹھا پاک ہے۔

☆ حائضہ عورت اپنے شوہر کے پاس لیٹ سکتی ہے۔بوسہ لے سکتی ہے مگر مباشرت جائز نہیں ہے۔

☆ جنابت یا حیض کے بعد عورت پر غسل فرض ہے۔جس میں اگر وہ جوڑہ نہ کھولنا چاہے تو ایسا کر سکتی ہے۔مگر بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

☆ غسل جنابت میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک برتن میں غسل کر سکتی ہے۔مگر بعد میں مستعمل پانی سے نہیں۔

☆ عورت کے لیے خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔چاہے نیک کام کے لیے کیوں نہ جا رہی ہو۔

☆ حج پر جانے والی عورت کے لیے اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے۔

☆ عورت اپنے کسی بھی محرم کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے۔

☆ حج کے دوران عورت اپنا چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھ سکتی ہے۔

☆ عورت اپنے شوہر کے مال میں سے صدقہ وخیرات کرسکتی ہے۔

☆ عورت کاروباری معاملات میں حصہ لے سکتی ہے۔

☆ شادی بیاہ میں عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

☆ ایک وقت میں دو بہنوں کا نکاح ایک مرد سے درست نہیں ہے۔

☆ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی نکاح کی نیت سے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں۔

☆ عورت اپنے نکاح کا پیغام خود کسی مرد کو بھیج سکتی ہے۔

☆ عورت اپنے شوہر کی رضامندی کے بغیر کسی نامحرم مرد کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دے۔

☆ دیور اور مخنث کا شمار عورت کے نامحرم مردوں کی طرح ہے۔

☆ عورت نامحرم کیساتھ تنہا سفر نہیں کرسکتی۔

☆ عورت اپنی ضروریات کے سلسلے میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

☆ حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا درست نہیں ہے۔

☆ دوسرے نکاح کے لیے عورت کا عدت پوری کرنا ضروری ہے۔ جوکہ مطلقہ کے لیے تین، بیوہ کے لیے چار ماہ دس دن یا وضع حمل ہے۔

☆ حلالہ کے لیے عورت کو دوسرے شوہر سے صحبت شرط ہے۔

☆ عورت اگر اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو تو خلع لے سکتی ہے۔

☆ عدت کے دوران عورت کا بناؤ سنگھار کرنا درست نہیں ہے۔

☆ عورت کو طلاق کا حق سونپا جاسکتا ہے۔

☆ لعان کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

☆ لعان کی صورت میں حاملہ عورت کا بچہ عورت کی طرف منسوب ہوگا۔

مسئلہ تحقیق کا جواب

مقالہ کے مقدمہ میں موضوع تحقیق سے متعلق جو بنیادی سوالات اٹھائے گئے تھے۔ان کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

i۔ فقہی تعلیم سے مراد عملی زندگی سے متعلقہ ان شرعی احکام کی تعلیم ہے جو قرآن وسنت کے تفصیلی دلائل سے اخذ کیے گئے ہیں۔

ii عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے کوششیں ہوئیں۔

iii طہارت سے مراد پاکی اور صفائی ہے۔اس سلسلہ میں عورتوں کو وضو، غسل اور حیض ونفاس کے احکام بتائے گئے۔

iv عبادات سے مراد نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی ادائیگی ہے۔اس سلسلہ میں عورتوں کو ان عبادات کی ادائیگی اور خصوصی حالات میں رخصت کے احکام کی تعلیم دی گئی۔

v معاملات سے مراد روزمرہ کی مادی ضرورتوں کی خرید وفروخت ہے۔اس سلسلہ میں عورتوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر ان کا کوئی مرد کمانے والا نہ ہو تو وہ حسب ضرورت گھر سے نکل سکتی ہیں اور کاروبار میں حصہ لے سکتی ہے۔

vi مناکحات سے مراد نکاح وطلاق کے مسائل ہیں۔جن میں عورتوں کو ان کے حقوق وفرائض کی تعلیم دی گئی ہے۔

فرضیہ تعلیم کا جائزہ: (Test of the hypothesis)

تحقیقی مقالہ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مقدمہ (تعارف تحقیق) میں قائم کیے گئے فرضیات میں سے فرضیہ نمبر ۱ا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فقہی تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ درست ہے۔

سفارشات

تحقیقی مقالہ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے چند سفارشات حکومتی اداروں کے سربراہان کی خدمت میں پیش ہیں تا کہ انہیں عملی جامہ پہنچایا جا سکے۔

1۔ قرآن وسنت کے شرعی دلائل سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ فقہی تعلیم مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے۔ جب کہ ہمارے ملک میں عورتوں کی اس تعلیم کا خاطر خواہ بندوبست نہیں ہے۔ لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ لڑکیوں کے سکولز کالجز میں خصوصی طور پر فقہی تعلیم کا مضمون متعارف کروایا جائے جس میں بنیادی شرعی مسائل کا اندراج ہو تا کہ مستقبل میں بننے والی ماں اسلام کے دیئے ہوئے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو سکے۔

2۔ جن تعلیمی اداروں میں Co-education ہے یا دیگر ادارے جن میں مرد وخواتین اکٹھے کام کرتے ہیں۔ وہاں صرف پردے کا اہتمام کر دیا جائے تو وہ ادارے اسلام کے وضع کردہ اصول وضوابط کے قریب تر تصور کئے جائیں گے۔

آخر میں ان طالبات سے گذارش ہے جو اسلامی سوچ اور فکر رکھتی ہیں اور عصر حاضر میں عورتوں کے مسائل کا حل اسلامی روشنی میں چاہتی ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ تحقیق کے شعبہ میں آئیں اور جس مسئلے پر بھی لکھنا چاہیں ان کے لیے قرآن وسنت میں راہنما اصول اور فقہی کتب میں ان کی تشریحات موجود ہیں۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اس مواد کو ترتیب جدید کے تحت مدون کر دیں تو یہ ان کی طرف سے بہت بڑا کام ہوگا۔

فهرس المصادر و المرجع

﴾ا﴿

القرآن

امینی، محمد تقی امینی (م1991ء)

2 فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر

قدیم کتب خانہ آرام باغ، لاہور 1991ء

ابراہیم مصطفیٰ

3 المعجم الوسیط

المکتبۃ الاسلامیۃ استنبول، ترکی

﴾ب﴿

البخاری، محمد بن اسماعیل (م256ھ/870ء)

4 1۔ الجامع الصحیح

دار ابن کثیر دمشق، بیروت

الطبعہ الربعۃ 1410ھ/1990ء

5 2۔ الجامع الصحیح (شرح اردو وحید الزمان)

مطبع حفیظ پریس، لاہور

بلیاوی، ابوالفضل، عبدالحفیظ

6 مصباح اللغات

مکتبہ برہان، دہلی

﴿ت﴾

الترمذی، محمد بن عیسیٰ (م279ھ)

7 سنن الترمذی

مکتبۃ المعارف الریاض

الطبعۃ الاول 1415ھ۔1995ء

﴿ج﴾

جلال الدین

8 عورت اسلامی معاشرہ میں

اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور

جان ڈوی

9 جان ڈوی کا فلسفہ تعلیم (مترجم سید عین الدین بریلوی)

اکیڈمی آف ایجوکیشن ریسرچ، کراچی

طبع باراوّل: 1960ء

جمیل احمد شرقپوری

10 تذکرہ امام ابوحنیفہ

پروگریسو بکس، لاہور

طبع: 1982ء

الجرجانی، السید الشریف علی بن محمد (م816ھ/1413ء)

11 کتاب التعریفات

مطبعۃ مصطفی الحلبی۔مصر

الجریری، عبدالرحمٰن الجزیری

12 کتاب الفقہ (مترجم منظور احسن عباسی

طبع دوم: 1977ء

﴿ح﴾

ابن الحاج، ابوعبداللہ، محمد بن محمد

13 المدخل

دارالفکر، بیروت

حنبل، احمد بن حنبل (241ھ/855ء)

14 مسند احمد بن حنبل

المکتب الاسلامی۔ بیروت

﴿خ﴾

ابن خلدون، عبدالرحمٰن (1333ھ۔1406ء)

15 مقدمہ (مترجم راغب رحمانی)

نفیس اکیڈمی، کراچی

طبع دھم: 1986ء

خورشید احمد

16 نظام تعلیم (نظریہ۔روایت۔مسائل)

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

طبع اوّل: 1993ء

﴿د﴾

الدارمی' ابومحمد' عبداللہ بن عبدالرحمٰن

17 سنن الدارمی

دارالعلم' بیروت

الطبعۃ الثانیۃ: 1997ء

﴿س﴾

السجستانی' ابوداؤد' سلیمان بن اشعث السجستانی الازدی (202-275ھ)

18 سنن ابی داؤد

داراحیاء السنۃ النبویۃ

ابن سعد

19 الطبقات (صالحات وصحابیات)

نفیس اکیڈمی' لاہور

﴿ش﴾

شاہ ولی اللہ

20 حجۃ اللہ البالغہ (مترجم عبدالرحیم)

قومی کتب خانہ' لاہور

طبع: 1983ء

﴿ع﴾

ابن عبدربہ

21 العقائد الفرید

دارالکتاب العربی بیروت' لبنان

﴿غ﴾

الغزالی' ابوحامد' محمد بن محمد (م 505ھ/ 1112ء)

22 احیاء علوم الدین (ترجمہ العارفین' مترجم محمد حسن)

ناشران قرآن لمٹیڈ' لاہور

﴿ف﴾

ابوالفضل، عبدالحفیظ

23 مصباح اللغات

قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

﴿ق﴾

القاضی خان

24 المطبوعۃ علی فتاوی عالمگیریہ

القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری

25 الجامع الاحکام القرآن

دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان

﴿ل﴾

لوئیس معلوف الیسوعی

26 المنجد فی اللغۃ والادب ولعلوم

بیروت

﴿م﴾

محمد یاسین

27 تعلیم اور عناصر تعلیم

غضنفر اکیڈمی، کراچی

طبع:1985ء

محمد یوسف، ڈاکٹر

28 مجلۃ الاحکام العدلیہ

علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

مالک بن انس

29 الموطا (شرح الزرقانی' امام سیدی محمد الزرقانی)

دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع

المسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (م 261ھ/ 875ء)

30 ا۔الجامع الصحیح (صحیح مسلم)

دارالاحیاء التراث' بیروت' لبنان

۲۔الجامع الصحیح (صحیح مسلم' شرح نووی' مترجم وحیدالزمان)

خالد پبلشرز' لاہور

مینائی' منہاج الدین مینائی

31 اسلامی فقہ

اسلامک پبلیکیشنز لمٹیڈ' لاہور

ابن منظور' محمد بن مکرم (م 711ھ/ 1311ء)

32 لسان العرب

داراحیاء التراث العربی' بیروت: 1416ھ

ابن ماجہ' محمد بن یزید القزوینی (207-275ھ)

33 داراحیاء التراث العربی

محمد اسماعیل پانی پتی

34 مقالات سرسید (تعلیمی' تربیتی اور معاشرتی مضامین)

مجلس ترقی ادب' لاہور

طبع: 1990ء

امام محمد

35 الموطا امام محمد (مترجم خواجہ عبدالوحید)

داراحیاء التراث العربی' بیروت

محمد احمد صدیقی

36 اقبال کے تعلیمی نظریات

اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، کراچی

طبع 1965ء

﴿ن﴾

نورالحسن

37 نوراللغات

مقبول اکیڈمی، لاہور

﴿و﴾

مسٹر وائٹ ہیڈ

38 مقاصد تعلیم (مترجم سید محمد تقی)

اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، کراچی

وھبۃ الزحیلی

39 الفقہ الاسلامی وادلتہ

دارالفکر، دمشق

فہرس الموضوعات